جام وحدت



نظم

از

قلم

صوفی سعید مظہر اشرفی

بارگاہِ عشق میں جس نے جگہ اپنالیا
دیکھتے ہی دیکھتے اپنا پتہ وہ پالیا
عالمِ لاحوت میں اس کی رسائی ہوگئی
ذات وحدت میں فنا ہو کر بقا کو پالیا۔

نام کتاب جامِ وحدت
مصنف۔صوفی سعید مظہر اشرفی
سن اشاعت۔2022
صفحات۔292
تعداد۔500
ناصر۔جناب ڈاکٹر انوار الحق اشرفی پٹنہ سیٹی بہار۔9386278081
ناشر خانقاہ مجتبیہ اشرفیہ۔شمبھوپٹی ویشالی بہار۔9631792423

تصنیفات

صوفی سعید مظہر اشرفی

۱۔ روداد سفر حج ۔ اردو

۲۔ مسلک صوفیہ اور تعزیہ شریف اردو

۳۔ مسلک صوفیہ اور تعزیہ شریف ہندی

۴۔ مسلک صوفیہ اور تعزیہ شریف انگلش

۵۔ مسلک صوفیہ اور حج اردو

۶۔ مسلک صوفیہ اور محفل سماع اردو

۷۔ صحبت اولیاء اردو

۸۔ جامِ وحدت، نظم اردو

کتاب ملنے کا پتہ

۱۔ اشرفی ٹیلر رام اشیش چوک، حاجی پور، ویشالی، بہار۔ 8809363476

۲۔ جناب ڈاکٹر محمد انوار الحق اشرفی، شاہ فصاحت کا میدان، پٹنہ سیٹی، بہار۔ 9386278081

۳۔ جناب سید صابر علی چشتی اشرفی، متصل امام باڑہ ٹاٹا ہاؤس، اجمیر شریف 9828147506

۴۔ محمد ادریس اشرفی محلّہ فاروق نگر ٹیکا ناکا، ناگپور مہاراسٹرا۔ 9890887885

۵۔ جناب ماسٹر محمد رفیع الدین مجیبی اشرفی، عمر گنج شہر بلیا، یوپی۔ 7897330412

عرض حال

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد

علم کا زور نہیں ہے میرے سفینے میں
عشق کی آگ جو بھڑکی ہے میرے سینے میں
وہی چنگاری جو نکلی تھی کبھی روزِ ازل
صداوراق پہ نمایا ہے باقرینے میں

آپ کے دست اقدس میں جو کتاب (جام وحدت) ہے وہ ایک ایسے گمنام شاعر کا کلام ہے جو کبھی سفر یا تخلیہ میں مقیدرہ کر ابتدائی زندگی سے شاعری کی آغاز کی تھی۔ اور کبھی کسی قادرالکلام شاعر سے اپنی نظم کی نہ اصلاح کرائی اور نہ اس سلسلے میں کبھی ذہن فکر میں ایسی بات آئی۔ یقیناً قاری حضرات کو میری نظموں میں بہت ساری کمی کا احساس ہوگا۔ میں اس بات سے خوش ہوں کہ مجھ حقیر کی ٹوٹی پھوٹی نظموں کی رسائی آپ کے دست اقدس تک ہو تو گئی ہے اور آپ کی نظریں محبت نے اسے دیکھ تو لیا ہے یہی میری دلی تمنا تھی اور ہے اور رہے گی۔

فکر کی دنیا کو اس طرح سجا کے رکھنا
اہل احساس کو احساس نہ ہونے دینا
پتلۂ خاک سے آتی تھی انا الحق کی صدا
ایسی مٹی پہ کبھی گھاس نہ ہونے دینا

صوفی سعید مظہر اشرفی

۷۸۶

فہرست عنوانات

تاریخ ۲۸ جنوری بروز جمعرات ۲۰۱۹ء

گورکھپور، یوپی

بارگاہ رب العزت میں

التجا

چاہت کسی مخلوق کی نہ دل میں خدا دے
ہستی میری اس خاک کے ذروں میں مٹادے
ہوں تیری نوازش کا طلبگار ازل سے
بیجان اس قطرے کو سمندر سے ملادے
ہرذوق نظرکو میرے دے ایسی تجلی
بندہ تیرا ہوکرکے انا الحق کی صدادے
ناقص میرے اس ذہن کو پھر ایسی سزا دے
منصور کے جیسا مجھے سولی پہ چڑھادے
جب جسم میرا سولی کے تختے پہ پڑا ہو
یہ دار بھی رہرہ کے اناالحق کی صدا دے
کیا بھید چھپا تھا وہاں کیا راز ہے اس میں
ایک بندہء خاکی کو خلافت بھی خدادے
جبریل بھی حیراں تھے وسکتے میں پڑے تھے

پھر حکم خدا آیا سر سجدہ میں جھکا دے

جب عشق جنوں بڑھتا ہے دیدار کی خاطر
موسیٰ ہوئے بیہوش کوہ طور جلادے

پردے میں سدا رہ کے بھی پردے سے ہو باہر
یہ راز حقیقت ذرا مظہر کو بتادے

ختم شد۔ حاجی پور

سفر پٹنہ سے بنگلور ٹرین سنگمترا اکسپریس

تاریخ ۲۴ / مارچ ۲۰۰۷ء

تیری ذات سرِّ وحدت تو فنا نہیں بقا ہے
تیری ذات کی تجلّی ہر شے سے ہی عیاں ہے
تو نے پتہ دیا تھا یہی کہکے نحن اقرب
ہے انا کا دخل دل پہ تیری رہبری کجا ہے
میری چشم بیخودی میں نہیں سوز ساز ایسی
تجھے ڈھونڈتا ہوں ہر سُو اے جان جاں کہا ہے
نہیں بندگی کے لائق مجھ کو سرور بخشا
روز ازل میں ہم نے قالو بلٰی کہا ہے
تجھے کیوں پکارتا میں میرے دل میں جب مکیں ہو
تیری یاد ہی عبادت تیری یاد ہی بقاہے
یہ خاردار رستے یہ پُر خطر فضائیں
میرا کیا بگاڑلے گی یہ جلتا ہوا دیا ہے
جو ہزاروں آندھیوں میں نہیں بجھ سکا ابھی تک
تیرا شکر ہے خدایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے
مثل حباب ہوکر ہے ظرف اس میں کتنا
نہ مٹاسکا طلاطم وحدت میں جو فنا ہے
تیرا راز ہستی مظہر کوئی کیا سمجھ سکے گا
یہ نشان بے نشاں ہے یہ مکان بے مکاں ہے

فقط ختم شد

تاریخ ۱۴؍جولائی بروز منگل ۲۰۱۵ء بمطابق
۲۶؍رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ، شمبھوپٹی عرف شمیم پٹی

تیری الفت میں مروں ایسی وفا دے یارب
جام شہدائے شہادت کا پلادے یارب
اپنی رحمت سے میرے قلب کو روشن کردے
دل کی دنیا کو میرے خوب ضیا دے یارب
جان جاناں کی محبت میں ملے و خیرات
پائے محبوب کے ذروں سے ملادے یارب
دل کی دھڑکن تو ہمہ وقت یہی کہتی ہے
ایک قطرہ کو سمندر سے لگادے یارب
سر ہو سجدہ میں پڑا اشک ہو آنکھوں سے رواں
میرے سجدوں کو شہادت کا مزہ دے یارب
روح میں سوز دے قلب کو زخمی کر دے
زخم دل اور بھی ناسور بنادے یارب
ذرہ خاک کو مل جائے بقا کا تحفہ
اپنی الفت میں سبھی نقش مٹادے یارب
اپنے بندوں سے سدا تو نے محبت کی ہے

پار کشتی کو میری اب تو لگادے یارب

تیرا بندہ ہوں گناہوں سے میں دور کبھی

اپنی رحمت کے دریچے میں چھپا لے یارب

خدمت خلق کروں ایسی زباں میں دے اثر

ایک ٹھوکر سے ہی مردے کو جیلا دے یارب

نیک بندوں کے وسیلے سے ملے جام طہور

اپنے مظہرؔ کو وہی جام پیلادے یارب

ختم شد

تاریخ ۱۲؍دسمبر ۲۰۱۶ء بروز پیر ۳ بجے شام

بمطابق ۱۲؍ربیع الاول ۱۴۱۸ھ

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

آمدِ سرکار پہ خوشیاں منائے جایئے
مصطفیٰ کے جشن میں تشریف لائے جایئے

دین دنیا کی تجھے مل جائے گی سب نعمتیں
زندگی کی ہر خوشی ان پہ لوٹائے جایئے

آپ کے دست کرم سے ملتی ہے بے شک نجات
ان کے در سے ہر گھڑی لوکو لگاتے جایئے

بے سہاروں کے سہارا بن کے آئے دہر میں
ایسے محسن کے لئے تحفہ لوٹائے جایئے

آپ کی نعمت کے صدقے بٹ رہے ہیں چار سو
دامن رحمت سے ہر پل دل سجاتے جایئے

آپ کی سیرت کا چرچا ہے لکھا قرآن میں
مومنوں ہر دم انہیں کا خطبہ پڑھتے جایئے

ذکر احمد سے ملی ہے زندگی میں تازگی

دم میں دم باقی ہو پھر نغمہ سنائے جایئے

عاشقوں کے واسطے در ہے تمہارا قبلہ گاہ

ان کی چوکھٹ پہ سدا سرکو جھکائے جایئے

عشق کی لذت سے دل مسرور ہو معمور ہو

پھر حقیقت کی صدا مظہرؔ سنائے جایئے

ختم شد

تاریخ ۱۲ر دسمبر ۲۰۱۶ء بروز پیر ۳ بجے شام

بمطابق ۱۲ر ربیع الاول ۱۴۱۸ھ

شمبھوپٹی عرف شمیم پٹی

ہر جگہ ہے تیری شہرت مخدوم سمناں آپ کی
کیا کوئی سمجھے گا رفعت مخدوم سمناں آپ کی
غوث العالم کا جہاں میں آپ کو رتبہ ملا
دیکھئے یہ ہے حقیقت مخدوم سمناں آپ کی
یہ جہانگیری کی منزل شیخ نے کر دی عطا
اللہ اللہ یہ ولایت مخدوم سمناں آپ کی
ہر گدا کو آپ کے در سے ملا کامل شفا
یہ بھی ہے ادنا کرامت مخدوم سمناں آپ کی
نیر کا پانی شفا ہے یا کہ تیری ایک نظر
ہو گئی جس پہ عنایت مخدوم سمناں آپ کی
بے سہاروں کے سہارا بن گئے ہیں دہر میں
تا قیامت ہے ضرورت مخدوم سمناں آپ کی
ایک نظر جو آپ نے بلّی پہ ڈالی تھی کبھی
فیض جاری تا قیامت مخدوم سمناں آپ کی

رات دن اب دل کو میرے چین کچھ ملتا نہیں
ہو گئی ہے جب سے الفت مخدوم سمناں آپ کی
اپنی الفت میں بنا دے خاک کا پتلہ مجھے
دیکھ لوں میں تیری صورت مخدوم سمناں آپ کی
ایک مظہر ہی نہیں ہے در کا شیدائی تیرے
ہو گئی سب کو محبت مخدوم سمناں آپ کی

ختم شد

تاریخ ۲۳ رنومبر ۲۰۱۶ء

بمطابق ۲۲ رصفر المظفر ۱۴۳۸ھ

۵ بج ۵ بجے صبح، شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

رسول اللہ ﷺ کی نصیحت، وصیت

میری الفت باعث نجات ہے
میرا رتبہ ربّ کائنات ہے
میری رحمت ہر جگہ پہ عام ہے
حق ہی حق سن لو ہماری ذات ہے
جو گدا درکا میرے طالب ہوا
دین دنیا میں ہمارے ساتھ ہے
پھر جہاں میں بن گیا و تاجدار
اس کی ہستی میں کہاں پھر رات ہے
و تصرف بانٹتا ہے رات دن
یہ زبان حق سے نکلی بات ہے
جس جگہ پہ آپ نے رکھا قدم
رحمتوں کی ہر گھڑی برسات ہے
تا قیامت اہلِ حق سجدہ کریں
اس زمینِ پاک پہ ایسی معظم ذات ہے
آج مظہر دل تمہارا شاد کیوں
تیرا آقا کیا تمہارے ساتھ ہے

ختم شد

تاریخ ۱۴/۱۰ اکتوبر بروز منگل ۲۰۱۴ء

مکہ معظمہ

دل میں ہے تیری یاد تو رحمت ہے زندگی
ہر پل اگر ہو ذوق تو رفعت ہے زندگی
دل تیرا وسوسہ سے اگر پاک نہیں ہے
لاحول پڑھئے ایسی ملامت ہے زندگی
ان کے کرم کے سائے میں جو شخص آگیا
ہر جا میں دیکھتا ہوں کہ نعمت ہے زندگی
ذکر خدا سے لمحہ بھر غافل ہے جو بشر
عارف کمال سوچ لے غلفت ہے زندگی
کرتا سکون قلب سے ہے ذکر جو بشر
کانٹوں میں جو گذار دے سنت ہے زندگی
پردہ کسی کے عیب پہ جو ڈالتے نہیں
نادان ایسی تیری شرارت ہے زندگی
مظہرؔ مقام صبر سے کوسوں تو دور ہے
کرکے تو صبر دیکھ لے جنت ہے زندگی

ختم شد

تاریخ ۹ محرم الحرام ۱۴۳۱ھ

اجمیر شریف

حضور آپ کے در کا ازل سے منگتا ہوں
ملی جو بھیک میں ٹکڑے اسی سے پلتا ہوں
آپ کے آج تک قدموں کے جو نشان ملے
اُسی غبار کو ماتھے پہ اپنے ملتا ہوں
غبارِ نست ہوں مجھ کو بڑا ہی رہنے دے
تیرے گداؤں کی ٹھوکر سے ہی بہلتا ہوں
کرم کی بھیک بھی ایسی عطا ہوئی مجھ کو
کھوٹا سکہ ہوں پھر بھی جہاں میں چلتا ہوں
تمہارے عشق کی لذت جنوں کو حاصل ہے
وصال یار میں جی جی کے بھی تڑپتا ہوں
سکون قلب کی لذت سے دل ہوا مسرور
تمہاری یاد کے سانچے میں ڈھلتا رہتا ہوں
دلِ مریض تو مظہر کے ہیں امان میں ابھی
تمہارے فضل سے کانٹوں پہ چلتا پھرتا ہوں

ختم شد

تاریخ ۲/اکتوبر ۲۰۱۷ء

اجمیر شریف سے گھر واپسی کانپور سے پہلے آٹھ بجے رات میں

یا الٰہی تیرے بندے تیرے در کی خاک ہیں
سب دلوں کو پاک کردے تیری ہستی پاک ہے
چار چیزوں کو ملاکر پتلۂ آدم بنا
حضرتِ آدم کی بھی تخلیق بالکل پاک ہے
یا الٰہی دے ہدایت خاص اپنے فضل سے
بندۂ حق ہو کے بھی کیوں پاک سے ناپاک ہے
ظلم سے محفوظ کر دے آدمِ اولاد کو
تیرا بندہ ہوکے پھر بھی زحمتوں کے ساتھ ہے
ہر جگہ قتل و قتال اور ہر گھڑی فتنہ فساد
تیرے بندوں کا بھلا ایسا ہی کیا انصاف ہے
ایک پتہ جب کے تیرے حکم سے ہلتا نہیں
قادرِ مطلق توئی ہے ذات تیری پاک ہے
تو رحیموں کا رحیم اور کریموں کا کریم
فضل فرماں سارے بندے بندگی کے ساتھ ہیں

جس طرح سے روح کی تشکیل میں سب ساتھ تھے

پھر وہی الفت عطا کر تیرے بندے خاک ہیں

آدم اولاد کے تو دل میں ایسا رحم دے

تیری صفت پاک ہے اور تیرے بندے پاک ہیں

یا الٰہی ہے دلِ مظہرؔ کا تجھ سے التجا

ظلمتوں سے پاک کر دے تو سراپا پاک ہے

ختم شد

تاریخ ۱۱ مئی ۲۰۱۰ء

گل مرگ کشمیر

کاتب عبدالرؤف صاحب

پتے پتوں میں نہاں ہے اور نظر آتا نہیں
ذرے ذروں سے عیاں ہے اور نظر آتا نہیں
تیری قدرت کا تماشائی جدھر بھی دیکھتا
پڑدے پڑدوں میں بسا ہے اور نظر آتا نہیں
واہ رے تیری خدائی واہ رے تیرا کرم
سب کو روزی دے رہا ہے اور نظر آتا نہیں
اپنی ہستی میں سمٹ کے رہ گیا ہے جو بشر
نحنُ اقرب میں چھپا ہے اور نظر آتا نہیں
اول آخر توئی ظاہر توئی باطن توئی
تیرا جلوہ ہر جگہ ہے اور نظر آتا نہیں
ہاں فنا فی الشیخ ہوکر جو مٹایا ہے وجود
ذات وحدت ہی بقا ہے اور نظر آتا نہیں
رَبــــــہ اَرنــــــی کی صدائیں پھر لگا کر دیکھ لے
لن ترانی کی صدا ہے اور نظر آتا نہیں

نعرہء حق کی صدا منصور کے لب پہ رہا
دار بھی حق بولتا ہے اور نظر آتا نہیں
میں اور تو کا توڑدے پندار اے مظہر سعید
حق ہی حق جلوہ نما ہے اور نظر آتا نہیں

ختم شد

تاریخ ۲۹ رستمبر ۲۰۱۵ء شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

تمہاری قربت ملی ہے جس کو ملی اسی کو جہاں کی عظمت
جہاں بھی دیکھا تجھے ہی دیکھا جدھر بھی دیکھا تمہاری حکمت
عطا ہوئی ہے جسے بھی الفت خدا کے بندے خدائی مرکر
کھلا ہوا ہے دیار رحمت وہیں بنی ہے سبھوں کی قسمت
خدا کے بندوں سمجھ لو اب بھی سمجھ سمجھ کے سمجھ نہیں ہے
بنائی حق نے ایسی مورت نمایا کر دی اپنی صورت
بنایا ان کو خلیفہ اپنا عطا کیا ہے مقامِ اشرف
مٹاؤ اپنی انا کی ہستی بناؤ خود کو سراپا رحمت
ہزاروں جلووں میں جلوہ گر ہے اسی کی حکمت سے بحروبر ہے
جہاں میں پھیلی ہے بوئے وحدت نظر تمہاری بنی ہے کثرت
طلب تمہاری رگوں میں پھرتی تمہاری چاہت کسے نہیں ہے
کرم کیا ہے سبھوں پہ تو نے عطا کیا ہے سبھوں کو نعمت
پلادے مجھ کو شراب وحدت چڑھادے مجھ پہ خمار ایسا
زباں سے نکلے صدائیں حق کی دیکھادوں سب کو مقام وحدت
کرم سے تیرے ہی پل رہا ہے تمہارا بندہ حقیر مظہر
شکر تیرا کروں میں کیسے عطا کی تو نے مجھے جو رفعت

ختم شد

تاریخ ۱۰ مئی ۲۰۱۰ء

کاتب عبدالرؤف صاحب

گلمرگ کشمیر

یہاں کے ذرے ذروں میں غضب کی تازگی دیکھا
پہاڑوں میں نمی دیکھا فضاؤں میں خوشی دیکھا
ہر ایک پودا یہاں پہ مست ہے وحدت کی خوشبو سے
گلستاں میں تیری تعریف میں ہر ایک کلی دیکھا
تیری شان کریمی صاف ظاہر ہے پہاڑوں سے
عروجِ ارتقا دیکھا یہاں پستی نہیں دیکھا
ہوائیں بوئے وحدت سے معطر کر گئیں سب کو
تیرے ہی فضل سے مولا یہاں کی دل کشی دیکھا
گھٹائیں آبدیدہ ہو کے جب سیراب کرتی ہیں
کہاں ہم نے کہیں بھی آج تک ایسی نمی دیکھا
پہاڑوں کی چٹانوں سے نکلتا چشمۂ رحمت
کبھی ایسا نظارہ آج تک ہم نے نہیں دیکھا
نظاروں میں نظارہ بن کے جو رہتا ہے دنیا میں
اُنہیں کے در پہ جھولی آج منگتوں کی بھری دیکھا
دلِ مظہرؔ تیرا رہرہ کے کیا آواز دیتا ہے
ارے کشمیر کیا دیکھا کہ جنت کی گلی دیکھا

ختم شد

تاریخ ۳؍جون بروز منگل ۲۰۱۸ء

جاوید اختر اشرفی دہرادون اترا کھنڈ

مرنا سکھا دیا مجھے جینا سکھا دیا
تیرے کرم نے عرش کا زینہ دکھا دیا
تحت الثریٰ کی خاک کی تاثیر دیکھ کر
خاکی بشر کی شکل میں مولا بنا دیا
حکمِ خدا سے سارے فرشتے ہوئے قریب
آدم کے پائے ناز پہ سجدہ کرا دیا
لاکھوں برس سے جن کو عبادت پہ ناز تھا
گردن میں اس کے لعنت کا تمغہ پہنا دیا
مغرور ہو گیا تھا و منصب کو دیکھ کر
قدرت خدا کی دیکھئے کیا منظر دکھا دیا
جس علم پہ غرور ہو و ذہن ہے فساد
ایسے ہی علم نے اُسے شیطاں بنا دیا
فرشتے سمجھ رہے تھے نمازی ہے نیک ہے
نعلت کے طوق نے اسے رسوا کرا دیا
مظہر خدا بچائے تجھے ایسے علم سے
غیروں کے در پہ جاکے جو دامن بچھا دیا

ختم شد

تاریخ ۱۲ ر ستمبر بروز بدھ ۲۰۱۸ء
مطابق ار محرم الحرام صبح ۸ بجے ۱۴۴۰ھ
شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

منقبت

زندگی میں ہے یہی ارمان یا مشکل کشا
آپ کے قدموں میں نکلے جان یا مشکل کشا
دل میرا گرویدہ ہو ہر آن یا مشکل کشا
کیجئے مشکل میری آسان یا مشکل کشا
بے سہاروں کو سہارا آپ کے در سے ہوا
بے مرادوں کا مداوا آپ کے گھر سے ہوا
موج کشتی کو کنارا ایک اشارے سے ہوا
تاریک ئے دل کو اجالا آپ کے در سے ہوا
تیری چاہت میں لٹادوں جان یا مشکل کشا
کیجئے مشکل میری آسان یا مشکل کشا
آپ ہیں مشکل کشا مشکل کشائی کیجئے
بحرِ غم سے میرے دل کو اب رہائی دیجئے
یہ نہیں کہتا ہوں کے ساری خدائی دیجئے

نقش پائے خاک تک میری رسائی کیجئے
آپ پہ دل جان ہے قربان یا مشکل کشا
کیجئے مشکل میری آسان یا مشکل کشا
ضبط کرتا ہوں کلیجہ درد سے گھبرائے ہے
چپکے چپکے دل کلیجہ تک نکل کر آئے ہے
درد دل کا ہر گھڑی صدمہ مجھے تڑپائے ہے
موت ہے سر پہ کھڑی کچھ یاد مظہر آئے ہے
آخرت کا کچھ نہیں سامان یا مشکل کشا
کیجئے مشکل میری آسان یا مشکل کشا

ختم شد

پہلی محرم الحرام کا دن بروز بدھ ۱۴۴۰ھ

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

جسم ہے دل ہے ہماری جان ہے
وہ ازل سے گھر میں ہی مہمان ہے
اولؑ آخر توئی ظاہر توئی باطن توئی
دیکھنے کا دل کو میرے ہر گھڑی ارمان ہے
نحن اقرب سے عیاں یہ صاف ظاہر ہوگیا
ذرے ذروں میں نمایا حکمتِ ذیشان ہے
خاک کے پتلے میں اپنی ہر ادا تشکیل کی
پتلئہ آدم میں دیکھو صورت رحمٰن ہے
اشرف المخلوقات کا پہنایا مجھ کو تاج جب
ہے سراپا حق ہی حق پر صورت انسان ہے
تیرے جلووں کی ضیا سے دل ہوا روشن میرا
آپ کا مجھ یہ ازل سے ہی بڑا احسان ہے
صورت محبوب میں ہی روح میری ہے پھسی
تاقیامت تک نہ نکلے بس یہی ارمان ہے
ہے دلِ مظہر تیرا گرویدہ روز ازل سے
قبر میں اور حشر میں جینے کا یہ سامان ہے

تاریخ ۲۲/اکتوبر ۲۰۱۳ء

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

روح کی آواز

تھی چاہت کہاں زندگی کے لئے
مجھ کو لایاؤ اپنی خوشی کے لئے
یاد ہوگا یقیناً تجھے وُ گھڑی
جب کے سونچا تھا تو آدمی کے لئے
ہم تو دربار قدسی میں تھے گامزن
بھیج ڈالا مجھے بندگی کے لئے
ہر فرشتوں کے حالات پہ تھی نظر
منتظر رب تھا ایسی گھڑی کے لئے
پتلئہ خاک میں روح ڈالی گئی
ہے روا سجدہ آدم سبھی کے لئے
جب عزازیل سجدے سے انکار کی
ہے یہ نعلت کا تمغہ اسی کے لئے
نہ عبادت ریاضت پہ مغرور ہو
ایسی فطرت نہیں آدمی کے لئے
دل میں خوف خدا روح میں تازگی
پھر نکل جاؤ تم رہبری کے لئے
دم بدم فکر مظہر پہ لاحق رہے
ایک نظر روح کی روشنی کے لئے

ختم شد

تاریخ ۳ جون ۲۰۰۶ء
شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

''ادب''

اہلِ ادب کا علم ہنر دیکھ رہا ہوں
کشکول میں ہے کتنا اثر دیکھ رہا ہوں
افسوس صد افسوس یہ علم وُ ادب آج
ہر نفس محبت میں قہر دیکھ رہا ہوں
جو قوم صداقت و امامت میں ہو یکتا
اُس قوم کی فطرت میں زہر دیکھ رہا ہوں
نہ قبر مزارات کے آداب سے واقف
ہر شہر گلستاں میں قبر دیکھ رہا ہوں
اللہ کے بندے کو خلافت کا ملا تاج
اس عہدِ مکمل میں صَبر دیکھ رہا ہوں
یاختم الرسل اب تو فیضان کرم ہو
یہ حال ہے امت پہ قہر دیکھ رہا ہوں
مظہر سکوت لب تو ذرا کر ہی لیجئے
اپنی خودی میں زیر و زبر دیکھ رہا ہوں

ختم شد

شمبھوپٹی عرف شمیم پٹی

مقام فکر

فکر کی دنیا کو اس طرح سجا کے رکھنا
اہل احساس کو احساس نہ ہونے دینا
پھونک دے پھونک دے اے ماہِ لقا تو مجھ کو
ایک کوڑی بھی میرے پاس نہ ہونے دینا
خاک سے پاک بنایا تھا خلیفہ اپنا
اس معمہ کو کبھی فاش نہ ہونے دینا
پتلۂ خاک سے آئی تھی انا الحق کی صدا
ایسی مٹی پہ کبھی گھاس نہ ہونے دینا
جس خوشبو سے معطر نہ ہو یہ قلب جگر
ایسے ہی باس میں انفاس نہ ہونے دینا
ہر قدم سونچ کے رکھنا تو گھے الفت میں
اپنی ہستی کو کبھی ناس نہ ہونے دینا
لاکی تلوار نگاہوں پہ چڑھا کر مظہرؔ
نفس کافر کو کبھی پاس نہ ہونے دینا

ختم شد شمبھو پٹی

تاریخ ۱۴ ستمبر ۱۹۹۷ء بروز اتوار

سفر پٹنہ سے مدراس

''نعت شریف''

غضب کی ادا ہے ادائے محمدؐ
خدا ہوگیا خود فدائے محمدؐ
کلام الٰہی کی رفعت تو دیکھو
دو عالم میں پھیلی صدائے محمدؐ
دو عالم معطر ہے خوشبو سے تیرے
ہر ایک شے میں پایا ثنائے محمدؐ
نہیں بادشاہی فقیری سے بہتر
فرشتوں سے افضل گدائے محمدؐ
سمجھ سے ہے باہر یہ عقل وخرد کے
جلائے خدا اور بجھائے محمدؐ
یہی راز مخفی بہت کم نے جانا
خودی کو مٹادے بتائے محمدؐ
کرم کیوں نہ مظہرؔ پہ سرکار کا ہو
ہوا جب سے دل خاک پائے محمدؐ

ختم شد

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

"نعت شریف"

جلوہ میرے حضور کا شمس قمر میں ہے
محبوب کبریا بھی لباس بشر میں ہے
معراج کی شب آپ کی رفعت تو دیکھئے
ایک پل میں فرش عرش مکمل سفر میں ہے
جس جا علی وفاطمہ حسن و حسین ہوں
وحدت کے ایسے پھول محمدؐ کے گھر میں ہیں
ماں باپ میرے آپ پہ قربان یا نبی
کیا مرتبہ حضور کا علی کی نظر میں ہے
کشکول دل کو مرکز عقیدت میں ڈال دے
دونوں جہاں کی نعمتیں بس ان کے در میں ہے
جس جا پہ جاکے آدمی مستی میں مست ہے
ایسی فضا معطر نبی کے شہر میں ہے
پتھر نے اپنے سینے پہ نشانِ قدم لیا
کافر سمجھ رہا تھا کہ کشتی بھنور میں ہے
پتھر سے ایسا مارا کے دنداں ہوئے شہید
مظہرؔ کو ان کے غم کا غم قلب جگر میں ہے

ختم شد شمبھو پٹی

تاریخ ۲۵ ستمبر ۱۹۹۷ء

شہر ناگپور مہاراسٹرا

''نعت شریف''

مکاں در مکاں لامکاں ہیں محمدؐ
ہر ایک شے میں جلوہ نماں ہیں محمدؐ
خبر جن کے آنے کی نبیوں نے دی تھی
ازل سے ہی نورِ خدا ہیں محمدؐ
ہر ایک شے منور ہے نورِ نبی سے
یہ شمس قمر کی ضیا ہیں محمدؐ
بشر ان کے رتبہ سے کیسے ہو واقف
خدا جانتا ہے کہ کیا ہیں محمدؐ
دو عالم کی تخلیق ہے تیرے دم سے
کے مختارِ کل دو جہاں ہیں محمدؐ
زباں ورد ہردم ہو صلی علیٰ کا
مریضِ جہاں کی دوا ہیں محمدؐ
نگاہوں میں پھرتی ہے تصویر تیری
میرے دل میں ہر دم نہاں ہیں محمدؐ
پتہ جب سے مظہر کو اپنا ملا ہے
جدھر دیکھتا ہوں وہاں ہیں محمدؐ

ختم شد

تاریخ ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۴ء

شہر ناگپور مہاراسٹرا

"نعت شریف"

حُسن اخلاق کے پیکر ہیں رسولِ عربی
خالق خلق کے دل بر ہیں رسولِ عربی
دو جہاں آپ کے صدقے میں بنائی رب نے
فرش و عرش کے رہبر ہیں رسولِ عربی
ہم گنہگار سہی خوف قیامت کیسی
فضل رب شافعِ محشر ہیں رسولِ عربی
ہر نبی آئے زمانے میں ہدایت لے کر
سب رسولوں سے بہتر ہیں رسولِ عربی
رب نے محبوب کو وُ ذوق عطا کر ڈالا
جامِ و حدت میں ہیں سرسار رسولِ عربی
سنگ ریزے نے کیا کلمہ طیب کا ورد
دینِ احمد ہوا گلزار رسولِ عربی
تشنگی حد سے بڑھا ڈال دے اپنی مظہر
ہے یقیں مالکِ کوثر ہیں رسولِ عربی

ختم شد

تاریخ ۱۴ ستمبر ۱۹۹۷ء بروز اتوار

سفر پٹنہ سے مدارس، ٹرین سنگمترا اکسپریس

جسے عشقِ احمد عطا ہوگیا
خدا کی قسم وُ بقا ہوگیا
جدھر دیکھئے ان کا فیضان ہے
نبوت کا یہ معجزہ ہوگیا
نبی کی عطا لے کے ہندالولی
قیامت تک فیضِ رساں ہوگیا
مٹا جس کے دل سے حجاب دوئی
خدائی ۔ میں جلوہ نما ہوگیا
فنا جس نے ہستی کو کی شیخ مین
وہ اپنی خودی سے جدا ہوگیا
ہوا علم ہستی کا اپنے کو جب
پتہ بے پتہ لا پتہ ہوگیا
دیا رب نے ایسی زباں میں اثر
مریض جہاں کی دوا ہوگیا
تیرا کام مظہر ہے گوشہ نشیں
زمانے میں شہرت نما ہوگیا

ختم شد

تاریخ ۱۶ ستمبر ۱۹۹۷ء بروز منگل

مالکھیر گلبرگہ شریف کرناٹکا

الحاج محمد نظام الدین اشرفی

دل و جاں عقل و خرد آپ پہ قربان ہوا
مجھ فقیروں پہ مدینے کا جب فیضان ہوا
آپ ہیں مظہر خالق کی مکمل تصویر
اس لئے آپ پہ نازل یہی قرآن ہوا
ب کے نقطہ میں ہے قرآن کی حقیقت پنہا
علم والا اسی مسئلہ میں پریشان ہوا
مجھ پہ یہ راز عیاں شیخ نے کر ہی ڈالا
خاکی پتلے میں عیاں صورت رحمٰن ہوا
ہم نے دیکھا ہے فقط آج تک تیری صورت
قبر میں حشر میں جینے کا یہ سامان ہوا
مل گئی جس کو مدینے کی غلامی مظہرؔ
ہر زمانے میں وہی صاحب ایمان ہوا

ختم شد

تاریخ ۱۸ر ستمبر ۱۹۹۷ء

مالکھیر گلبرگہ شریف کرناٹکا

الحاج محمد نظام الدین اشرفی

حال مقام۔ قلعہ لروئی، ویشالی، بہار

اعلیٰ افضل ہے تیری شان مدینے والے
عرش کے ہو گئے مہمان مدینے واے
دل و جاں آپ پہ قربان مدینے والے
مرنے کا ہے وہیں ارمان مدینے والے
ہو شفاعت کی نظر اپنے گنہگاروں پر
ہم فقیروں پہ بھی احسان مدینے والے
آپ کی نظریں کرم جودو سخا کیا کہئے
ہاتھ پھیلائے ہیں سلطان مدینے والے
کام آیا ہے زمانے کو تیرے نام کا ورد
کیوں نہ ہو آپ پہ قربان مدینے والے
آپ کی شانِ نبوت کو کوئی کیا سمجھے
آپ ہیں صاحب قرآن مدینے والے
ایک مظہر ہی نہیں آپ پہ شیدا کل ہے
کُن فَیَکُن کی تمہیں جان مدینے والے

ختم شد

تاریخ ۲۴ ستمبر ۱۹۹۷ء

سفر مدراس اسٹیشن

آنکھوں کو ہو نصیب مدینے کی زیارت
گر خواب میں ہی دیکھ لوں سرکار کی صورت
پھر کون زمانے کی طرف دیکھے پلٹ کے
ہر سانس میں ہو رحمت عالم کی محبت
کونین کی دولت ہے غلامی میں تمہارے
یہ تیری حقیقت ہے سب تیری بدولت
سرکار دو عالم کا فیضان کرم دیکھ
اپنوں سے محبت ہے تو غیروں پہ ہے شفقت
جلتا رہے چراغ محبت کا شب و روز
یوں ہی سدا رلاتی رہے آپ کی فرقت
دل میں ہو تیری یاد نگاہوں میں ہو جلوے
پھر ہوش میں کیا لائے مجھے شورِ قیامت
مظہر شرابِ عشق میں سرسار مست ہو
اِس کو بقا کے قطرے ہوں سرکار عنایت

ختم شد

تاریخ ۲۵ رمئی ۱۹۸۲ء

دہیواں ٹولہ ضلع چھپرہ

''نعت شریف''

نہ دولت کی خواہش نہ تخت سلیماں میرے دل سے پوچھو کیا جستجو ہے

درِ مصطفیٰ پہ ہے مرنے کی چاہت یہی ایک دل میں میری آرزو ہے

اگر لوگ مجھ کو سگِ طیبہ کہتے تو پہچان میری حسین کتنی ہوتی

غلامی سے افضل حکومت نہیں ہے کے دونوں جہاں میں وہی سرخرو ہے

مدینے کی گلیاں ہے پر کیف کتنی کے چلتے ہیں حاجی یہاں سر کے بل پر

عقیدت سے دل میں جھکا کر کے دیکھو محمد کی ہی روشنی چارسو ہے

ہیں حادی رہبر مدینے کے آقا سراجن منیرا ہے حق نے پکارا

کہا رب نے آؤ اے محبوب میرے تجھے دیکھنے کی بڑی آرزو ہے

بتاؤں میں تجھ کو حقیقت میں کیا ہے درِ مصطفیٰ ہی نجات صلہ ہے

جو منکر ہوا ہے و کافر بنا ہے جو دامن کو پکڑا وہی اس میں یُو ہے

فنا سے بقا تک بقا سے فنا تک ہوا شیخ سے ابتدا انتہا تک

نفس تار ہستی کو جب ہم نے چھیڑا تو آواز آئی کہ بس اللہ ہُو ہے

پیا معرفت کا پیالہ جب ہم نے تو اپنی خودی سے جدا ہوگیا میں

نگاہوں میں مظہر کی تصویر تیری جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

ختم شد

تاریخ ۱۳؍۱؍اکتوبر ۱۹۹۷ء

سفر ناگپور سے بنگلور

رو برو جب میرے سرکار کی صورت ہوگی
دل کی دنیا میں فقط ان کی محبت ہوگی

و بھلا نارِ جہنم میں کہاں جائے گا
جس کو اللہ کے محبوب سے الفت ہوگی

کیوں زمانے میں غلامان نبی رسوا ہوں
ان کی ٹھوکر میں زمانے کی حکومت ہوگی

جس میں رائی کے برابر بھی ہو توہین نبی
قبر میں حشر میں ان کے لئے ظلمت ہوگی

ہم غلامانِ نبی ہیں ہمیں پرواہ کیا ہے
مجھ گنہگاروں پہ سرکار کی رحمت ہوگی

شافع روزِ جزا مالک کوثر تم ہو
ہم فقیروں کے لئے دوستوں جنت ہوگی

جب سے سرکار دو عالم کی نظر ہے مجھ پہ
ان کے ہوتے ہوئے مظہرؔ کو کیوں ذلت ہوگی

ختم شد

تاریخ ۲۸ر فروری ۲۰۰۸ء

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

کلیجہ دھک سے اٹھتا ہے خیال وصل آہٹ پر
نصیبہ کب میرا پہنچے گا تیرے در کی چوکھٹ پر
گنہگاروں نہ گھبراؤ چلے آؤ چلے آؤ
بلاوا آگیا ہے مجتبیٰ کا باب رحمت پر
غلامی ان کے در کے سگ کی جن کو ہوگئی حاصل
وہ جتنا ناز کرلیں فخر کر لیں اپنی قسمت پر
سوائے مصطفیٰ کے سارے رشتے ہوگئے باطل
وہ خوش قسمت ہیں جتنا ناز کرلیں اپنی قسمت پر
خدا نے آپ کے صدقے کئے دونوں جہاں پیدا
ہوئے محبوب قرباں دیکھ کر ایسی عنایت پر
نظر میں نور دل میں تازگی بس تیرے دم سے ہے
میرے آقا سدا قربان جاؤں تیری عظمت پر
ہمارا حال دل کا راز سب معلوم ہے ان کو
دل مظہر سدا مغموم ہے اپنی ندامت پر

ختم شد

تاریخ ۷/فروری ۲۰۰۵ء

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

ہدایت کی خاطر یہ قرآن ہے
یہی ہر مسلماں کا ایمان ہے
میرا دل ہمیشہ پریشان ہے
مدینے کو جانے کا ارمان ہے
نگاہیں تڑپتی ترستی رہی
نہیں زر کوئی اور نہ سامان ہے
جسے ہم سمجھتے ہیں غیبی مدد
یہ سب میرے آقا کا فیضان ہے
رہے راہ حق پہ ہمیشہ قدم
یہی میرے آقا کا فرمان ہے
مجھے اپنی الفت عطا کر دیا
کرم ہے کرم ان کا احسان ہے
تیرے دم سے مظہرؔ کا قائم وجود
دل و جان سب ان پر قربان ہے

ختم شد

شمبھوپٹی عرف شمیم پٹی

جب ان کا کرم ہوگا یا ن کی نظر ہوگی
مجھ عاصی کی دنیا بھی بے خوف خطر ہوگی
سنتے ہیں کہ محشر میں ایک شور بپا ہوگا
جب آقا وہاں ہوں گے کیا مجھ کو خبر ہوگی
جنت کی بہاریں کیا حوروں کی قطاریں کیا
میرے آقا جدھر ہوں گے امت بھی اُدھر ہوگی
تیرے عشق میں جی کرکے تیرے یاد میں مرکرکے
ہر لمحہ تیری صورت کے خیالوں میں بسر ہوگی
وہ شافع محشر ہیں و رحمت عالم ہیں
ہر امت عاصیٔ پہ ہر وقت نظر ہوگی
یہ عاصیء مظہر پر ہوجائے کرم آقا
میری ناقص دعاؤں میں کچھ بھی تو اثر ہوگی

ختم شد

شبھو پٹی عرف شمیم پٹی

جہنم سے ہرگز رہائی نہ ہوتی
اگر میری تجھ تک رسائی نہ ہوئی

شہہ دیں کو دنیا میں لانا نہ ہوتا
خدا کی قسم یہ خدائی نہ ہوتی

تیری یاد رہرہ کے آئی نہ ہوتی
لذت عشق دل میں سمائی نہ ہوتی

نہ لیتے وسیلہ شہہِ انبیا کا
تمنائے آدم بر آئی نہ ہوتی

اگر حکم ربی پہ آدم جو چلتے
تو حوا سے ہرگز جدائی نہ ہوتی

سیرت مصطفیٰ پہ نہ چلتا تو مظہؔر
کبھی روشنی دل میں آئی نہ ہوتی

ختم شد

شمبھوپٹی عرف شمیم پٹی

مل گیا کیا ملا کیا ملا
گرد پائے حبیبِ خدا مل گیا
تیری سرکار میں آئے کذاب جو
متقی ہونے کا راستہ مل گیا
و ملے جب ملا کیا ملا
جب نبی مل گئے پھر خدا مل گیا
بیخودی میں ملا کیا ملا
نحنُ اقرب میں تیرا پتہ مل گیا
شب کی تاریک میں یاد آئی تیری
نور کی شکل میں رہنما مل گیا
ذکر خیر الوریٰ روح کی تازگی
پاس انفاس سے سلسلہ مل گیا
جب مدینے کا راہی بھٹکنے لگا
فیض سرکار سے راستہ مل گیا
دل جو مغموم ہوکر لگائی صدا
ان کے دربار سے واسطہ مل گیا
کیوں نہ بیدار مظہر ہو قسمت تیرا
دامنِ پاک خیرالوریٰ مل گیا

ختم شد

تاریخ ۲۴ / مارچ ۲۰۱۶ء

دہرادون۔ مکان جاوید اختر اشرفی

اشارہ آپ کا رب کے حبیب ہوجائے
در رسول کی زیارت نصیب ہو جائے
ہزار کانٹے ہوں طوفان ہوں سمندر ہوں
طویل راستے پل میں قریب ہو جائے
میرے نصیبہ میں خاک مدینہ لکھ دینا
گناہ گار بڑا خوش نصیب ہو جائے
تمنا کیوں رہے حوروں کی اور جنت کی
میرے خیالوں میں حبیب و لبیب ہوجائے
کرم کی بھیک جسے مل گئی تیرے در سے
زمانے بھر میں و اعلیٰ طبیب ہوجائے
لعاب دہن کی تاثیر پوچھتے ہوکیا
مرکزِ علم کا بہتر خطیب ہو جائے
چلا جو راہے طلب میں ادب کے زینے سے
علم وُ فن کا وہی اعلیٰ ادیب ہوجائے
دعائیں دیتے رہو دوست اور دشمن کو
نبی کے دین کی رحمت قریب ہوجائے
خدمتِ خلق میں ہو جاؤ غرق اے مظہر
دشمنِ جاں تیرا دل سے رقیب ہوجائے

ختم شد

تاریخ ۲۳؍دسمبر ۲۰۱۵ء

مطابق ۱۱؍ربیع الاول ۱۴۳۶ھ

سفر ٹرین سے سنگ مترا اکسپریس

ناگپور سے پٹنہ

خدا کی یہ بڑی خدائی ہے
رحمتِ عالم کی رہنمائی ہے
آج وحدت کو دیکھ کثرت میں
یہ سب فیض مصطفیٰ ئی ہے
من عرف سبق پڑھا دیا تو نے
میرے آقا تیری دہائی ہے
تیرے جلوے ہزار بکھرے ہیں
سارا عالم تیرا فدائی ہے
نحن اقرب سمجھ لیا جس نے
اس کے قبضے میں یہ خدائی ہے
پھول بکھرے پڑے ہیں وحدت کے
خوشبوئے یار دل کو بھائی ہے
مست رہتا ہوں اپنی گدڑی میں
تیری الفت نے رنگ لائی ہے

آہ کروٹ لیا میرے دل نے
تیری رحمت سمٹ کے آئی ہے
دلِ معصوم رہزنی تیری
تیری فطرت نے کیسے پائی ہے
سارے عالم میں ان کی رحمت ہے
بات مظہرؔ سمجھ میں آئی ہے

ختم شد

تاریخ ۲۹/اکتوبر ۲۰۱۴ء

ہوٹل فندق شرفتہ الجدید نمبر ۸۳۵

آٹھویں منزل۔ مدینہ منورہ

مدینے کی فضا اللہ اللہ کیا خوب فضا ہے
یہ دل بھی میرا جاں بھی میری سب ان پہ فدا ہے
وحدت کے ہی جلوے ہیں نہاں کون مکاں میں
ایک نور محمدؐ سے ہی روشن جہاں ہے
دنیا کی کوئی جاہو ایسا نہیں دیکھا ہے
ہر جاپہ تیری شہرت ہر جا تیرا چرچا ہے
ہر عالم کے ہیں رحمت یہ شان کریمی ہے
و فیض کے دریا ہیں بہتا ہوا دھاڑا ہے
ٹکڑوں پہ زمانہ یہ پلتا ہے تیرے در سے
ہر شے پہ حکومت ہے مخلوق کا داتا ہے
ذرہ ہوکہ پروت ہو قطرہ ہو سمندر ہو
ہر جا تیری قدرت ہے ہر جا تیرا جلوہ ہے
تو خاک مدینے کی رفعت کو سمجھ مظہر
اس خاک مقدس سے بنا عرش معلیٰ ہے

ختم شد

تاریخ ۲۹ر اکتوبر ۲۰۱۴ء

مدینہ منورہ

مجھ کمینے پہ کرم آپ کا سرکار ہوا ہے
تب جا کے کہیں روضے کا دیدار ہوا ہے
کیا عیب چھپاؤں تیرے دربار میں آکر
سب راز عیاں آپ پہ سرکار ہوا ہے
جو حکم سزا دیجئے منظور ہے مجھ کو
مجرم تیرا اب حاضر دروار ہوا ہے
ہے بوجھ گناہوں کا میرے سر پہ جھٹرا خوب
یہ قلب سدا سے میرا بیمار ہوا ہے
ہم رحمت عالم کے عظمت کے ہیں قائل
بندہ تیری امت کا گنہگار ہوا ہے
کملی میں چھپا لیجئے سرکار مجھے بھی
دنیا میں ہی رسوا سرِ بازار ہوا ہے
نہ کام کیئے آج تک بہتر کوئی اچھے
دنیا کی نگاہوں میں سدا خار ہوا ہے
بس آپ کا ہو جائے فقط ادنا اشارہ

کچھ سوچ کے ہی دل میرا تیار ہوا ہے
مظہر کی تمنا ہے کہ کچھ بھیک عطا ہو
ورنہ یہ جہنم کا ہی حقدار ہوا ہے

فقط

ختم شد۔ مدینہ منورہ

تاریخ ۱۴/۱ اکتوبر ۲۰۱۴ء

عزیزیہ منزل نمبر ۱۸۱

مکہ معظمہ

خلقت کا تاجدار بشکل بشر میں ہے
عکسِ جمال آپ کا شمس قمر میں ہے
دیرو حرم میں تازگی بس تیرے دم سے ہے
سرکار دوجہاں کا اب جلوہ نظر میں ہے
کعبہ میں سرجھکایا تو آنے لگی صدا
آنکھوں میں جو بسا وہی قلبؑ جگر میں ہے
جتنے تھے اختلاف سبھی آج مٹ گئے
کتنا سکون دل کو میرے تیرے در میں ہے
مولود جس جگہ پہ جہاں آپ کی ہوئی
کتابوں کا صد ذخیرہ وہیں تیرے گھر میں ہے
صحابہ کے بیچ ایک دن سرکار نے کہا
من رانی راء الحق کاہی جلوہ بشر میں ہے
الفت میں تیری جس نے مٹائی ہے زندگی
مظہر انہیں کی یاد اب شام و سحر میں ہے

ختم شد

تاریخ ۲؍نومبر ۲۰۱۴ء

مسجد نبوی ﷺ میں حضور کا مزار مقدس ہے مسجد نبوی ﷺ کا طواف کرتے وقت، بعد نماز عشاء اور بعد نماز فجر مدینہ منورہ

کیا خوب مدینے کی ہوا خوب ہوا ہے
عقبیٰ کے مریضوں کے لئے روحی شفا ہے
ہر ذرہ منور ہی منور ہے یہاں پر
جس سمت نظر ڈالئے رحمت کی گھٹا ہے
ہے جلوہ محبوب سے یہ قلب منور
اس پاک مقدس کی ضیا خوب ضیا ہے
خوشبو سے معطر ہے میرے قلب کا زینہ
واللہ یہ ہے کیسی جگہ کیسی فضا ہے
ہر سمت نظر آتے ہیں رحمت کے فرشتے
ذرہ بھی آفتاب کے مانند نما ہے
ہے رحمت عالم کے تقدس کا یہ صدقہ
دنیا کے مریضوں کے لئے در یہ کھلا ہے
مظہرؔ بھی اسی گرد کے ذروں میں ہے پنہا
پائے رسول پاک سے یہ شرف ملا ہے

ختم شد

تاریخ ۱۱ر۱ اکتوبر ۲۰۱۴ء

۱۰ بج کر ۲۰ منٹ

عزیزیہ منزل نمبر ۱۸۱، کمرہ نمبر ۱۰۸ مکہ معظمہ

مدینے کی آرزو میں حرم میں پڑا رہا
جاؤں گا کب مدینہ میں غم میں پڑا رہا
ایسے بھی انتظار کی مدت طویل ہے
اتنا قریب ہو کے ستم میں پڑا رہا
شوریدہ دل یہ کہتا مدینے کی طرف چل
سینے میں اضطراب کے غم میں پڑا رہا
آئی ندا سنبھال کے رکھ اپنے آپ کو
کعبہ میں رہ کے پھر بھی بھرم میں پڑا رہا
وقتِ طویل کچھ نہیں اب تیرے ساتھ ہے
نقشِ قدم حضور میں ہر دم پڑا رہا
اس کا بگاڑ سکتی نہیں موت بھی کبھی
جو بندہ صرف میرے کرم میں پڑا رہا
پژمردہ دل کی پیاس نہ زمزم بجھا سکی
مظہر تمہارا دل تو صنم میں پڑا رہا

ختم شد

تاریخ ۱۸/ اکتوبر ۲۰۱۴ء

عزیزیہ منزل ۱۸۱۔ کمرہ نمبر ۱۰۸ مکہ معظّمہ

سرکارِ دو عالم ہو کرم دیدۂ تر پر
ہے نقشِ قدم آج بھی پتھر کے جگر پر
دن رات نگاہوں میں بسے رہتے ہیں باطل
ہو نظرِ کرم ہر گھڑی اب میری نظر پر
جس جس پہ کرم آپ کا سرکار ہوا ہے
ہے ان کا اختیار ہر اک لعل و گہر پر
دیکھا ہے حرم میں بھی تیرے نقش قدم کو
رکھنے کو ملے پائے نبی خاک جو سر پر
جلوے تیرے جلوے ہیں جس سمت بھی دیکھا
ہو غار حرا ہو یا فلک شمس و قمر پر
و فیض رساں ساتھ میں رہتے ہیں سبھی کے
ہر لمحہ نوازش رہی ہے میرے سفر پر
محتاج یہ جو قوم ہوئی کس کی خطا ہے
عالم ہے بھکھاری میرے سرکار کے در پر
یہ خاص نوازش ہے تیرا جودو کرم ہے
کیا صبر عطا ہو گیا مظہرؔ کے جگر پر

ختم شد

تاریخ ۲۶ ستمبر ۲۰۱۴ء

ہوٹل عزیزیہ مکہ معظمہ

اے گردشیں دوراں تو بتا آج کدھر ہے
وحدت کے ہر ایک جلوے میرے پیشِ نظر ہے
کعبہ کا کروں طواف یا کعبہ کے مکیں کا
دل تو ہی بتا آج ذرا کس کے اِدھر ہے
اب ہوش میں آجاؤ قدم سوچ کے رکھنا
ایک لمحہ خطاؤں کی سزا پوری عمر ہے
اے خاک حرم تجھ میں و پوشیدہ ہیں جلوے
اس خاک پہ اللہ کے دل بر کی نظر ہے
یہ خاک وہی خاک ہے جس خاک پہ آقا
ہجرت کیئے مکے سے مدینے کا سفر ہے
آقا کے ہی صدقے میں ہے کعبہ کی تجلّی
اے زائرین کعبہ مقدس یہ شہر ہے
ہر عاصی ئے امت کو پکاریں گے اِدھر آ
یہ رحمتِ عالم کے تقدس کا اثر ہے
سرکار مدینہ کا کرم ہو گیا جس پر
سجدے میں گرا جن ہو یا انسان کا سر ہے
دل شاد سے ناشاد کیوں مظہر ہے تمہارا
اُٹھ باندھ کمر آج سے طیبہ کا سفر ہے

ختم شد

تاریخ ۲۵ر ستمبر ۲۰۱۴ء

ہوٹل عزیزیہ نمبر ۱۸۱، روم نمبر ۱۰۸

مکہ معظّمہ

حرم کے ہیں جلوے مدینے کی خوشبُو
دلِ پاک سے اب نکلتی ہے ہُو ہُو
مجھے مل رہی ہے یہ روحی مسرت
کے ذرے بھی مستی میں جھومے ہے ہر سُو
پیا آب زم زم کا شیریں جو پیالہ
مجھے میرے آقا کی ملتی ہے خوشبو
ہیں جلوے ہزاروں نگاہوں میں پھرتے
و حاضر ہیں ہر دم میرے رو برو
تجھے نَحنُ اَقربُ میں پایا ہے ہم نے
کہاں ڈھونڈتا میں رہا کُو بکُو
تیری معرفت کی ہوئی معرفت جب
تجھے پاکے اب نہ رہا جستجو
گناہوں کا دفتر کھلا جب ہمارا
ندامت سے دل ہے میرا سرنگوں
شکستہ ہے دل کیوں تیرا آج مظہؔر
بچا لیں گے محشر میں و آبرو

ختم شد

تاریخ ۲۹ ستمبر ۲۰۱۴ء مکہ معظمہ

تسبیح ہو مدینے کی اور کعبہ کا مصلیٰ
ایک سجدے میں ہی آئے نظر عرش معلیٰ

دل عرش الٰہی کا بنا جب سے ہے زینہ
کعبہ میں سرجھکایا نظر آیا مدینہ

جس دن سے محبت ہوئی محبوبِ خدا سے
اب دونوں برابر ہوا مرنا ہو یا جینا

اس راستے میں جس نے قدم سوچ کے رکھا
محبوب ہوا دل سے و محبوب خدا کا

کعبہ بھی منور ہوا سرکار کے دم سے
بت جس میں رہا کرتا تھا و گھر تو ہے کعبہ

کیا مجھ کو طلب اب رہے دیر و حرم سے
ہر شے میں نظر آتا ہے جلوہ اب تمہارا

بیخود تیرے جلوے نے کیا جب سے ہے مجھ کو
سرمد کی طرح قتل کا رکھتا ہوں ارادہ

کرتا ہوں نذر دار کو سر جذبِ جنوں میں
ایسا دلِ مظہر کو ازل سے ہے گوارہ

ختم شد

تاریخ ۲۶ / ستمبر ۲۰۱۴ء

ہوٹل عزیزیہ مکہ معظمہ

ہم اپنی بے بسی کیوں جا کے آقا کو سنائیں گے
وہ عالم کے ہیں پالنہار کیوں دکھرا بتائیں گے
ہماری دل لگی کا حال سب ظاہر ہے آقا پر
و اپنے عشق میں لگتا ہے محشر تک رولائیں گے
جہاں کا ہر بشر آپ کے ٹکڑوں پہ پلتا ہے
ہوئی محتاج کیوں امت یہ رہبر کیا بتائیں گے
کوئی سجدہ تمہارا آج تک مقبول ہو پایا
تمہاری کج نگاہی خود تجھے رسوا بنائیں گے
رسول اللہ نے ایک روز صدیقہ سے فرمایا
تمہاری قوم نے کلمہ پڑھا بت کب نکالیں گے
یہ چودہ سال سے زاید ہوا آقا کو فرمائے
میری امت یہ دل سے کب جہالت کو مٹائیں گے
تو اپنے عشق میں رسوا سرِ بازار کر دینا
انا الحق کی صدا کب دار پہ مظہر سنائیں گے

ختم شد

تاریخ ۲۷/مارچ ۲۰۰۷ء بروز منگل

مطابق ۷/ربیع الاول ۱۴۲۸ھ

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

عالم کو بھیک ملتی ہے طیبہ کے پھول سے
ذرہ بھی رقص کرنا ہے حکمِ رسول سے
شق القمر کو دیکھ کر حیران کفر تھا
تولا نبی کو سب نے ہی اپنے وصول سے
رمزِ الٰہی دیکھئے عشق حبیب میں
جنت بنی ہے دوستوں طیبہ کے دھول سے
اعلان مصطفیٰ ہے کافر نہ ہو ملول
جنت ملے گی تجھ کو بھی کلمہ قبول سے
پتھر کو باندھا پیٹ پہ میرے رسول نے
امت کو درس دے گئے بچئے فضول سے
تیرا نصیبہ اوج پر مظہرؔ نہ کیوں رہے
دونوں جہان مل گئی عشقِ رسول سے

ختم شد

تاریخ ۲۰؍مئی ۲۰۱۴ء

خواجہ کلونی گولموری جمشید پور، ٹاٹا

مکان عبدالرحمٰن اشرفی

پیا جب سے ہوں جا کے جام محمدؐ
مچلتا ہے سینے میں نام محمدؐ
خرد آ کے تو دیکھ لے میری ہستی
ہر ایک سانس میں ہے سلام محمدؐ
نبی اور خدا میں یہی فرق ہے نا
کلامِ خدا ہے بنام محمدؐ
خدا نے بنایا ہے محبوب اپنا
زمانے میں پھیلی پیام محمدؐ
سجالے ذرا دل کو عشق نبی سے
سمجھ میں کچھ آئے مقام محمدؐ
ذرا ویس کی روح سے پوچھ لینا
ملا ان کو کیا کیا انعامِ محمدؐ
پتہ عرش کا مل گیا ان کو مظہرؔ
کیا جس کا دل احترامِ محمدؐ

ختم شد

تاریخ ۲۲/۱ اکتوبر ۲۰۱۴ء

شمبھوپٹی سے مدینہ منورہ کا سفر

حج

جب چلا قافلہ مدینے کا
حال دل اضطراب سینے کا
آنکھیں نم تھی اداس چہرہ تھا
بوجھ سر پہ چڑھا ہے کینے کا
لڑکھڑا کر قدم سنبھلتا ہے
خوف جینے کا تھا نہ مرنے کا
خاک طیبہ کو دیکھا جب ہم نے
نصیبہ جاگ گیا آج اس کمینے کا
دل معطر ہے سانس میں خوشبو
روح کو مل رہی خوشبو تیرے پسینے کا
یہاں پہ آکے جبینِ نیاز خم کیوں ہے
عجب کشش ہے آقا تمہارے زینے کا
ذرہ طیبہ نظر سے چن مظہر
خیالِ دل کو ہمہ وقت ہو قرینے کا

ختم شد

تاریخ ۱۵ اگست ۱۹۹۷ء

نعتیہ مشاعرہ مرکزی دار العلوم تیغیہ

ماری پور مظفر پور

مصرح طرح۔ مجھے دن دے اپنے خیال کا مجھے

اپنے قرب کی رات دے

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

تیرا قرب کیسے ملے مجھے میرے ذہن میں وہی بات دے
جو تیرے عشق میں فنا ہوا وہی مرشد پاک کی ذات دے
ایک نگاہ چور پہ ڈال کے ہوئی رفعتِ دوجہاں عطا
مجھے مال وزر سے ہے کیا غرض مجھے بھیک ہی میں نجات دے
وہی صبر دے وہی جام دے جیسے پیکے صابرؔ شمس نے
جسے موت بھی نہ سلا سکے وہی مجھ کو آبِ حیات دے
میرے ہر نفس میں تیرا ذکر ہو یہی صبر ہو یہی شکر ہو
مجھے دن دے اپنے خیال کا مجھے اپنے قرب کی رات دے
مجھے زندگی جو عطا ہوئی اسے بندگی میں گذار دوں
اسی فکر میں رہوں مبتلا میری ہر زباں پہ نعت دے
یہ رات دن کے پیچ و خم چل چھوڑ کے مظہر سوئے عدم
وہیں فرش ہو وہیں عرش ہو وہیں میکدہ کے ساتھ دے

ختم شد

تاریخ ۱۹؍دسمبر ۱۹۸۸ء درگاپور بنگال

نعتیہ مشاعرہ مرکزی دارالعلوم تیغیہ

ماری پور مظفر پور

مصرح طرح۔ تمہیں سے گلشن مہک رہے ہیں

تمہیں سے رنگت گلاب میں ہے

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

دلوں میں رونق تمہارے دم سے تمہارا جلوہ حباب میں ہے
ہے ذرے ذروں میں بوئے وحدت زمانہ اب بھی خواب میں ہے
لبوں پہ بلبل کے نام تیرا فضا مہکتی ہے تیرے دم سے
تمہیں سے گلشن مہک رہے ہیں تمہیں سے رنگت گلاب میں ہے
نگاہ رحمت جہاں پہ ڈالی چہک اٹھے ہیں بلال حبشی
بقا ہوئے ہیں اویس قرنی بوجہل اب بھی عتاب میں ہے
چشم دنیا لوٹی ہے میری زیارت کوآئیں کیسے تیری
ہوا نابینا دم میں بینا تاثیر منہ کے لعاب میں ہے
ان کے عاشق مچل رہے ہیں خمار ایسا چڑھا ہے ان پہ
ملی و لذت سکون دل کو کیا ایسے بندے حساب میں ہے
پڑھے لکھے کے دوڑ میں بھی جاہلوں کی کمی نہیں ہے
نفس پرستی ہے بت پرستی الجھا سوال و جواب میں ہے

نَحنُ اَقربُ تلاش کرلے بھٹک رہا ہے خدا کا بندا
عیاں ہے سارے راز مخفی یہ تیرے دل کی کتاب میں ہے
تمہارا مظہر تمہاری خاطر تمہارے در کا ہے خاک چھانا
ہٹایا اپنا خودی کا پردہ کہاں کبھی و حجاب میں ہے

ختم شد

نعتیہ مشاعرہ سرکانہی شریف

مصرح طرح۔ جس کا سایہ ہے دونوں عالم میں ان کا سایہ نظر نہیں آتا

ہوگئی میری ہر دعا ناقص کیوں زباں میں اثر نہیں آتا
حسن حسین کے صدقے میں ہو نظر ہم پہ تجھ سا کوئی نظر نہیں آتا
مدتوں سے چراغ دل لے کر نقش پا تیرا ڈھونڈتا ہوں میں
اک نگاہِ کرم ہو عاصی پہ کیوں ایسا لمحہ ادھر نہیں آتا
دل کی دنیا اداس رہتی ہے نیند بھی رات میں نہیں آتی
کب مدینے میں ہو گذر اپنا خواب میں بھی سفر نہیں آتا
آپ نے بخش دی خطا سب کی کوئی اپنا ہو یا پرایا ہو
سیرتِ مصطفیٰ تو سنتا ہوں پھر بھی دل میں اثر نہیں آقا
عقل انسانیت پریشاں ہے جسم اطہر کا تذکرہ سن کر
جن کا سایہ ہے دونوں عالم میں ان کا سایہ نظر نہیں آتا
کیا دکھاؤ گے روز محشر میں کالے دھبے گناہ کے دفتر
لب پہ واعظ کے ذکر قرآن ہے دل میں کیوں رب کا ڈر نہیں آتا
بندگی کا سلیقہ اے مظہر سر کے سجدوں سے کیا ادا ہوگی
جس نے گردن کٹا دی سجدے میں ان کا ثانی نظر نہیں آتا

ختم شد

تاریخ ۹ر مئی ۲۰۰۵ء بروز پیر

۳۲واں سالانہ کل ھند طرحی نعتیہ مشاعرہ

ماری پور مظفر پور

مصرح طرح۔ آج کی رات ہے سرکار کے دیدار کی رات

قلم بند۔ ۵ مئی ۲۰۰۵ء بروز جمعرات

مکان الحاج محمد نظام الدین اشرفی

قلعہ لروئی ویشالی، بہار۔

کیسے گزری ہے ساقی تیرے میخار کی رات
جانِ جاناں میں تڑپتی رہی بیمار کی رات
دمِ آخر میں میرے دل کو تسلی تو ملے
آج کی رات ہے سرکار کے دیدار کی رات
ہلتی زنجیر رہی گرم یہ بستر بھی رہا
دوستوں دیکھ لو سرکار کے رفتار کی رات
شبِ معراج میں آقا جو گئے عرش بریں
عبد معبود میں دیدار و گفتار کی رات
سارے عالم کے لئے بن کے و رحمت آئے

رُو رُو امت کے لئے گزری ہے سرکار کی رات

چاند کے ٹکڑے کیئے کفر شکنجے میں پڑا
دیکھ لو دیکھ لو سرکار کے انوار کی رات

سب تو کربل میں مٹے جام شہادت پی کر
کیسے وہ رات کٹی عابد بیمار کی رات

دل اگر زندہ ہو ہر سانس میں ہے تیری بُو
ایسی مستی میں گزر جاتی ہے دلدار کی رات

ہے یقین قبر میں دیکھے گا جب صورت مظہرؔ
بقعۂ نور سے پنہا ہے گنہگار کی رات

ختم شد

تاریخ ۲۴/نومبر ۲۰۱۶ء

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

"اہل بیت"

ماں ہیں خدیجہ فاطمہ حسن و حسین ہیں
پیارے نبی کے چار ہی آنکھوں کے چین ہیں
شیرِ خدا علی ہیں اور دامادِ مصطفیٰ
ہم عاصیوں کے واسطے و قبلطین ہیں
کعبہ کی سرزمین پہ پیدا ہوئے علی
یہ ربّ کائنات کی حکمت کا دین ہے
ہے پنجتن کی ذات ہی مقصود کائنات
فضلِ خدا تو دیکھئے سب کے معین ہیں
ایمان جان دل سبھی صدقہ کروں انہیں
ٹکڑوں پہ تیرے پلتا ہوں مجھ کو یقین ہے
مرکر تیری صداؤں پہ جیتا رہا ہوں میں
بندہ تمہارے قول کا ہر پل امین ہے
مظہر تمہارا دل تو نہایت ہی موم تھا
دیکھے میں سیدھے سادھے پر بنجر زمین ہے

ختم شد

تاریخ ۲۰؍مئی ۲۰۱۵ء

ماسٹر رفیع الدین صاحب، عمر گنج بلیا، یوپی

''حضرت علی''

ارباب تصوف کے عرفان علی ہیں
نقطے سے عیاں ہوگیا قرآن علی ہیں
سرکار نے ایک روز کہا تھا یہ سبھی سے
امت کا میں مولا ہوں نگہوان علی ہیں
دے کر علم نبی نے کہا جاؤ اے علی
خیبر بھی جان جائے کے کیا شان علی ہے
اللہ کے ہیں شیر اور داماد نبی ہیں
آقا کی ہر اداؤں پہ قربان علی ہیں
ولیوں کو ولایت ہے ملی آپ کے در سے
ہم اہلِ عقیدت کے لئے جان علی ہیں
شکرِ خدا اور صبر قناعت کی زندگی
سن لو میرے عزیزوں یہ فرمان علی ہے
خیبر کی داستان ہو یا جنگ احد ہو
ہر جا پہ دیکھ مظہر ذیشان علی ہیں

ختم شد

تاریخ ۱؍مارچ ۲۰۰۸ء

ذکر شہادت کانفرنس

ڈنکا کوچہ پٹنہ سیٹی

شہید کربلا کا ذکر کرتا ہوں قرینے سے
یقیناً مصطفیٰ کا فیض جاری ہے مدینے سے
سنوں اے طالبانِ عشق احمد ذکر شہدا کا
تیری عظمت کا ڈنکا بج رہا ہے ڈنکا کوچے سے
ذہن میں بات آئی تھی مگر پہنچی مدینے تک
بفضلِ ذکر شہدا ہو رہا ہے میرے سینے سے
حسین ابن علی کی ذات ایسی بے مثالی ہے
چڑھے ہیں پشت نانا پہ اٹھایا سر نہ سجدے سے
شہیدِ کربلا کا غم ہمارے دل کی دھڑکن ہے
یہ رشتہ ہوگیا قائم انگوٹھی کا نگینے سے
مدرسوں میں دیا کرتے ہیں جو تعلیم نفرت کی
خدا محفوظ رکھے ہر کسی کو ایسے فتنے سے
حسین پاک کی الفت ہی جنت کی ضمانت ہے
تجھے ہے کیا غرض ہے مظہرؔ کسی مفتی کے فتوے سے

ختم شد

تاریخ ۲/ مارچ ۲۰۰۸ء

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

''شہید کربلا''

دنیا میں بے مثال ہے رفعت حسین کی
نانا ہی جانتے ہیں شجاعت حسین کی
سجدے میں سر نبی کا اور پشت پر حسین
دنیا سمجھ نہ پائی حقیقت حسین کی
سجدے میں سر حسین کا قاتل بھی ہے قریب
اس طرح ہو رہی ہے عبادت حسین کی
اکھتر اے ہوئے شہید اور پھر دیکھتے رہے
یہ ہے مقام صبر قناعت حسین کی
بے خوف سر کو سجدے میں رکھا حسین نے
یادِ نبی میں ہوگئی شہادت حسین کی
ہم عاشقانِ عشق کا سجدہ یہی تو ہے
طالب ہیں مقتدی ہیں امامت حسین کی
ہم عاصیوں کو فکر جہنم کی کیوں رہے
جنت میں لے کے جائیگی الفت حسین کی
کیوں واعظوں ڈراتے ہو جہنم کی آگ سے
مظہرؔ حسین کے ہیں اور جنت حسین کی

ختم شد

تاریخ ۹ رنومبر ۲۰۱۳ء

شبھو پٹی عرف شمیم پٹی

یا حسین علیہ السلام

یا حسین ابنِ علی کیا شان تیری شان ہے
دونوں عالم کی خدائی آپ پہ قربان ہے
دین حق کو آپ کے سجدے سے مل پائی بقا
امتِ عاصی پہ ہر دم آپ کا احسان ہے
سر کٹا کر آپ نے زندہ کیا اسلام کو
آپ پہ قربان میرا دل اور میری جان ہے
مصطفیٰ کی آل الف لام سے ظاہر ہوا
ذالک الکتاب بلا شبہ یہ قرآن ہے
خون کے قطرے سے کربل کہہ رہی ہے آج تک
حب اہل بیت کی یہ آخری پہچان ہے
یا حسین ابنِ علی جس شخص نے جس دم کہا
ہر بلا کا خاتمہ ہر راستہ آسان ہے
ہو عطا صدقہ دلِ مظہر کو اپنی آل کا
آپ کی الفت میں دم نکلے یہی ارمان ہے

ختم شد

تاریخ ۱۰ رمئی ۲۰۱۵ء

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

منقبت

کربل کی داستان سبھی کو سنایئے
قتلِ حسین پاک میں آنسو بہایئے
کاندھے پہ رکھ کے تعزیہ ہر جا گھومایئے
نام حسین سنتے ہی نعرہ لگایئے
یادِ حسین تعزیہ ادب سے منایئے
کربل کے ان شہیدوں پہ قربان جایئے
دل میں حسین پاک کی الفت سجایئے
پھر ان کے در سے ہر گھڑی فیضان پایئے
سجدے میں سر نبی کا ہے اور پشت پہ حسین
یہ مرتبہ حسین کا ہے جان جایئے
کرکے دراز سجدے کو واضع یہ کر دیا
رب کی یہی رضا ہے نہ سر کو اٹھایئے
کیسی سواری آج ملی ہے حسین کو
ابو بکر پہ سوار ہیں پہچان جایئے
مظہر کہیں سے ڈھونڈ لا کربل کی خاک کو
ان ذروں کے نصیبہ پہ قربان جایئے

ختم شد

تاریخ ۲۱/نومبر ۲۰۱۶ء

مطابق صفر المظفر ۲/ ۱۴۳۷ھ

بروز پیر کی شب ۸ بجے شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

حسین علیہ السلام کے چہلم کے موقع سے

منقبت

نانا کے نگہداشت کے پالے رہے حسین
کربل میں تین دن کے پیاسے رہے حسین
دست یزید میں نہ دیا دست آپ نے
سر کو کٹا کے سب کے پیارے رہے حسین
اسلام زندہ ہو گیا قتلِ حسین سے
بچپن کا اپنا وعدہ نبھاکے رہے حسین
سجدے میں سر ہے لیکن خیال نبی میں مست
نانا کو اپنا صبر دیکھاکے رہے حسین
آخری جو سجدہ ہے مولا حُسین کا
بخشش ہم عاصیوں کی کراتے رہے حسین
ظالم کا ظلم دیکھئے صبرِ حسین دیکھ
سب کو مقامِ صبر بتاکے رہے حسین
ظالم کے ظلم کی نہ کوئی انتہا رہی
گھر بار اپنا سب کچھ لٹاکے رہے حسین
نانا کے دین حق کی حفاظت کے واسطے
سجدے میں اپنے سر کو کٹاکے رہے حسین
مظہر کو پنجتن کا ہی صدقہ ملے حضور
خیالوں میں میرے آکے رولاتے رہے حسین

ختم شد

تاریخ ۲۶ستمبر بروز منگل ۲۰۱۷ء

سفر اجمیر شریف

دہلی

منقبت

جام کوثر کا پلادیں یا حسین ابن علی
مردہ دل میرا جیلادیں یا حسین ابن علی
اپنے نانا جان کا تحفہ ملے خیرات میں
دل میرا کعبہ بنادیں یا حسین ابن علی
گود میں آئے نبی کے جبرئیل حاضر ہوئے
سجدے میں سر کو کٹا دیں یا حسین ابن علی
کربلا کی خاک سے آتی ہے ہر دم یہ صدا
پھر وہی سجدہ دیکھادیں یا حسین ابن علی
آپ کی ایسی شہادت جس پہ حق کو ناز ہے
عاصی ئے امت پکاریں یا حسین ابن علی
لعل ہو شیرِ خدا کے فاطمہ کے دل کے چین
ڈوبتی کشتی تیرادیں یا حسین ابن علی
آپ کی نظرِ عنایت کے سبھی محتاج ہیں

سوئی قسمت کو جگادیں یا حسین ابن علی

امتِ احمد پھنسی ہے آج جس مجدھار میں
پار کشتی کو لگادیں یا حسین ابن علی

پشت پہ مہرِ نبوت آپ ہیں اس پہ سوار
عرش اعظم دل بنادیں یا حسین ابن علی

دین احمد کے محافظ آپ ہیں آقا حسین
المدد مظہرؔ پکاریں یا حسین ابن علی

ختم شد

تاریخ ۲؍دسمبر ۲۰۱۷ء

مطابق ۱۲؍ربیع الاول ۱۴۳۹ء

کلیر شریف

رُوح روشن ہوگئی تیرا تصور ہوگیا
خوشبوئے سرکار سے سینہ معطر ہوگیا
جشنِ میلاد النبیؐ کی دو جہاں میں دھوم ہے
آمدِ سرکار سے کعبہ منور ہو گیا
مدتوں سے کفر کی چھائی جہاں کالی گھٹا
بتکدہ کعبہ خدا کا دیکھئے گھر ہو گیا
دل میرا کعبہ بنا تو کعبہ سے آئی صدا
آشکارہ دو جہاں میں حق کا دلبر ہو گیا
رحمتوں کا و خزینہ بانٹتے ہیں چار سو
سارے عالم کے لئے میرا پیمبر ہو گیا
وُ غریبوں اور یتیموں کے سہارا بن گئے
دامنِ سرکار میں انپڑھ بھی رہبر ہو گیا
اُن کی قربت کے سہارے بن گئے بدرِ منیر
ایک نگاہ ناز سے رہزن قلندر ہو گیا
احمدِ سرکار کی الفت کا جو قائل نہیں
آدمی کی شکل میں مظہر و پتھر ہو گیا

تاریخ ۱۰ ؍مئی ۲۰۱۳ء

جاوید اختر اشرفی دہرادون اترا کھنڈ

دلِ پژمردہ پہ ظلمت کی گھٹا چھائی ہے
آپ کے آتے ہی طبیعت میں نکھار آئی ہے
قرآن ناطق رہا مکہ کی زمیں پر برسوں
کُن فَیکُون سے کہیں پہلے یہ ذات آئی ہے
رہ کے دنیا میں جو دنیا سے رہا ہو محروم
ایسے بندے نے یہاں خاص جگہ پائی ہے
بند آنکھوں کو میری بند ہی رہنے دینا
میری پتلی میں بسا صورتِ آقائی ہے
اندھیری قبر میں سویا تھا تیری یادوں میں
آپ کے آتے ہی مرقد میں بہار آئی ہے
ہر طرف پھیل گئی میری لحد میں خوشبو
ان کی الفت میں معطّر میری تنہائی ہے
میرے سرکار نے جب مجھ پہ کرم فرمایا
قبر کی کوٹھری میں انجمن آرائی ہے
ان کی یادوں کے دریچے میں پھنسا ہے مظہرؔ
یہ نظر صورتِ مرشد کی تمنائی ہے

تاریخ ۱۰/اپریل ۲۰۱۴ء

مکان جاوید اختر اشرفی دہرادون اتراکھنڈ

التجا سرکار دو جہاں ﷺ کی بارگاہ میں

مجرم ہوں خطا کار سزاوار ہوں آقا
گناہوں کو لئے حاضر دربار ہوں آقا

کردار کے جب آئینہ میں دیکھتا ہوں خود
لگتا ہے جہنم کا ہی حقدار ہوں آقا

یہ دل کی تمنا ہے کہ ایک لفتِ کرم ہو
چاہت میں تیری کب سے ہی بیمار ہوں آقا

رخِ روشن تو دکھا دیجئے پردے کو ہٹا کر
ایک پل کے لئے طالب دیدار ہوں آقا

یہ خاک مدینہ ہے نظر ہوش میں رکھنا
جلوؤں کا ہمہ وقت طلب گار ہوں آقا

ایک لمحہ نوازش رہی جو حال پہ میرے
رحمت سے تیری دل میرا گلزار ہوں آقا

یہ تیرا کرم ہی ہے میرے دل میں بسے ہو
الفت سے ہی بخشش کا امیدوار ہوں آقا

مظہرؔ تیرا نام و رسوائے جہاں ہے
دنیا کی نگاہوں میں بنا خار ہوں آقا

تاریخ ۱۴/ستمبر بروز اتوار ۹ بجے دن ۱۹۹۷ء

سفر ٹرین پٹنہ سے مدراس بنگلور

حضور غوث العظم

''منقبت''

ہے قلبُ جگر دم بدم غوث العاظم
رہے آنکھ سر پہ قدم غوث العاظم
تڑپ دل میں ایسی لگی آپ کی ہو
رہے رات دن آنکھیں نم غوث العاظم
میری روح کو جام وحدت عطا ہو
مٹا دیجئے سب وہم غوث العاظم
صدا دیر ہا ہے تیرے سگ کا خادم
کے رکھ لیجئے اب بھرم غوث العاظم
مجھے پھونک ڈالیں اب الفت میں اپنی
نہ باقی ہو عقل فہم غوث العاظم
یہ دولت کے مارے علم کے پجاری
ہمیں دہر ہے ستم غوث العاظم
انہیں دولتیں عقل و دنیا عطا ہو
طلب جن کو ہے اب درم غوث العاظم
سرتاجِ سلطانی زیر قدم ہے

ملا آپ کا جب سے دم غوث العاظم
زمانے کی گردش ہے ٹھوکر میں میرے
ہوا آپ کا جب کرم غوث العاظم
گدا غوث العاظم ہے مظہر تمہارا
رہا آخرت کا نہ غم غوث العاظم

ختم شد

تاریخ ۵؍ستمبر بروز پیر ۲۰۱۶ء

سفر ٹرین پٹنہ سے پونا

جبل پور کے قریب

قُربِ الٰہی حاصل ہے روشن ضمیر کو
نعمت خدا کی بانٹ رہا ہے فقیر کو
ذکرِ خدا سے قلب کو ملتا گیا سکوں
لذت کہاں سے ایسی ملے گی امیر کو
دنیا و دیں کی نعمتیں زاہد تجھے ملے
کیوں نہ تلاش کرتے ہو روشن ضمیر کو
نظروں میں جن کے پنہا جمالِ رخِ حبیب
ہر سمت دیکھتا ہی رہا دستگیر کو
گر چاہتے ہو تم کو مقام بقا ملے
ہر وقت دیکھتے ہی رہو شکلِ پیر کو
کربل کی داستان سے دل اشک بار ہے
روزِ ازل سے غم ملا میرے ضمیر کو
اشکِ غم حسین میں جنت ملی مجھے
جنت ملی تو بانٹ رہا ہوں فقیر کو
کثرت میں دیکھ وحدت اے طالبانِ حق
مڑ مڑ کے دیکھتے ہو کیوں مظہر حقیر کو

ختم شد

تاریخ ۸؍اکتوبر ۲۰۱۴ء بروز بدھ ۱۰ بجے دن

مطابق ۱۴؍ذالحجہ ۱۴۳۵ء

عزیزیہ منزل نمبر ۱۸۱ کمرہ نمبر ۱۰۸

تمہاری یاد میں ہر لمحہ جو تصور ہے
دل میرا بقعۂ نور سے منور ہے
تمہارے عشق کی سانسوں میں آرہی خوشبو
میری نگاہ میں ارض و سما کا گوہر ہے
دلِ حسرت نے جب سے دیکھا تھا
فکر میں تازگی روح بھی معطر ہے
ہر یک شئے میں تیری ذات ہی کی ہے رونق
میرے وجود میں پنہا ہمارا دلبر ہے
تمہاری یاد میں دل کیوں ہوا میرا مائل
تیری نگاہ ہمیشہ ہمارے دل پر ہے
سکون قلب تجھے کس طرح ملا مظہرؔ
سرِ نیاز کا سجدہ انہیں کے در پر ہے

ختم شد

تاریخ ۸/اکتوبر بروز بدھ ۲۰۱۴ء

ہوٹل عزیزیہ

مکہ معظّمہ

حرم میں بھی نظر نے دیکھ لی صورت اُسی بت کی
شہیدِ عشق کر ڈالا یہ ہے فطرت اُسی بت کی
بتوں کی دل لگی میں آج رُسوائے زمانہ ہوں
مجھی کو دیکھتا ہے و یہ ہے عادت اسی بت کی
تیری الفت نے ہی منصور کو سولی پہ چڑھوایا
انا الحق کی صدائیں دی یہ ہے رفعت اسی بت کی
خدا کے بندے کا ہی کھال کھینچوایا تھا بندوں نے
بلایا شمس نے پھر شمس کو یہ ہے عظمت اسی بت کی
کہا جب کمبہ ازنی ایک ٹھوکر میں مردہ ہوا زندہ
زبانِ حق سے جو نکلی یہ ہے صداقت اسی بت کی
کٹا سرمد کا سر جس دم سر بازار دہلی میں
لیا سر کو ہتھیلی پر یہ ہے کرامت اسی بت کی
بنایا پتلئہ آدم اسی دنیا کی خاطر میں
بشر میں دیکھ لے جلوہ یہ ہے صورت اسی بت کی
بتوں کی یاد سے مظہر تمہارا دل منور ہے
جہاں میں جس طرف دیکھو یہ ہے رحمت اسی بت کی

ختم شد

تاریخ ۸/۱ اکتوبر بروز بدھ ۲۰۱۴

عزیزیہ منزل نمبر ۱۸۱ کمرہ نمبر ۱۰۸

مکہ معظّمہ

طواف کعبہ سمجھ میں آئے کب
داستانِ حرم سنائے کب
صد کتابوں کا بوجھ ہے سرپہ
راز مخفی کوئی بتائے کب
طواف کعبہ تو ہر کوئی کرتا
طواف دل کا کوئی کرائے کب
تیرے جلوے جہاں میں بکھرے ہیں
نَحنُ اَقربُ سمجھ میں آئے کب
فی اَنفُسِکُم کی صدائیں آتی ہے
راز وحدت تجھے بتائے کب
رَبِّ اَرنِی کی دی صدا تو نے
لن ترانی سمجھ میں آئے کب
سوئی ناقہ سے نور چھن نکلا
موسیٰ غش کھائے ہوش آئے کب
ترک دنیا کرے ہو اب مظہرؔ
ان کی الفت میں دل لگائے کب

ختم شد

تاریخ ۱۰/۱ اکتوبر بروز جمعہ ۲۰۱۴

عزیزیہ منزل نمبر ۱۸۱ کمرہ نمبر ۱۰۸

مکہ معظّمہ

درد الفت ابھی بتاؤں کیوں
زخم دل کا تجھے دکھاؤں کیوں
میں تو گھائل ہوں مرگ لبمل ہوں
پھر بھی تیری گلی سے جاؤں کیوں
ہے شکریہ آپ کی نوازش کا
جان دے کر تجھے نہ پاؤں کیوں
راز وحدت بتا دیا تونے
تیری صورت پہ مرنہ جاؤں کیوں
تو اور میں بھی ایک پردہ ہے
اپنی ہستی کو نہ مٹاؤں کیوں
ایک قطرہ پہ فکر لاحق ہے
جاکے دریا میں نہ سماؤں کیوں
موج دریا کی اس روانی سے
پار کشتی کو نہ لگاؤں کیوں
پیاس مظہؔر بجھاؤ پیاسے کی
اپنی ہمت کو نہ بڑھاؤں کیوں

ختم شد

تاریخ ۱۲/۱۰/اکتوبر بروز اتوار ۲۰۱۴

عزیزیہ منزل نمبر ۱۸۱ کمرہ نمبر ۱۰۸

مکہ معظّمہ

گلاف کعبہ سیاہ چڑھائے ہے
راز مخفی سمجھ میں آئے ہے
ملا کہتا ہے در خدا کا ہے
گھر خدا کا یہاں بنائے ہے
ہے تیری ذات ہر جگہ موجود
نحنُ اَقربُ سمجھ میں آئے ہے
آج رہزن چھپا ہے رہبر میں
بات تیری سمجھ میں آئے ہے
نیک بندے خدا کے ہیں خاموش
مولوی دام میں پھنسائے ہے
کاٹنے والے سر حسین کا آج
اپنا سکہ یہاں جمائے ہے
قوم فتنے میں ہر جگہ الجھی
اپنی ذلت پہ منہ چھپائے ہے
حال منصور سب پہ ظاہر ہے
اناالحق دار بھی سنائے ہے
تم پردہ میں ہی رہو خاموش
راز دل مظہر کوئی بتائے ہے

ختم شد

تاریخ ۲۷/اکتوبر ۱۹۹۸ء

مطابق ۶/رجب المرجب ۱۴۱۹ھ ۷ بجے صبح

۷۸۶واں عرس مقدس حضور خواجہ غریب نواز

خادم سید پیر علی چشتی رحمۃ اللہ علیہ

متصل امام بارہ اجمیر شریف

"منقبت"

میری پیشانی پہ آل نبی کے پا کا نقشہ ہے
یہی میری عبادت ہے یہی میرا وظیفہ ہے
مٹا کر اپنی ہستی کو غبار کوئے جاناں ہوں
انہیں کی رہگزر میں آج کل میرا ٹھکانہ ہے
سکون قلب کو کتنا مزہ ملتا ہے اس در میں
پڑا ہے ٹھوکروں میں اور ٹھوکریں زمانہ ہے
یہاں کی سر زمیں فیضان وحدت سے ہوئی روشن
تمہارے دست قدرت میں خدائی کا خزانہ ہے
ہماری مفلسی کے دوڑ میں زنجیر تھی پامیں
تمہارے فضل سے خواجہ ہمارا آنا جانا ہے
یہی ایک رنگ ہے ہر رنگ میں جلوہ نما یارو
خودی کو ترک کردے پھر سمجھ لے گا خدا کیا ہے
بفضلِ پنجتن دعوہ تمہارا حق بجانب ہے
تمہارے ہاتھ میں مظہر غلامی کا قبالہ ہے

تاریخ ۲؍اکتوبر ۱۹۹۸ء ۱۰ بجے دن

مطابق ۶؍رجب المرجب ۱۴۱۹ھ

۷۸۶ واں عرس مقدس حضور خواجہ غریب نواز

اجمیر شریف

''منقبت''

یا غریب نواز نواز تیرے در کا یہ ادنا سوالی ہے
میں غریب بڑا تو غریب نواز تو نے سنگتوں کی بگڑی بنائی ہے
ہے نبی کی ادا خواجہ کی ادا خواجہ کی ادا اشرف کی ادا
بس ان کے وسیلے سے ہی یاروں فضل خدا تک رسائی ہے
ہیں ہند کے راجا میرے خواجہ ولیوں کے سردار ہیں آپ
ملتی ہے ولایت ان کے در سے فیض کا چشمہ جاری ہے
کردار عمل کی دنیا میں خواجہ ہیں نبی کے نقش قدم
پھر ان کے عمل پہ طنز کروگے یہ تیری نادانی ہے
ولیوں سے کینہ رکھنے والے محشر میں پچھتاؤگے
علم پہ کتنا ناز کروگے آخر میں رسوائی ہے
اے سماع کے منکر ہوش میں آ اور اپنی عقل پہ ماتم کر
اللہ کے ان ولیوں کے عمل پہ کیسی تہمت لگائی ہے

ہے سماع کی محفل روحی غذا نبیوں کی غذا ولیوں کی غذا

جو ذہن ہوا فتنہ پرور کب بات سمجھ میں آئی ہے

جب وجد سماع میں آتا ہے ہر راز عیاں ہوجاتا ہے

ہے جس کا عقیدہ جیسا مظہر اس کی وہاں تک رسائی ہے

ختم شد ۱۰ بجے دن میں

جناب سید پیر علی چشتی ٹاٹا ہاؤس

متصل امام بارہ اجمیر شریف

تاریخ ۱۶؍ستمبر بروز اتوار ۲۰۰۱ء

سفر بس سے مہوا سے اجمیر شریف ''منقبت''

خواجہ کی نگر کا سفر اپنا کتنا سہانا لگتا
ہے
ہر سانس میں ایسی مستی ہے دل اپنا مستانہ لگتا
ہے
جذبات کو کیسے روکوں میں ایک شعلہ بھڑکتا رہتا
ہے
جب ان کا بلاوا آتا ہے سب چھوڑ کے جانا لگتا
ہے
فیضانِ کرم کی بارش میں عشاقوں کی جب ٹولی پہنچی
ہر تشنہ لبی کی پیاس بجھی ہر فرد دیوانہ لگتا
ہے
جب ان کی محبت حد سے بڑھی یہ عقل وخرد نے ماتم کی
ایک خاک کا پتلہ ہوکر بھی قدرت کا خزانہ لگتا
ہے
اے کشتیٔ دل کے ہچکولے کھا جتنا طلاطم کھانا ہو
الفت کی کڑی سے ہوں وابستہ ہر ظلم فسانہ لگتا
ہے
جذبات کو میرے دیکھا جب حوران بہشتی کہنے لگی
یہ کون ہے اور کس کا عاشق خواجہ کا دیوانہ لگتا
ہے
ظالم کی نگاہیں ظلم یہ ہے خواجہ کا کرم جب مجھ پہ
ہے
مجدھار میں کشتی رہ کر بھی مظہر کو کنارا لگتا
ہے

ختم شد

۱۷/ستمبر بروز اتوار ۲۰۰۱ء اجمیر شریف

تاریخ ۱۲/اگست ۲۰۰۵ء

مطابق ۶/رجب المرجب ۱۴۲۹ھ

ٹاٹا ہاؤس متصل امام بارہ اجمیر شریف ''منقبت''

تربتِ خواجہ پہ ہر دم نور و نکہت دیکھئے
دل اگر ذاکر ہے تیرا پھر تو عظمت دیکھئے
وہ عطاء مصطفیٰ سے بن گئے سلطانِ ہند
ایک پل میں فرش و عرش ہے ان کی رفعت دیکھئے
خاک کے ذروں میں پنہا ہے حیاتِ زندگی
دل تیرا بینا ہو بھر تو ان کی رحمت دیکھئے
ایک جوگی کو عطا کی پل میں ابدی زندگی
یہ تیرے فیضان کا ادنا کرامت دیکھئے
جب وسیلہ خواجہ ہندوستان کامل گیا
ذات مرشد میں فنا ہوکر حقیقت دیکھئے
ڈوبتی کشتی پہ ہرگز تو کبھی ماتم نہ کر
المدد یا خواجہ کہہ کے اپنی قسمت دیکھئے
صبر کی منزل میں مظہرؔ لاکھ کانٹے میں بچھے
یہ حبابِ بحر ہے لیکن قنایت دیکھئے

ختم شد ۱۲/اگست چھٹی شریف، اجمیر شریف

سفر ٹرین سے شمبھوپٹی سے اجمیر شریف

''منقبت''

بڑے سکون سے نکلا تھا حاضری کے لئے
حیات مانگ کے لایا ہوں زندگی کے لئے
ظلمتِ کفر میں بھٹکا کروں یہ نا ممکن
ہمارے خواجہ تو حاضر ہیں رہبری کے لئے
رسول پاک کے روضے سے یہ صدا آئی
معین ہند میں جاؤ تو خواجگی کے لئے
ہمارے نخل تمنا کی آرزو ہے یہی
ہر ایک لمحہ جو گذرے و بندگی کے لئے
نگاہِ فیض کا صدقہ عطا ہو یا خواجہ
ہماری روح تڑپتی ہے تازگی کے لئے
فنا بقا کی جو منزل کا درس دیتے ہیں
کلیجہ سنگ کا کرلیں و عاشقی کے لئے
وہی رہا ہے حقیقت کی راہ پر ہر دم
زندگی جس نے لوٹادی ہے بندگی کے لئے
کرم کی بھیک ملے شاہ اپنے مظہر کو
میری نگاہ ترپتی ہے روشنی کے لئے

ختم شد

۹/جولائی بروز بدھ ۲۰۰۸ء

اجمیر شریف

حیات مانگ کر لاؤں گا زندگی کے لئے

جب ۱۶/اگست ۲۰۲۰ء میں میری طبیعت علیل ہوگئی اور امید زیست نہ رہی اس وقت بارگاہ خواجہ غریب نواز سے بشارت ہوئی تھی کہ ابھی کچھ دن اور رہنا ہے اس کے بعد ہم نے اس مصرع کا رخ بدلا ہے

تاریخ ۱۱؍اگست ۲۰۰۵ء

مطابق ۴؍رجب المرجب ۱۴۲۶ھ

بارگاہ خواجہ غریب نواز اجمیر شریف ''منقبت''

خواجہ کی بارگاہ کا منظر عجیب ہے
سلطانِ وقت بھی یہاں دیکھو غریب ہے
منگتا سبھی کو پایا ہوں محتاج یا غنی
ایسے سخی یہ داتا ہیں سب کے قریب ہیں
خواجہ کی ایک نگاہِ کرم جس پہ ہوگئی
واللہ ایسا شخص بڑا خوش نصیب ہے
در کا تمہارے ادنا بھکاری ہے تاجور
ہر مرض کی دوا لیئے حاضر طبیب ہے
خواجہ کی عظمتوں کا جو قائل نہیں ہوا
بدبخت بدتمیز بڑا بدنصیب ہے
کیا پوچھتے ہو مجھ سے فقیروں کا مرتبہ
اہلِ وفا کے بھیس میں حق کا نقیب ہے
جن کی تیری غلامی میں گذری ہے زندگی
مظہرؔ تمہارے دل کا وہی تو حبیب ہے

ختم شد

تاریخ ۱۵ر فروری ۲۰۰۳ء
ٹاٹا ہاؤس متصل امام بارہ
مکان پیر علی چشتی قبلہ
اجمیر شریف ''منقبت''

تیری صورت پہ میرا دل ہر گھڑی قربان ہے
ہے یہی میری عبادت یہ میرا ایمان ہے
تیرے در سے لو لگا کر کیا نہیں پایا کوئی
ہوگئی تیری نوازش یہ تیرا فیضان ہے
ایک ذرہ ہوکے بھی در سے تیرے لپٹا رہا
یوں تو ہر ذرے میں پنہا حکمت رحمٰن ہے
پل رہی ہے تیرے در پہ بیکسوں کی زندگی
آج اہل ہند پہ تیرا بڑا احسان ہے
تونے ظالم بادشاہ کو ایسا ٹھنڈا کر دیا
جان اس میں ہوکے بھی لگتا تھا کے بیجان ہے
ہے عطاء مصطفیٰ کے معجزوں میں معجزہ
آج تک اس سونچ میں سب کی عقل حیران ہے
تونے اپنی ٹھوکروں سے مردے میں بخشی حیات

یہ تیرا ادنا کرامت یہ انوکھی شان ہے
آج مردا دل کو لے کر ہو گیا حاضر غلام
ہو عطا مظہر کو اپنے زندگی ویران ہے

ختم شد

اجمیر شریف

تاریخ ۲۰/اپریل ۲۰۱۰ء

۷۹۸ عرس مقدس چھٹی شریف

ٹاٹا ہاؤس متصل امام بارہ

اجمیر شریف ''منقبت''

درد دل مجھ کو کر عطا خواجہ
تیری الفت میں ہو قضا خواجہ
زیست کو ایسی بیخودی دینا
مر کے اترے نہ پھر نشا خواجہ
تیری چوکھٹ پہ جب سر خم ہو
روح پھر تن سے ہو جدا خواجہ
زیرِ خنجر نماز عشق پڑھوں
ایسا سجدہ ادا ہو یا خواجہ
دار بھی جس کا خطبہ پڑھتا ہو
ایسی منزل تو کر عطا خواجہ
حضرتِ شمس کی غلامی میں
کھال کھنچوا دے میرا خواجہ
دلِ مظہر کو و تمنا دے
جان دل تجھ پہ ہو فدا خواجہ

ختم شد

اجمیر شریف

تاریخ ۱۵ر فروری بروز جمعہ ۲۰۱۳ء

ٹاٹا ہاؤس متصل امام بارہ

اجمیر شریف ''منقبت''

تیرے دیار میں ایسی بہار ہے خواجہ
یہاں کے ذروں پہ جنت نثار ہے خواجہ
سمجھ سکے نہ فرشتے وجود خاکی کو
بشر کی شکل میں راز دار ہیں خواجہ
دیارِ عشق ہے چلنا ذرا قرینے سے
پھرتے گلیوں میں تیرے تاجدار ہیں خواجہ
دلوں کو تازگی روحوں کو روشنی بخشی
مقامِ عرش پہ تیرا دیار ہے خواجہ
زمانہ پل رہا ٹکڑوں پہ تیری چوکھٹ سے
تیرے فقیروں میں کیسا خمار ہے خواجہ
تمہاری یاد میں دل ہر گھڑی رہا مائل
مٹا دے دوئی جو نقشِ نگار ہے خواجہ
پلایا جام جو وحدت کا اپنے مظہر کو
تمہاری ذات پہ سب کچھ نثار ہے خواجہ

ختم شد اجمیر شریف

تاریخ ۱۵رفروری بروز جمعہ ۲۰۱۳ء

ٹاٹا ہاؤس متصل امام بارہ

اجمیر شریف ''منقبت''

کرم نواز ہیں بندہ نواز ہیں خواجہ
مرکزِ عشق کے سر بستہ راز ہیں خواجہ
راز وحدت سمجھ میں آیا جب
سرِّ وحدت کے راز ہیں خواجہ
خودی کو ترک کیا اور بقا پہ قائم ہیں
نیاز مند بھی اور بے نیاز ہیں خواجہ
جام وحدت پلا کے مستوں کو
منزلِ عشق میں سرفراز ہیں خواجہ
دین احمد کی روشنی کے چراغ
ہند میں جلوہ گاہِ ناز ہیں خواجہ
دست عالم بھی دست قدرت بھی
دلِ مظہر کے گوہر ساز ہیں خواجہ

ختم شد

تاریخ ۲؍اپریل بروز پیر ۲۰۱۵ء

۸۰۳ عرس مقدس اجمیر شریف

خواجہ غریب نواز کے آستانے سے واپسی

اجمیر شریف ریلوے اسٹیشن ٹرین اننیا سوپر فاسٹ ایکسپریس

سے پٹنہ خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی جدائی

''منقبت''

تیرے کوچے سے کہاں ہم نے جدائی مانگی
قید مانگی ہے کہاں ہم نے رہائی مانگی
ہم نے سوچا بھی نہ تھا کے کبھی ایسا ہوگا
جیتے جی ہم نے کہاں تجھ سے جدائی مانگی
ہم نے کب تجھ سے کہا تھا کے شہنشائی دے
ہم نے تاعمر تیرے در کی گدائی مانگی
تیری گلیوں میں ملے جام شہادت مجھ کو
ہاں وہیں زیست نے مرنے کی دوہائی مانگی
تیری الفت ہے خدائی سے مجھے کیا حاصل
تیرے ٹکڑوں پہ پلوں ایسی کمائی مانگی
سگِ دربار کی خدمت میں بسر ہو اپنی

جیسے مرنے کے لئے ٹوٹی چٹائی مانگی
ایک قطرہ ہی ملے آج دلِ مظہر کو
بھیک مانگی ہے کہاں ہم نے خدائی مانگی

ختم شد

جے پور ریلوے اسٹیشن

تاریخ ۲۷/اپریل بروز پیر ۲۰۱۵ء

تاریخ ۲۵/اپریل بروز سنیچر ۲۰۱۵ء

اجمیر شریف سے بس سے روانگی ناگور شریف کی زیارت خواجہ

غریب نواز کے دوئم خلیفہ حضرت صوفی حمید الدین ناگوری

رحمۃ اللہ علیہ دوران سفر منظر نگاری ''منقبت''

جہاں کانٹا ہے کنکر ہے وہیں ظالم ستمگر ہے
اسی بنجر زمیں پہ دیکھئے اللہ کا دلبر ہے
یہاں پہ کفر ظلمت کی گھٹا صدیوں سے تھی چھائی
وہیں پہ نعرہء تکبیر ہے اللہ و اکبر ہے
ہزاروں کفر کی ظلمات میں اپنا قدم ڈالا
کے جن کے دست قدرت میں انا ساگر بھی کمتر ہے
زباں سے بات جو نکلی کرامت ہوگئی صادر
عطاء مصطفیٰ کا فیض کوزے میں سمندر ہے
سمجھ میں کیا تجھے آئے مقام عاشقی کیا ہے
جہاں تقدیر بنتی ہے وہی در ہے یہی در ہے
تمہارے فیض کا دریا ہر ایک جا ہو گیا جاری
مسیحا بن کے آئے ہیں یہی نور منور ہے
میرے خواجہ کی عظمت کا زمانہ ہوگیا قائل

جو ان کے در سے لپٹا ہے مقدر کا سکندر ہے
کوئی اندازہ کر سکتا ہے ان کے حال بشری کا
سمجھ میں کیا تجھے آئے ابھی نادان مظہر ہے

خَتم شد

تاریخ ۲۵/اپریل بروز سنیچر ۱۲ بجے دن

ناگور شریف راجستھان

تاریخ ۲۵/اپریل بروز سنیچر ۲۰۱۵ء

زیارت

حضور حمید الدین رحمتہ اللہ علیہ ناگور شریف

حضور خواجہ غریب نواز کے دوئم خلیفہ

''منقبت''

آمدِ خواجہء خواجگاں ہو گیا
آج پتھر سا دل مہرباں ہو گیا
کفر کا زور دم میں فنا ہو گیا
ہند کی سرزمیں گلستاں ہو گیا
ظلم کا خاتمہ دیکھتے دیکھتے
ان کی عظمت کا سکہ رواں ہو گیا
و عطاء نبی بن کے کیا آگئے
حق کا جلوہ یہاں پہ عیاں ہوگیا
پرچم حق یہاں جب لگایا گیا
کفر ایماں میں ہی زلزلہ ہوگیا
آپ سب کے لئے بن گئے مہرباں
فیض کا چشمہ ہر جا رواں ہوگیا

کیا نظر تھی محبت کی ایسی نظر
دوست دشمن سبھی آپ کا ہوگیا
ایک مظہرؔ ہی شیدا نہیں آپ کا
آپ کے عشق میں یہ جہاں ہوگیا

ختم شد

ناگورشریف راجستھان ۲۵/اپریل ۲۰۱۵ء

تاریخ ۱۴ / جولائی ۲۰۱۵ء

مطابق ۲۶ / رمضان شریف ۱۴۳۶ھ

۱۸ / رمضان سے ۲۲ / رمضان شریف

اجمیر شریف کی زیارت

''منقبت''

ہند کے بادشاہ معین الدین
میرا دل میری جاں معین الدین

ہند کے اولیاؤں کے سرتاج ہیں
قطبِ غوثِ الزماں معین الدین

مصطفیؐ کی عطا سے ولایت ملی
آئے ہندوستاں معین الدین

ہے ولایت کا سکہ رواں ہند میں
ہو گئے حکمراں معین الدین

مرتبہ حق نے ایسا عطا کردیا
دین حق کے نشاں معین الدین

کفر کی توڑ دی جس نے زنجیر کو
کہ اٹھا ہر زباں معین الدین

ہر مذاہب کے بندے کا ہے یہ خیال
آپ ہیں مہرباں معین الدین
سب کی جھولی یہاں آ کے بھرتی رہی
ایسے ہی ہیں سخا معین الدین
کیا سناؤں تجھے داستان حرم
طواف کعبہ جہاں معین الدین
کوئی کعبہ کا جلوہ یہاں دیکھ لے
نور کعبہ نہاں معین الدین
کوئی کیا ان کی مدحت بیاں کر سکے
ہیں مکاں لا مکاں معین الدین
ایک مظہرؔ ہی کیا ان پہ شیدا ہوا
ہے فدا کل جہاں معین الدین

ختم شد شمبو پٹی تاریخ ۲۶ ر رمضان شریف

تاریخ ۴ رنومبر ۲۰۱۵ء

مطابق ۹ رمحرم الحرام ۱۴۳۶ھ

اجمیر شریف ۱۳ ارمحرم کو گھر واپسی

''منقبت''

لے کے آیا ہوں خواجہ کے در سے فیض کا ایک بہتا سمندر

جن کے ٹکڑوں پہ پلتے ہزاروں شاہ ہوں یا گدا یا سکندر

ان کی آمد سے وحدت کا جلوہ ہند میں ہو گیا آشکارا

کلمۂ حق کو پڑھ کے ہزاروں ہوگئے دین حق کے قلندر

خواجہء خواجگان کی حقیقت نہ سمجھ پاؤگے تا قیامت

دل کی دنیا پہ دیکھو حکومت سب کے ہیں رہنما سب کے رہبر

ہیں عطاء نبی سے مزین چل رہا ہند میں ہر طرف ان کا سکّہ

جو بھی طالب ہو دنیا یا مولا آ ان کے یہاں سر کے بل پر

ان کا لطف کرم ہر طرف ہے دل کی دنیا میں ان کا ہی گھر ہے

وہ جلوہ نما ہر طرف ہیں دیکھ لے جھانک کر دل کے اندر

تاج شاہی کی کیا ہے حقیقت دیکھ لے ان گداؤں کو آکر

بیخودی میں ہوئے مست ایسے نہ دنیا نہ عقبہ کا ہے ان کو ڈر

دیکھ لے آج ہستی ہماری ان کے در کا ہے مظہر بھکاری

ان کی یادوں میں ہی کھو گیا ہون نہ افضل نہ بہتر نہ کمتر

ختم شد شبھو پٹی

تاریخ ۱۵ ر ستمبر ۱۹۹۷ء

سفر پٹنہ سے حیدر آباد

حیدر آباد اسٹیشن

بیادگار حضور مخدوم علاء الدین علی صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ

''منقبت''

مجھے غم کی دنیا عطا ہو گئی ہے
محبت میں دلکش ادا ہو گئی ہے
درِ پاک کلیر کی تاثیر دیکھو
مریضِ جہاں کو شفا ہوگئی ہے
بھلاکر زمانے کو ہر آن میں اب
تمنائیں ناقص دعا ہوگئی ہے
فقط ایک وحدت کے ہے کیا خیال
خیالِ وہم اب قضا ہوگئی ہے
مجھے کہہ کے نَحنُ پتہ جب دیا
دلوں کی کدورت فنا ہوگئی ہے
فنا اور بقا کے ہیں مسئلے عجیب
جنازہ امامت جگہ مل گئی ہے

فلک پیش کر اب بنادے غبار
ارے موت تو بھی دوا ہوگئی ہے
ہوا شیخ میں جب تو مظہر فنا
قسم موت بھی اب بقا ہوگئی ہے

ختم شد

حیدرآباد اسٹیشن سے مالکھیر جاتا تھا۔ جناب محمد نظام الدین اشرفی صاحب قلعہ لروئی۔

تاریخ ۱۹ر ستمبر بروز جمعہ ۱۹۹۷ء
الحاج محمد نظام الدین اشرفی حال مقام قلعہ
لروئی حاجی پور مال کھیر کرناٹکا مسجد میں میری
تقریر ہوئی "منقبت"

کہاں کہاں لئے پھرتی رہی الفت تیری
ہم جہاں میں لئے بیٹھے رہے صورت تیری
دیر ہو دہر ہو کعبہ ہو کے کعبہ کا غلاف
ذرے ذرے سے نمایا رہی حکمت تیری
ہم گنہگار سہی خوفِ قیامت کیسی
ڈھونتی پھرتی رہی ہے سدا رحمت تیری
دامنِ پاک رہے ہاتھ میں تیرا اشرف
کام تو آہی رہی ہے سدا نسبت تیری
غوث العالم ہو تمہیں تارک سلطان ہو تمہیں
منزلِ عشق میں انمول ہے رفعت تیری
گل خنی کیوں ہو پریشان عجائب گھر میں
شیخ کامل کی دعا سے ملی مورت تیری
جب سے فیضان کرم ہوگیا تجھ پہ مظہر
ہر گھڑی سر پہ رہی ہے میرے شفقت تیری

ختم شد

مال کھیر سے گلبرگہ شریف ۴۰ر کیلومیٹر ہے

تاریخ ۱۲/اپریل ۱۹۹۹ء شمبھوپٹی

حضور مخدوم سید اشرف جہاں گیر رحمتہ اللہ علیہ کچھوچھہ شریف

''منقبت''

میرے مخدوم کی جو چوکھٹ پہ چلا جاتا ہے
بگڑی بن جاتی ہے شیطان جلا جاتا ہے
ہوگیا اس کے مقدر کا ستارہ روشن
دین دنیا کی ہر نعمت میں پلا جاتا ہے
شہہ سمناں کی جو اولاد کا منکر ہوگا
آن کی آن میں مٹی میں ملا جاتا ہے
ان کے دیوانوں کے رتبے کو کوئی کیا جانے
ٹھوکریں مار کر مردے کو جلا دیتا ہے
جن کے فیضان کا ہر سمت اُجالا پھیلا
نام اشرف سے ہی ہر کام بنا جاتا ہے
میرے آقا کی نظر ایسی نظر ہے یارو
ایک نظر ڈال کے دیوانہ بنا دیتا ہے
گردشیں وقت بھی منہ دیکھ رہی ہے مظؔہر
ایک قطرہ جو اب دریا میں ملا جاتا ہے

ختم شد شمبھوپٹی ویشالی بہار

تاریخ ۲۰ر ستمبر بروز سنیچر ۱۹۹۷ء

گل محمد ٹھیکیدار بنگلور کرناٹکا

"منقبت"

نگاہوں سے اپنی تو پہچان دیکھ
درِ پاک مرشد کا فیضان دیکھ
پڑھے جاؤ تم مصحفِ رخ صنم
یہی ہے حقیقت میں قرآن دیکھ
نجاتِ وسیلہ ہے مرشد کا در
یہی آخرت کا ہے سامان دیکھ
بناکر بشر رب ہوا جلوہ گر
نظام الٰہی کا احسان دیکھ
کیا اور کرتا کراتا ہے کون
ہریک شے پہ جاری ہے فرمان دیکھ
میں قربان جاؤں گا اُس ذات پہ
خودی میں خدا کو تو پہچان دیکھ
بھلاکر زمانے کو مظہر سدا
اپنے میں اپنا ہی تو شان دیکھ

ختم شد اچ۔ایل بنگلور

تاریخ ۲۲ر ستمبر ۱۹۹۷ء

مکان الحاج محمد یوسف اشرفی

فاروق نگر ٹیکا نا کا نا گپور

بیادگار حضور تاج الاولیاء حضرت تاج الدین نا گپوری رحمتہ اللہ علیہ

''منقبت''

ہو کرم مجھ پہ کرم تجھ پہ کرم سب پہ کرم
روح کے تاج ہیں محبوب خدا ہو ہمدم
تاج آباد میں آتی ہے ہوا جنت کی
خوشبوئے روئے منور سے معطر ہردم
مانگنے والے تیرے در پہ کھڑے رہتے ہیں
فیض کا دریا رواں ہے تیرے کونچے میں صنم
عقل والے میرے سرکار کی رفعت دیکھیں
تاج شاہی بھی یہاں آپ کے ہے زیر قدم
کون بھرتا تیرے منگتوں کی یہ جھولی بھرتا
تیرا در چھوڑ کے جائیں تو کہاں جائیں ہم
درد دل کا لئے بیٹھا ہے ہزاروں طالب
اپنے بیماروں کے زخموں پہ لگادو مرہم
اسی امید پہ ظالم سے کہا تھا ہم نے
تیرے ہوتے ہوئے مظہرؔ کو بھلا ہے کیا غم

ختم شد ناگپور مہاراسٹرا

تاریخ ۱۸ر ستمبر ۱۹۹۷ء بروز اتوار

حضور بندہ نواز گیسو دراز کی بارگاہ اقدس گلبرگہ

شریف کرناٹکا،

''منقبت''

بندہ نواز یہ ہے عقیدت کے چند پھول
حاضر لئے غلام ہے کر لیجئے قبول

ہے بارگاہ عشق میں یہ مدعا میری
کچھ بھیک عطا کیجئے محنت بھی ہو وصول

ہر ذرے سے نمایا ہے رفعت یہاں تیری
ماتھے پہ اپنے ملتے ہیں دیوانے در کی دھول

قصے کہانیاں سنے فردوس کے بہت
جنت کے باغ کے یہاں بکھرے پڑے ہیں پھول

میری صدا کو سنتے ہیں اتنا تو ہے یقین
نظریں کرم کی بھیک ملے طبیعت بھی ہے ملول

مظہرؔ تو خوش نصیب ہے زیارت ہوئی نصیب
حبِّ ولی نہ ہو تو عبادت سبھی فضول

ختم شد

گلبرگہ شریف کرناٹکا

تاریخ ۱۷ ستمبر ۱۹۹۷ء

حضور بندہ نواز گیسو دراز رحمتہ اللہ علیہ

گلبرگہ شریف کرناٹکا

''منقبت''

بندے کا اصل فرض ہے کے بندگی کرے
نقشِ قدم نواز کے یہ زندگی کرے
بندہ نواز آپ کی چوکھٹ کا فیض ہے
سب کو خدائے پاک یہاں جنتی کرے
ہر طالبانِ حق کو نصیحت یہی ملی
وہ نفس کافری سے نہیں دوستی کرے
کتنا حسین تحفہ ملا کوئے عشق میں
اپنی خودی میں دم بدم جو بیخودی کرے
آٹھو پہر تو جلوہء محبوب میں ہو غرق
گدڑی میں رہ کے شاہ کی بھی رہبری کرے
جو راہے حق میں چل کے فنا سے بقا ہوئے
مظہر انہیں کے نقش پا کی پیروی کرے

فقط ختم شد گلبرگہ شریف

تاریخ ۱۷ ستمبر ۱۹۹۷ء

حضور بندہ نواز گیسو دراز کی بارگاہ اقدس

گلبرگہ شریف کرناٹکا ''منقبت''

گلبرگہ کی زمین ہے اور اشرفی غلام
آقا قبول کیجئے احقر کا یہ سلام

ہر سمت نور پھیلا ہے ہر ذرہ پہ جمال
قاصر ہے یہ زبان بھی کہنے کو کچھ کلام

یہ روح پرور منظر یہ دل کشی نظارے
کتنی حسین صبح ہے ویسی حسیں ہے شام

اس رقص آفتاب کا ملتا کہاں جواب
آنکھو کی نیند اُڑ گئی جینا ہوا حرام

بندہ نواز تھوڑی نوازش ادھر بھی ہو
گیسو دراز میں ہی رہے آخری قیام

دل باغ باغ ہو گیا گیسو دراز میں
ہر پل سکوں ملا یہاں ہر دم ملا آرام

یہ اشرفی گدا کا یہی آرزو ہے بس
خداموں کی فہرست میں مظہر کا بھی ہو نام

ختم شد گلبرگہ شریف کرناٹکا

تاریخ ۱۸ر ستمبر ۱۹۹۸ء

عبدالرؤف کاتب صاحب

گل مرگ کشمیر

''بارگاہ رب العزت میں التجا''

ہم نے دیکھا جس گھڑی کشمیر کو
ایسا لگتا ہو بہو جنت کی یہ تصویر ہو
یا الٰہی گلشن کشمیر کو شاداب کر
ذرہ ذرہ معرفت کے عشق کی شمشیر ہو
فیض کا دریا رواں ہو بارگاہِ عشق سے
ظالموں کے ظلم کا اب خاتمہ بالخیر ہو
کس قدر قدرت نے سینچا ہے یہاں ہر پھول کو
لہلہاتا مذہب اسلام کا ہر جواں ہر پیر ہو
ہے دعا مظہرؔ کی یارب خاص اپنے فیض سے
ہر گلی اور کوچے میں تنویر ہی تنویر ہو

ختم شد گل مرگ کشمیر

تاریخ ۲۹ رستمبر ۱۹۹۷ء

ٹیکانا کانا گپور

''منقبت''

خدا کے فضل سے قائم ہے زندگی میری
تمہاری یاد میں گزری ہے بندگی میری
تمام عمر گزاری ہے تیری چوکھٹ پہ
اسی مقام پہ ٹھہری ہے دل لگی میری
کسی کی مست نگاہوں سے جام پی کر کے
جہاں میں کیسی نرالی ہے بیخودی میری
تمہارے فیض کا چشمہ ازل سے جاری ہے
تیرے کرم سے بجھی دل کی تشنگی میری
کسی کے لاکھ مٹانے سے کیا بگڑتا ہے
تمہارے نقش قدم سے ہے خواجگی میری
خرد کی بزم میں تہمت ہزار ہے ہم پہ
کے ان کے عقل پہ ماتم ہے سادگی میری
زمانہ اس لئے پاتا ہے فیض اے مظہر
کسی کے دست کرم سے ہے رہبری میری

ختم شد ناگپور مہاراسٹرا

تاریخ ۱۰ر۱ اکتوبر ۱۹۹۷ء

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

''منقبت''

جب سے آقا تیری بندگی کر لیا
ظلمتِ نفس نے خود کشی کر لیا

ایک نگاہِ کرم ڈال کر پیر نے
آن کی آن میں اشرفی کر لیا

شب کی تاریک نے جب بھی یلغار کی
نام اشرف سے ہی روشنی کر لیا

لاج رکھ ہی لیا ہے سر بزم میں
کتنی انمول یہ زندگی کر لیا

تیرے عشاق ہر دم ہی سرسار ہیں
صبر سے غم میں ہریل خوشی کر لیا

جس کو دنیا و عقبہ کی تھی نہ خبر
جام حق پی کے دل سرمدی کر لیا

کیا خبر ہو قیامت کی مظہرؔ تجھے
زندگی خاک پاۓ ولی کر لیا

ختم شد

شمبھوپٹی

حضور اشرف الاولیاء سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی
الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ، کچھوچھہ شریف

''منقبت''

فیض کا جس سے ہر پل میں دریا بہا
بے سہاروں کو جس سے سہارا ملا
بحر جودو سخا مظہرِ کبریا
ایک نظر ہو شہا اشرف الاولیاء

ایسی شان ولایت کی کیا بات ہے
ان سے گر ہو عقیدت تو کیا بات ہے

ان کا ہر اک قدم بقعہ نور ہے
ان سے ظلمت کدہ دل بھی معمور ہے
ان کی شانِ ولایت بھی مشہور ہے
ان کی الفت میں دل میرا مسرور ہے
ایسی شان ہدایت کی بات ہے
ان سے گر ہو عقیدت تو کیا بات ہے

اشرف الاولیاء کا اشارہ ملا
ڈوبتے ڈوبتے بھی کنارا ملا
زندگی آخرت میں سہارا ملا
جلوہء حق کا مجھ کو نظارہ ملا

ایسی شانِ کرامت کی کیا بات ہے
ان سے گر ہو عقیدت تو کیا بات ہے

تیری شانِ ولایت کا سکہ رواں
جو ہوا وہ کہا، جو کہا وہ ہوا
ایک ٹھوکر سے دل میرا زندہ ہوا
میرے کانوں میں آئی یہ مظہرؔ صدا

ان کی شان حقیقت کی کیا بات ہے
ان سے گر ہو عقیدت تو کیا بات ہے

ختم شد

تاریخ ۹ رفروری ۱۹۹۲ء

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

''منقبت''

نصیب اچھا ہے اشرف کا آستانہ ملا
خدا کا فضل ہے سید کا یہ گھرانہ ملا
مجھے تو شیخ کی الفت میں وُ خزانہ ملا
خدا رسول کے ملنے کا ایک بہانہ ملا
تمہارے فیض سے ہے دل میں تازگی اپنی
تمہاری یاد میں تسبیح تیرا دانا ملا
مجھی میں رہ کے مجھی سے بنا رہا پردہ
اسی وجود میں لیلیٰ تیرا ٹھکانہ ملا
اٹھا جو دل سے حجابات کا دوئی پردہ
دلِ مکیں میں ہی کونین کا خزانہ ملا
دوئی ہے شرک وحدانیت کی منزل میں
اسی مقام پہ منصور کا ترانہ ملا
لگی تو دل کی مظہرؔ لگائی جاتی ہے
وفا کے دور میں یہ بے وفا زمانہ ملا

ختم شد تاریخ ۹ رفروری ۱۹۹۲ء

تاریخ ۱۸ ؍ فروری بروز اتوار ۲۰۰۷ء

مطابق ۲۹ محرالحرام ۱۴۲۸ھ

عرس مقدس حضور مخدوم سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ

کچھوچھہ شریف

اب نہ نکلے گی زباں سے مرتے دم آہ فغاں
دل میں میرے موجزن ہے صورت پیر مغاں
یہ تیری الفت کا مجھ پہ ہر گھڑی فیضان ہے
پا لیا ہوں راہ حق میں چل کے منزل کا نشاں
ایک نظر تو ڈال کر گم کردہ مجھ کو کر دیا
دم بدم میں پا رہا ہوں لذتِ روح رواں
یہ جنونِ ذوق میں بنتا گیا گر دو غبار
تیری ٹھوکر سے ملی ہے مردہ دل کو یہ اماں
بالاء ادراک سے بھی بڑھ کے تیری ہے ضیاء
ان کے تلوے تک رسائی بھی نہیں وہموں گماں
ہو گئی جس پہ نوازش ایک لمحہ کے لئے
خاک کر ہستی کو اپنی ہے مکاں میں لامکاں
ان کے در کے سگ کی خدمت میں لگا ہوں آج کل
بیخودی میں تو بھی مظہر کھوگیا نام و نشاں

ختم شد

تاریخ ۹ر فروری ۱۹۹۲ء

تاریخ ۲۱ر فروری ۲۰۰۷ء

دربار اشرف کچھوچھہ شریف

''منقبت''

اشرفی دربار میں اشرف کا رتبہ دیکھ کر
بھاگتا پھرتا ہے شیطاں تسبیح مصلیٰ پھیک کر
شان اشرف دیکھ کر ملعون ٹھنڈا ہو گیا
ہوش میں اب آگیا ہے غیبی ڈنڈا دیکھ کر
نام اشرف کی تجلی دل میں جب روشن ہوئی
کفر بھی پڑھتا ہے خطبہ اشرف کا رتبہ دیکھ کر
ہر طرف فیضان اشرف کی تجلی ہے عیاں
لوٹنا ہے لوٹ لو بس ان کا تلوا دیکھ کر
اشرفی دربار کی نسبت سدا قائم رہے
روح بھی نکلے میری بس ان کا چہرہ دیکھ کر
یہ گدا مظہر تمہارا رکھ دیا چوکھٹ پہ سر
اشرفی فیضان کی رفعت کا جلوہ دیکھ کر

ختم شد شبھو پٹی

تاریخ ۲۵ رفروری ۲۰۰۷ء

حضور اشرف الاولیاء سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی رحمتہ اللہ علیہ کچھوچھہ شریف، شمبھوپٹی ''منقبت''

ہیں میری جان مجتبیٰ اشرف
روحِ ایمان مجتبیٰ اشرف
جامِ وحدت کی مستیاں بخشی
اہلِ عرفان مجتبیٰ اشرف
میرے دل نے یہی کہا مجھ سے
روئے قرآن مجتبیٰ اشرف
باغ وحدت کے و گلِ تر ہیں
رب کے فیضان مجتبیٰ اشرف
مرتے دم کون بھول پائے گا
تیرا احسان مجتبیٰ اشرف
غمِ دنیا کی ہر خوشی تجھ سے
آخرت کا میرے سامان مجتبیٰ اشرف
جان و دل عقل و خرد مظہر کا
ہو گیا آپ پہ قربان مجتبیٰ اشرف

ختم شد شمبھوپٹی

تاریخ ۲۸ر فروری ۲۰۰۷ء

حضور اشرف الاولیاء سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی رحمتہ اللہ علیہ کچھوچھہ شریف، شمبھو پٹی ''منقبت''

درِ مجتبیٰ سے یارو ذرا دل لگا کے دیکھو
تجھے کیا نہیں ملے گا یہاں سر جھکا کے دیکھو

تو بھی بقا کا طالب واعظ اگر ہوا ہے
دل میں صنم کو اپنے ہر پل سجا کے دیکھو

نَحنُ اَقربُ میں پائے گا وصل لذت
یہ پردہء زناری دل سے ہٹا کے دیکھو

پھر لذت معانی حاصل تجھے بھی ہوگا
اس نفس کافری کو پہلے مٹا کے دیکھو

جلوؤں سے دل تمہارا ہو جائے گا منور
عشقِ بتاں میں ہر پل آنسو بہا کے دیکھو

ہیں راز مخفی جتنے کھل جائیں گے یہاں پر
محبوب کی گلی میں پھیرا لگا کے دیکھو

قربِ خدا میں مظہر تیرا بھی نام ہوگا
بس یار کے قدم پہ سب کچھ لٹا کے دیکھو

ختم شد شمبھو پٹی

تاریخ ۶/اگست ۲۰۱۲ء

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

"منقبت"

سُونی سُونی فضا ہے تو کیا ہے
کالی کالی گھٹا ہے تو کیا ہے
ہے ہاتھ میں دامنِ پاک اشرف
اب زمانہ خفا ہے تو کیا ہے
اپنی گدڑی میں ہی مست رہ کے
ساری دنیا جدا ہے تو کیا ہے
ہے یہ ناقص زمانے کی شہرت
تاج شاہی ملا ہے تو کیا ہے
مل گیا ہے کرم سے تیرا در
سر پہ ظالم کھڑا ہے تو کیا ہے
دہر میں روشنی کے لئے ہی
گھر اپنا جلا ہے تو کیا ہے
پرچم حق کی خاطر جہاں میں
خون اپنا بہا ہے تو کیا ہے
ان کی الفت میں ہو غرق مظہرؔ
نفس کافر ہوا ہے تو کیا ہے

ختم شد شمبھو پٹی

تاریخ ۷راگست ۲۰۱۲ء

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

''منقبت''

ایک شعلہ موجزن میرے قلب جگر میں ہے
و صورت جمال کا نقشہ نظر میں ہے
دل کو سرور روح کو و تازگی ملی
یہ روشنی کہاں بھلا شمس و قمر میں ہے
وَفِیٓ اَنفُسِکُم سمجھ میں تیرے آیا واعظوں
عرش بریں مکیں بھی جلوہ بشر میں ہے
نَحنُ اَقربُ کا پتہ دے رہا ہے کون
جو ہے صنم ازل سے وہی میرے گھر میں ہے
کعبہ ہو دیر ہو کے کلیسہ یا میکدہ
ہر سمت میرا یار اب میری نظر میں ہے
ہے فکر آخرت کی نہ دنیا کی کچھ خبر
کتنا سکون قلب تیری رہگزر میں ہے
جانا ناں تیرے عشق نے بیخود بنا دیا
مظہر کے دل میں یاد اب آٹھو پہر میں ہے

ختم شد شمبھو پٹی

تاریخ ۲۴ر جولائی ۲۰۱۴ء

مطابق ۲۳ رر مضان شریف

حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کے دولت کدہ لال باغ فیض آباد میں حضور محمد جلال الدین قادری میاں قبلہ کی زیارت کو آیا اوران کی زیارت نہ ہوسکی۔خیالات ماضی

نور نکہت میں ڈوبی ہوئی تھی فضاء
جب مکیں تھے یہاں اشرف الاولیاء
ایسی دلکش گھڑی ایسی رونق سماں
جیسے چھائی ہو ہر سمت نوری گھٹا
ذرہ ذرہ منور فضا دل کشی
تھی آمد فرشتوں کی ہر دم یہاں
آپ کے دم قدم سے یہ قائم ہوا
اس مکاں کو ملی تھی مکیں سے اماں
جس جگہ پر پڑا آپ کا ہے قدم
رقص جنت بنا آج تک درخشاں
آج افسوس جیسے میں حاضر ہوا

ایسا احساس رہ رہ کے ہونے لگا
ہوں میں اجنبی یا مکاں اجنبی
دھیرے دھیرے یہاں راز کھلتا گیا
دل میں تھی تازگی روح میں روشنی
چل کے منزل کا میں پا لیاں ہوں نشاں
آج تک موجزن دل میں مظہرؔ کے ہے
پیر کی جب زیارت کو آتا یہاں

ختم شد

کچھی ساگر لال باغ فیض آباد

تاریخ ۲۴ رجولائی ۲۰۱۴ء

تاریخ ۱۱ر ستمبر ۲۰۱۴ء

صوفی سعید مظہر اشرفی شمبھوپٹی عرف شمیم پٹی

فیضانِ حضور اشرف الاولیاء

حج کا قسمت میں لکھا نہیں تھا سفر
اشرف الاولیاء کا کرم ہو گیا

ان کی نظریں کرم مجھ سیاہ کار پہ
دیکھتے دیکھتے محترم ہو گیا

سر ہمیشہ رہا جس کا افلاک پر
ایک نگاہِ کرم پہ نرم ہو گیا

جس کو اچھے بڑے کی نہ پہچان تھی
تیری صحبت میں زودِ فہم ہو گیا

فرقے بندی میں یہ قوم الجھی رہی
دیکھ کر حال مسلم کا غم ہو گیا

سب کا مالک ہے تو سب کا داتا ہے تو
تیرے بندوں میں دیر و حرم ہو گیا

تیرے فیضان سے دل منور ہوا
اب تو مظہر کے دم میں بھی دم ہو گیا

ختم شد تاریخ ۱۱ر ستمبر ۲۰۱۱ء

تاریخ ۱۶/۱/اکتوبر ۲۰۱۴ء

مکہ معظّمہ

"التجا"

بیت الحرم کے آقا سے واحد ہے التجا فقط
قلب میں موجزن رہے اشرف الاولیاء فقط
جس جا نظر وُ آگئے سجدے میں سر جھکا میرا
تیرے ہی پائے نقش پہ ہوتا رہا سجدہ فقط
سجدے میں سر جھکا جہاں دل وہیں پہ کھو گیا
ہوتی رہی نمازِ عشق آٹھو پہر ادا فقط
کعبہ میں سر جھکایا جب آنے لگی یہی صدا
دل میں مکیں ہے جو تیرے ان کی ہو اقتدا فقط
سجدہ اسی جگہ کیا جس جا نظر و آگئے
یہ ہے نماز عاشقی ہوتی نہیں قضا فقط
دل میں تڑپ گر ہے تیرے سجدہ کر کوئے یار میں
سر کو جھکا کے دیکھ لے عرش کا پھر جلوہ فقط
تیرے وجود میں سدا مظہر انہیں کا خیال ہو
جب بھی کہیں پہ سر جھکے ان کا رہے تلوا فقط

ختم شد مکہ معظّمہ ۱۶/۱/اکتوبر ۲۰۱۴ء

تاریخ ۴ رمئی ۲۰۱۵ء

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

''منقبت''

تیری صحبت میں مجھ کو علی مل گئے
جب علی مل گئے پھر نبی مل گئے
ان کے قدموں میں کی ہے بسر زندگی
ان کے صدقے میں مجھ کو سبھی مل گئے
خواب میں ایسی دلکش سماں تھی بندھی
جو بھی آتے رہے جنتی مل گئے
ایسی نورانی محفل میں آمد ہوئی
غوث و خواجہ ملے صابری مل گئے
خواجۂ خواجگان کی نگاہ کرم
جن کی چاہت تھی و سب یہیں مل گئے
ان کے در کا گدا بن کے پھرتا رہا
فیض سرکار سے ہر ولی مل گئے
سر پٹکنے سے مظہر تجھے کیا ملا
ان کی نظریں کرم سے سبھی مل گئے

ختم شد شمبھو پٹی

تاریخ ۱۵؍جولائی بروز بدھ ۲۰۱۵ء

مطابق ۲۸؍رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ

حضور اشرف الاولیاء

''منقبت''

ملی تیرے بندوں کو جس سے ہدایت وزباں اشرف الاولیاء ہیں

جن کے نقش قدم چومتے ہیں ہزاروں ورہنما اشرف الاولیاء ہیں

ظلم کی آندھیاں سب مخالف ایک ایسی ہوا بہہ رہی تھی فضا میں

ایک ایسی نگاہِ کرم سب پہ ڈالی اس طرح مہرباں اشرف الاولیاء ہیں

جن کے دستِ کرم سے ہزاروں دین حق کا پتہ پا لیا ہے

سیکڑوں کفر کافر کی زنجیر ٹوٹی و مقتدا اشرف الاولیاء ہیں

آپ کی ایک توجہ کا طالب سیکڑوں دست بستہ کھڑے ہیں

پل میں بھرتی گئی سب کی جھولی و شہا اشرف الاولیاء ہیں

جن کی عظمت کا قائل زمانہ جن کی شفقت زمانے میں ایسی

غیر بھی ہو گئے آپ اپنے و اشرفا اشرف الاولیاء ہیں

مرتبہ رب نے ایسی عطا کی ایسی شیریں زباں آپ کی تھی

دین حق کا پتہ پوچھتے ہوگر یارو پتہ اشرف الاولیاء ہیں

پھول پتھر پہ جس نے اوگایہ سنگ ریزوں کو جس نے سجایا

جس نے خاروں کو مہکایا پل میں و فضا اشرف الاولیاء ہیں

جو بھی نکلی زباں سے صدائیں باب رحمت نے لے لی بلائیں

التجا سب کی ہوتی ہے پوری و دعا اشرف الاولیاء ہیں

ایک مظہر ہی طالب نہیں ہے ان کے ٹکڑوں پہ پلتے ہزاروں

باخدا کہہ رہا ہوں جہاں سے میرا دل میری جاں اشرف الاولیاء ہیں

ختم شد شبھو پٹی

تاریخ ۱۵ ستمبر ۲۰۱۶ء شمبھو پٹی

حضور اشرف الاولیاء کچھوچھہ شریف "سلام"

اشرفُ الاولیاء پہ ہر دم سلام
وارثِ الانبیاء پہ ہر دم سلام
جن کی الفت میں حق کا پتہ مل گیا
نائبِ مصطفیٰ پہ ہر دم سلام
جن کی عظمت کا ڈنکا بجا دہر میں
سیرتِ مجتبیٰ پہ ہر دم سلام
ان کی روشن ضمیری سے روشن جہاں
دین کے مقتدا پہ ہر دم سلام
روشنی جن کے نقش قدم سے ملی
عاملِ باشفا پہ ہر دم سلام
جس نے کی اقتدا راہ پہ آگئے
کاملِ رہنما پہ ہر دم سلام
فیض پاتا ہے در سے تیرا ہر گدا
ایسے فیض رساں پہ ہر دم سلام
ایک مظہر ہی شیدا نہیں آپ کا
تیرے کل عاشقاں پہ ہر دم سلام

ختم شد شمبھو پٹی

تاریخ ۲۶ر مارچ ۲۰۱۶ء

سفر دہرادون سے کلیر شریف

جاوید اختر اشرفی دہرادون اتراکھنڈ

''منقبت''

بابِ رحمت کھلا جب سے کلیر میں
جنتی گھر بنا تب سے کلیر میں
آستانہ تیرا قبلہ و کعبہ
میرا سر ہے جھکا جب سے کلیر میں
ان کی خوشبو سے یہ دل معطر ہوا
ایسا گل ہے کھلا جب سے کلیر میں
سب کی جھولی یہاں آکے بھرتی رہی
ایک داتا ہوا جب سے کلیر میں
پڑھ کے اپنا جنازہ دکھا ہی دیا
ایسا بندہ ملا جب سے کلیر میں
کھانا بٹتا رہا شام وُ صبح یہاں
ایسا لنگر کھلا جب سے کلیر میں
ہر مذاہب کا سر آکے جھکتا رہا
ایسا آقا ہوا جب سے کلیر میں
جسم ہر جا بکھرتا رہا مظہرؔ
دل تو تیرا پڑا جب سے کلیر میں

ختم شد

تاریخ ۲۶/مارچ کلیر شریف ۲۰۱۶ء

تاریخ ۲۵/مارچ ۲۰۱۶ء

جاوید اختر اشرفی دہرادون

کلیر شریف

''منقبت''

صبر کا جام دے پلا صابر
مر کے باقی رہے نشا صابر
تیرے رندوں کو خوف محشر کیا
جام جو بھی تیرا پیا صابر
دین و دنیا سور گئی اس کی
جس کو اپنا بنا لیا صابر
مردے ٹھوکر سے زندہ کرتے ہیں
صابری رنگ جسے چڑھا صابر
موت حسرت سے دیکھتی ہے مجھے
مالا جب سے تیرا جپا صابر
رب کا انعام تیرے کھونچے میں

یہاں دن رات بٹ رہا صابر
آج اپنے ہوں یا پرائے ہوں
فیض سب کو تیرا ملا صابر
تیری چوکھٹ کا یہ اثر دیکھا
تاج والے بھی ہیں گدا صابر
تیرے قدموں میں جان دے مظہرؔ
آخری ہے یہ التجا صابر

ختم شد

کلیر شریف

تاریخ ۱۳/اکتوبر ۱۹۹۹ء

حضور مخدوم علاء الدین علی صابر رحمتہ اللہ علیہ

کلیر شریف

''منقبت''

صبر میں و جلال سنتے ہیں
جلتے کلیر کا حال سنتے ہیں
پڑھا کے اپنا جنازہ نماز صابر نے
خدا کی دنیا میں ہم بے مثال سنتے ہیں
فنا کے بعد بھی درسِ بقا دیا تو نے
خودی کی ترک میں ایسا کمال سنتے ہیں
عقل والے ابھی بھی حیراں ہیں
فنا کے بعد بھی ایسا وصال سنتے ہیں
نہ مل سکا کسی سلطان کے خزانے میں
چھپا فقیر کی گدڑی میں لعل سنتے ہیں
جام وحدت میں ہو گئے تھے مست
دین و دنیا کا نہ کوئی خیال سنتے ہیں

آہ نکلی تو جل گئی بیوی
ان کے دل میں نہ کوئی ملال سنتے ہیں
سمجھ سکا نہ کوئی مرتبہ تیرا صابر
فرش و عرش میں تیرا جمال سنتے ہیں
تمہارے مست سدا مست رہا کرتے ہے
تمہارے فیض سے ہی مالا مال سنتے ہیں
بقا کا جام بھی مظہؔر کو ہو عطا صابر
آپ کے قطرے میں دریا اُبال سنتے ہیں

ختم شد

۱۳را اکتوبر کلیر شریف ۱۹۹۹ء

تاریخ ۶ر اگست ۲۰۱۲ء

مخدوم جہاں سلطان المحققین حضرت شرف

الدین یحییٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ بہار شریف نے

ایک وقت ہوا کے رخ کو بدل دیا تھا۔ ''منقبت''

میں محتاج صبا نہیں ہوں میرا حال اور ہے
جو پلٹ دے رخ ہوا کا یہ کمال اور ہے
تیری مصلحت پہ ہر دم یہ نگاہ رک گئی تھی
اے جامعِ تصور تیرا خیال اور ہے
ذرہ ہو آفتاب ہو سب میں ہے تیرا رنگ
کن سے وجودِ کائنات تو بے مثال اور ہے
کس کو حقیر میں کہوں کس کو کہوں جناب
سب میں ہے مصلحت تیری یہ کمال اور ہے
گونجی فضا میں ہر سُو شرفا کی جب صدا
اُس مرد با خدا کا قیل و قال اور ہے
میرا جنازہ آکے پڑھائیں گے اشرفِ سمناں
اس غیب داں ولی کا یہ وصال اور ہے
جسے دیکھ کر کے مظہرِ خدا یاد آگیا ہو
اُس مصحفِ ولی کا پھر جمال اور ہے

ختم شد

تاریخ ۱۴ رجون ۲۰۱۷ء

حضور شرف الدین یحییٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ
بہار شریف ''منقبت''

شرفا کے شرف سے ملا مجھ کو علی کا رنگ
تیرے کرم سے مل گیا مجھ کو نبی کا رنگ
مکتوبات صدی سے دل کو میرے کیا نہیں ملا
اس بیخودی میں مجھ کو ملا ہر ولی کا رنگ
دریا ہو یا پہاڑ ہو یا خاردار راہ
تیری حکایتوں میں ہے ہر روشنی کا رنگ
قرآن ہو حدیث ہو منطق یا فلسفہ
تیری لطافتوں میں ہے ہر ایک کلی کا رنگ
ہر لفظ بے مثال پرویا ہے آپ نے
ہر حرف سے ملا ہے مجھے رہبری کا رنگ
ذوق طلب میں اپنی خودی سے گزر گئے
ہر ایک ادا سے ظاہر ہوئی عاشقی کا رنگ
مالِ و متاع زندگی سب خاک کر دیئے
حق کی طلب میں ایسی رہی بندگی کا رنگ
فیضِ رسال سے فیض کا دریا ہوا رواں
شاہ و گدا کو ملتی گئی خواجگی کا رنگ
مظہر کو تیری یاد نے بخشا ہے و سرور
ہر لمحہ فکر میں رہی ہے بیخودی کا رنگ

ختم شد

تھانہ مہوا ضلع ویشالی بہار

تاریخ ۶ر اگست ۲۰۱۲ء

حضرت حاجی وارث علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ

''دیوہ شریف''

دل کی دنیا میں ہمیشہ وارثی فیضان ہے
شانِ وارث دیکھ کر کے آدمی حیران ہے
کشتی میری مجدھار میں رہ کر کے دل کو ہے سکوں
میرے وارث آپ کا ہی ہر گھڑی احسان ہے
جو گدا دل سے تمہارا ہو گیا اس دہر میں
اس کا بیڑا پار ہر سُو آخرت آسان ہے
فیض کا دریا رواں ہے وارثی دربار سے
ایسے کامل پیشوا پہ جان و دل قربان ہے
تشنہ لب گھائل جگر ملتا نہیں ہو گر سکوں
در سے ان کے جاری ہر دم وارثی عرفان ہے
ایک مظہر ہی نہیں لاکھوں ہیں شیدائی میرے
ایک نظر وارث اِدھر بھی دل میں یہ ارمان ہے

ختم شد شمبھو پٹی

تاریخ ۲۷/اگست ۲۰۱۳ء

جاوید اختر اشرفی دہرادون اُتراکھنڈ

''منقبت''

وارث کا آستانہ ہے دیوہ شریف میں
ہر آدمی دیوانہ ہے دیوہ شریف میں
کعبہ کا جلوہ دیکھئے دیوہ شریف میں
کیا بندہء خدا ہے دیوہ شریف میں
ہر رنگ میں عیاں ہوا وارث پیا کا رنگ
ہر ذرہ مہ لقا ہے دیوہ شریف میں
مستوں کی ایسی ٹولی جو ہر وقت مست ہے
عکسِ بلال چھایا ہے دیوہ شریف میں
اہل عقیدتوں میں بھی ہر دم ہے مستیاں
مستی میں بت بھی کھویا ہے دیوہ شریف میں
مظہر بھی خاک پاء ولی کا غبار ہے
دل ان کا کھو گیا ہے دیوہ شریف میں

ختم شد

دہرادون اُتراکھنڈ

تاریخ ۱۸ر ستمبر ۲۰۰۱ء

حضور سراج آئینہ ہند رحمتہ اللہ علیہ

پیران پیر سعد اللہ پور، ضلع مالدہ بنگال

''منقبت''

جب ہوا تو آئینے کے رو برو
حق ہی جلوہ نما تھا ہو بہو
دیکھ کر اپنی تجلی محوِ حیرت ہو گیا
یار کی صورت لئے پھرتا ہے تو
نَحنُ اَقربُ کہہ کے واضع کر دیا
جلوہء محبوب ہی ہے چار سو
تیری ہستی جب فنا فی الحق ہوئی
دونوں عالم میں ہوا تو سرخرو
بادۂ توحید کے مستوں کا دیکھو مرتبہ
قُم بِاذنِی کہہ کے روح ڈالی ہے تو
خاک پائے اولیاء تادم رہوں
ہے یہی مظہر کی ہر پل جستجو

ختم شد۔ پیرانے پیر سعد اللہ پور ضلع مالدہ بنگال

تاریخ ۱۸ر ستمبر ۲۰۰۱ء

تاریخ ۷ / جون ۲۰۰۱ء

ضلع شعلہ پور مہاراشٹرا

حضور میر بدلے شاہ رحمتہ اللہ علیہ شمبھو پٹی

''منقبت''

میر بدلے شاہ کے روضے پہ ہر دم نور و نکہت ہے
تجلی ہی تجلی ہے یہاں رحمت ہی رحمت ہے
نصیبہ کیوں نہ بدلے گا تمہارے آستانے سے
دل بینہ سے گر دیکھیں حقیقت ہی حقیقت ہے
تمہارے نام پہ جینا تمہارے نام پر مرنا
یہی ہے مرضیٔ مولا یہی میری عبادت ہے
ہمیشہ فیض کا دریا رواں ہے آستانے سے
سخی دربار میں ہر پل سخاوت ہی سخاوت ہے
کوئی منگتا یہاں سے آج تک خالی نہیں لوٹا
کرم سرکار کا دیکھو کرامت ہی کرامت ہے
اگر منکر کوئی ہو جائے میرے میر بدلے کا
تکبر اس پہ غالب ہے جہالت ہی جہالت ہے
تمہارے آستانے سے ہوا آتی ہے جنت کی

بہاریں خلد کی دیکھو یہاں ہر سمت نعمت ہے
حقیقت بولتا ہے سر پہ چڑھ کر ہر گھڑی مظہرؔ
کے ہم اہل عقیدت کے لئے انمول نسبت ہے

ختم شد صوفی سعید مظہر اشرفی

تاریخ ۷؍جون ۲۰۰۱ء

شعلہ پور مہاراسٹرا

Scanned with CamScanner

کلام حضور محدث اعظم ہند رحمتہ اللہ علیہ
کچھوچھہ شریف

نظمیں۔ نظم موت آئے تو در پاک نبی پر سید
ورنہ تھوڑی سی جگہ ہو شہہ سمناں کے قریب

ٹھوکریں کب تلک کھاتا تیری چوکھٹ پہ غریب
ایک نظر ڈال دیں ہم پہ بھی اے اللہ کے حبیب
موت آئے تو درِ پاک نبی پر سید
ورنہ تھوڑی سی جگہ ہو شہہ سمناں کے قریب

صدمۂ ہجر سے مغموم ہے بیمار ہے دل
تو مسیحاء دو عالم ہو طبیبوں کے طبیب
موت آئے تو در پاک نبی پر سید
ورنہ تھوڑی سی جگہ ہو شہہ سمناں کے قریب

غوث العالم کا کرم جب سے ہوا ہے مجھ پہ
اب تو دنیا بھی سمجھتی ہے مجھے اپنا رقیب
موت آئے تو در پاک نبی پر سید
ورنہ تھوڑی سی جگہ ہو شہہ سمناں کے قریب

تیری الفت نے میرے دل کو و زینت بخشی
کب سے سویا ہوا مظہرؔ کا بھی جاگا ہے نصیب
موت آئے تو در پاک نبی پر سید
ورنہ تھوڑی سی جگہ ہو شہہ سمناں کے قریب

ختم شد

تاریخ ۹؍اگست ۲۰۱۲ء

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

''منقبت''

تیرے در کا مجھے جب پتہ مل گیا
با خدا با خدا مل گیا
ان کے قدموں میں سو جان قربان ہو
وصیلے اشرفی سلسلہ مل گیا
رات اندھیر میں دل جو دھڑکا میرا
نور سرکار سے واسطہ مل گیا
بیخودی تیرے ملنے سے کیا مل گئی
راز وحدت کا مجھ کو پتہ مل گیا
ان کی قربت میں بڑھتا رہا جب قدم
فرش سے عرش کا راستہ مل گیا
جن سے روشن ہوئی دل کی تاریکیاں
ایسا دنیا کو پیر مغاں مل گیا
اپنی قسمت پہ نازاں ہو مظہر نہ کیوں
گرد پا اشرف الاولیاء مل گیا

ختم شد شمبھو پٹی

تاریخ ۲۲ر اپریل ۲۰۰۵ء

الحاج محمد نظام الدین اشرفی مجلس پوروییشالی بہار

''منقبت''

عشق نبی میں مست ہوں ذکر خدا کے بعد
ہے اولیاء سے نسبت درِ مصطفیٰ کے بعد

مرگِ یزیدی اصل میں قتلِ حسین ہے
اسلام زندہ ہو گیا کربُ بلا کے بعد

خونِ حسین کا ذرا اعجاز دیکھئے
شیشی کی مٹی سرخ ہے قتلِ شہا کے بعد

شہدا کے خون سے ملا اسلام کو بقا
دیکھو حسین زندہ ہیں لیکن فنا کے بعد

تکمیل بندگی نہیں سجدوں سے ہو سکی
دیدار سرمدی ہوئی سر کو کٹا کے بعد

پہلے تو ہو فدائے دربار پہ فدا
مقبول بارگاہ ہو خودی کو مٹا کے بعد

ہے صبر کا مقام یہ مظہر لبوں کو سی
ملتی ہے بھیک بندوں کو حرفِ صدا کے بعد

ختم شد مجلس پوروییشالی بہار

تاریخ ۱۷ مئی ۲۰۰۵ء

محمد نثار اشرفی رام پوروَیشالی بہار

میلاد شریف ایک بزرگ نے یہ کلام پڑھا

جہاں شہہ تیغ علی سو گئے ہیں وہ زمیں آج کتنی حسیں ہے

مجھ ناکارہ پہ سرکار سرکا نہی رحمتہ اللہ کا فیضان ہوا اور دس منٹ

میں یہ کلام لکھ کر پڑھا۔ منقبت سرکار سرکا نہی

جس جگہ شاہ تیغ علی ہیں بقعۂ نور ہر ہر گلی ہے
ہے فضا نور نکہت میں ڈوبی اللہ اللہ کیا دلکشی ہے
جو بھی محتاج پہنچا وہاں پر پا گیا دین و دنیا کی دولت
دیکھ لو یہ ہے شان کریمی سب کی جھولی یہاں بھر رہی ہے
جس نے الفت کیا تیغ علی سے پا لیا فیض اس نے نبی سے
اُن کا دیدار دیدار حق ہے ان کے طالب کو عقبہ ملی ہے
فیض ہی فیض دربار میں ہے ہر دوا تیری سرکار میں ہے
آؤ تشنہ لبوں آج آؤ جام وحدت کی بو بٹ رہی ہے
تیری عظمت کا قائل زمانہ تیری صورت پہ شیدا ہے دنیا
ایک نگاہِ کرم ہو ادھر بھی آپ سے اے شہا لو لگی ہے
تیرے در کا بھیکھاری ہے مظہر ہے وظیفہ تیرا نام لب پر
آبرو دین و دنیا میں رکھنا اب تیرے ہاتھ یہ زندگی ہے

ختم شد رام پوروَیشالی بہار

تاریخ ۸ر مئی ۲۰۱۳ء

سفر بھوپال ریلوے اسٹیشن

نقاب رخ سے وُ اپنے جو ہٹا دیتا ہے
مجھ کو دیوانہ سرِ عام بنا دیتا ہے
پرِ توِ نور منور کی یاد کا شعلہ
ہمارے دل کو ہمہ وقت جلا دیتا ہے
ہر طرف تیری حقیقت کی ضیاء روشن ہے
ڈھونڈنے والے کو تو راہ بتا دیتا ہے
جب پلایا مجھے ساقی نے تیرا جام طہور
عبد معبود کے تختے کو مٹا دیتا ہے
ہوکے تو مست الست دیکھ لے بندہ خاکی
نَحنُ اَقربُ ہی تجھے میرا پتہ دیتا ہے
تیرے رندوں کا عجب حال رہا ہے ساقی
ٹھوکریں مار کے مردے کو جلا دیتا ہے
قول منصور سے ملتا ہے صداقت کا پتہ
دار پہ چڑھ کے اناالحق کی صدا دیتا ہے
جانے انجانے کی مظہرؔ کو خبر کیا ہوگی
اپنے ہی دھن میں صبح شام لگا رہتا ہے

ختم شد

صوفی سعید مظہر اشرفی

تاریخ ۲۳؍مارچ ۲۰۰۷ء

سفر ٹرین پٹنہ سے مدراس

بروز جمعہ جبل پور اور اٹارسی کے درمیاں

''عارفانہ کلام''

دل میں تپش ہے عشق کی آنکھوں میں تیرا نور ہے
جس جا نظر جما لیا جلووں کا ہی ظہور ہے
اپنے میں پاکے آپ کو محو تجلی ہر گھڑی
روح کو تازگی ملی دل میں سدا سرور ہے
عشقِ بتاں کا راز عشق سمجھے گا کیا جنوں میرا
اُترا فنا کے گھاٹ پہ عشق کا ہی قصور ہے
دنیا سے جو الگ رہا عقبیٰ میں بالا تر ہوا
تیری نوازشیں ہوئی غم سے الگ ضرور ہے
زندگی اور موت کی اہلِ وفا کو کیا خبر
مست ہوں بوئے یار سے پیشِ نظر حضور ہے
میری بساط کچھ نہیں میرا وجود خاک ہے
خاک سے ہوں بشر بنا رب سے کبھی نہ دور ہے
پتلہ خاک ہوکے بھی قُم باذنی کی دی صدا

روح تڑپ کے آگئی رب کی زباں ضرورت ہے
عقل و خرد جنوں میرا رکھا ہے پائے یار میں
تیرے ہی ہاتھوں بک گیا یہ منزل لا شعور ہے
اہلِ ادب کی بات کر اہل وفا کا ذکر کر
مظہرؔ خودی مٹا کے دیکھ عقل کا ہی فتور ہے

ختم شد تاریخ ۲۳ مارچ ۲۰۰۷

تاریخ ۲۵ / مارچ ۲۰۰۷ء

تقریب شادی

الحاج محمد نظام الدین اشرفی کے صاحبزادی کی شادی آدرش

ہوٹل بنگلور متصل ریلوے اسٹیشن

''نظر نگاری''

طوفان غم اُٹھا کر چلتا رہا جہاں میں
اے نفس تیری خاطر جلتا رہا جہاں میں
خونِ جگر جلاکر ذلت سدا اٹھاکر
ٹھوکر پہ ٹھوکر کھا کے سنبھلتا رہا جہاں میں
علم و ہنر دکھا کر پھندے میں سب کو لاکر
جھولی کو اپنی لے کر بھرتا رہا جہاں میں
یہ دھرم کے پجاری کیسی ریاکاری
جنت میں گھر سنا کر ٹھگتا رہا جہاں میں
ایسی ہے ٹھیکیداری کلمہ زباں پہ جاری
باتیں سدا بناکر مچلتا رہا جہاں میں
ظاہر میں اچھی صورت تن پہ لباس بہتر
ایسی ادا دکھا کر لبھاتا رہا جہاں میں

Scanned with CamScanner

یہ زر خرید بندے دولت میں ہوکے اندھے
سمجھا نہیں فقیری اچھلتا رہا جہاں میں
اس راز سے ہو واقف آیا ہے کس لئے تو
بندہ خدا کا ہوکر بھٹکتا رہا جہاں میں
اب تو سکوت لب کر یہ راز دل کا مظہر
تو بیخودی میں کیا کیا کہتا رہا جہاں میں

ختم شد

آدرش ہوٹل متصل ریلوے اسٹیشن

بنگلور۔۲۵/مارچ ۲۰۰۷ء

تاریخ ۲۶ ؍مارچ ۲۰۰۷ء

تقریب شادی آدرش ہاٹل بنگلور کرناٹکا

میری بساط نہیں دل میں ہو سلہ تو ہے
تمہاری یاد میں قائم یہ سلسلہ تو ہے
خدا کا شکر ہے زخموں پہ زخم کھا کرکے
ہزاروں کانٹوں کی جھرمٹ میں یہ کھلا تو ہے
بڑے قریب میں تیرا مقام ملتا ہے
میرے وجود میں پنہا تیری ضیا تو ہے
زباں سکوت رہا دل میں تیری یاد لئے
ازل سے شوق زیارت لئے کھڑا تو ہے
تیری نوازشیں فیضان ذرے ذروں پر
دلِ سیاہ یہ میرے رحم کچھ ہوا تو ہے
تیری رحیمی سے بڑھ کر نہیں گناہ میرے
خطائیں بخشنے والا وُ کبریا تو ہے
فرشتے ڈھونڈ نہ پائیں گے روز محشر میں
تمہارے دامنِ رحمت میں یہ چھپا تو ہے
وسیلہ دیکھ کر مظہر سے رب نے فرمایا
تمہارے واسطے ہر یک در کھلا تو ہے

ختم شد

تاریخ ۲۱ / مارچ ۲۰۰۷ء

مدراس ریلوے اسٹیشن

''فیضان''

موت کی آغوش میں یہ زندگی پلتی رہی
رات کی تاریکیوں میں روشنی ملتی رہی
ایک تمہاری یاد نے دل کو میرے بخشی ضیا
اور تمہارے عشق میں پھر تازگی ملتی رہی
یہ نحیفِ ناتواں اس پر یہ راہیں پُر خطر
ایک نگاہِ فیض سے آسودگی ملتی رہی
راہ الفت میں چلا تھا تیری صورت دیکھ کر
ہر قدم پہ تیرے صدقے خواجگی ملتی رہی
جب تصور میں تیرے گم ہو گیا میرا وجود
لذتِ عشق جنوں میں بیخودی ملتی رہی
جب جنونِ عشق کا ہر رنگ غالب ہو گیا
ہر نفس کی تار میں پھر شادگی ملتی رہی
اب تو بحرِ غم میں بھی مظہرؔ کے دل کو ہے سکوں
تیرے صدقے میرے مرشد ہر خوشی ملتی رہی

ختم شد

تاریخ ۲۱ / مارچ ۲۰۰۷

تاریخ ۹ رفروری ۲۰۰۹

مکان ڈاکٹر شرف الحق اشرفی

سکھپورا بلیا، یوپی

''منقبت''

جمالِ یار نظر میں نگار ہو جائے
فنا کے بعد بقا خوش گوار ہو جائے
تمہاری یاد میں جو اشکبار ہو جائے
باالیقین رحمت پروردگار ہو جائے
فقیری فکر کی آگن میں گم رہی جس کی
صفاتِ حق کا وہی رازدار ہو جائے
تمہارا تخم منور جسے ہوا حاصل
زمانے بھر کا وہی تاجدار ہو جائے
نگاہ تیری اگر حق شناس ہو جائے
خزاں کی فصل بھی فصل بہار ہو جائے
تڑپ کے عشق حقیقی میں تم ذرا گم ہو
قدم قدم پہ بڑا ہوشیار ہو جائے
اٹھا جو پردہ دوئی تو ماجرا مت پوچھ
محبت کی شکل ہی محبوب یار ہو جائے
تمہاری یاد سے مظہر کا دل منور ہے
تمہاری ذات پہ سب کچھ نثار ہو جائے

ختم شد سکھپورا بلیا یوپی

تاریخ ۹ رفروری ۲۰۰۹

تاریخ ۱۱ر فروری ۲۰۰۹ء

ماسٹر علاء الدین اشرفی

چک قاضی نظام مہوا ویشالی بہار

''ایک شب''

جلا کے شمع و دل انتظار کرتا رہا
تڑپ تڑپ کے سدا اشکبار کرتا رہا
تمہاری نیم نگاہی کا یہ اثر دیکھا
ہمارا عشق جنوں آر پار کرتا رہا
جنونِ عشق کی بے تابیاں ہوئی قائم
تمہاری یاد میں سب کچھ نثار کرتا رہا
جنونِ ذوق کی آمد سے دل ہوا مسرور
تمہارا عشق ہمیں بیقرار کرتا رہا
میرے وجود میں تیرا مقام ہے قائم
یہی خیال دل بار بار کرتا رہا
جسے نہ خوف ہو مرنے کا اور جینے کا
ازل سے بندہ تیرا یہ خمار کرتا رہا
تمہاری یاد نے مظہر کو تازگی بخشی
میرے خیالوں کو یوں مشک بار کرتا رہا

ختم شد

تاریخ ۱۲ر مئی ۲۰۱۷ء

الحاج محمد وسیم اشرفی ابن محمد جمال چودھری

سواس نگر جموکشمیر

"کشمیر"

ان فضاؤں میں کھو گیا ہوں میں
ان کا ہوکر کے رہ گیا ہوں میں
سارے عالم میں جس کی شہرت ہے
ان کی یادوں میں سو گیا ہوں میں
کس کو فرصت ہے کون دیکھے گا
اپنی ہستی میں کھو گیا ہوں میں
اڑے نادان کس پہ مرتا ہے
نَحنُ اَقربُ کا جب پتہ ہوں میں
چڑھ کے سولی پہ یہ کہا منصور
دیکھ لے دیکھ لے اب کیا ہوں میں
ترک دنیا کیا ہے جب مظہر
دہر میں جلتا ہوا دیا ہوں میں

ختم شد پرسوتم بلڈنگ سواس نگر جمو

تاریخ ۱۳ ارمئی ۲۰۱۰ء

الحاج محمد نسیم اشرفی

لال چوک کشمیر

"آخری سانس"

دمِ آخر میرے محبوب کا جب نام آئے گا
نکل جائے گی تن سے روح بھر آرام آئے گا
لحد میں جس گھڑی آقا میرے تشریف لائیں گے
انہیں کا فضل مرقد میں ہمارے کام آئے گا
چلو سونے دو دلہن کی طرح آرام سے ان کو
میرے محبوب کے اس حکم پہ انعام آئے گا
ہوا حکم الٰہی کھول دے جنت کی کھڑکی کو
ایک عاصی کے لئے رحمت بھرا پیغام آئے گا
ہماری تشنگی کے واسطے پھر حوض کوثر سے
چھلکتا آب کوثر کا لبالب جام آئے گا
ازل سے پائے اقدس میں لپٹ کے سو گیا مظہرؔ
یہی و خاک ہے جس میں مجھے آرام آئے گا

ختم شد

لال چوک کشمیر

تاریخ ۲۹/ اگست ۲۰۱۳ء

مکان جاوید اختر اشرفی دہرادون اتراکھنڈ

دل میرا گھبرائے ہے رہ رہ کے کیوں تھرائے ہے
صورتِ عشقِ بتاں کی یاد ہر دم آئے ہے
سر میرا سجدے کی خاطر سمت کعبہ جھک گیا
دل بتِ کافر کو ہی کیوں سجدہ کرتا جائے ہے
سنگ دل سے دل لگاکر دل ہوا پتھر میرا
جبل دل پہ کیوں بتوں کا نقشہ جمتا جائے ہے
خون کے قطرے سے میرے تر ہے دامن آپ کا
اُس پہ بھی ہے کیا غضب کے حال پوچھے آئے ہے
یہ نوازش آپ کی تا عمر دل میں ہے نہاں
ہر قدم پہ راہِ منزل کا پتہ دکھلائے ہے
اب تو کعبہ دہر کے جھگڑے سے ہوں آزاد میں
ذرے ذروں میں نمایا تیری صورت پائے ہے
ہو گیا بدبخت مظہرؔ ہائے یہ سب کیا ہوا
سارے جھگڑے مٹ گئے واعظ نہ کیوں سمجھائے ہے

ختم شد دہرادون

تاریخ ۳ رمئی ۲۰۱۲ء

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

"میری زندگی"

میری زندگی میں ہر پل بس تیری رہبری ہے
تیرے در کے خاک سے ہی تاج سکندری ہے
میرا دل ہوا جو مائل تیری ہر ادا پہ گھائل
تیرے نقش پایہ مرنا ہی میری زندگی ہے
روزِ ازل سے پنہا میری روح میں بسا تو
یہی ہے نماز میری یہی میری بندگی ہے
زاہد تجھے بتاؤں اصلِ نماز کیا ہے
ہوئی جس کی نماز قائم ہر سانس بیخودی ہے
جسے لذت عبادت حاصل ہوئی نہ اب تک
وسمجھ لیں پھر یقیناً ابھی ان میں بہت کمی ہے
جو چرخ کو ہلادے جو برق کو جلادے
جو تقدیر کو بدل دے و نگاہِ قلندری ہے
مظہر تجھے بتاؤں یہ فنا بقا کے مسئلہ
جو مٹ گئے ہیں حق میں و ذات مرشدی ہے

ختم شد شمبھو پٹی

تاریخ ۱۰/مئی ۲۰۱۳ء

جاوید اختر اشرفی دہرادون اتراکھنڈ

''حقیقت کا نقشہ''

جو بس جائے آنکھوں میں صورت کا نقشہ
پھر جم جائے دل پہ صداقت کا نقشہ
صنم تیرے در پہ جھکایا جو سر کو
یہی بن گیا ہے عبادت کا نقشہ
نہ کافر نہ مومن نہ شکوہ شکایت
مٹا ڈالوں دل سے عداوت کا نقشہ
جو مردے جلاتے ہیں ٹھوکر سے اپنی
وہی مردِ حق ہیں کرامت کا نقشہ
جو خون جگر قرب حق پی رہے ہیں
انہیں مل گیا ہے شہادت کا نقشہ
بنا خاک سے جب یہ آدم کا پتلہ
فرشتوں یہی ہے خلافت کا نقشہ
جہاں حکم ربی سے عزازیل بھاگے
پڑا ان کی گردن میں لعنت کا نقشہ
جو مظہر کو دیکھا تھا ترچھی نظر سے
بنا میرے دل میں اسی بت کا نقشہ

ختم شد دہرادون

تاریخ ۱۵/۱ اکتوبر ۲۰۱۳ء

شبھو پٹی عرف شمیم پٹی

کافر ہے دل ہمارا سجدہ فقط دکھاوا
اُس بت پہ مر مٹا ہوں جس جا بنا ہے کعبہ
کعبہ تیری صداقت یا مال ہو رہی تھی
تجھ کو بچا لیا ہے کعبہ کا میرے کعبہ
پتھر کو توڑ کر کے کعبہ بنا ہے لیکن
اس گھر میں جلوہ گر ہے آدم صفی ہمارا
لباسِ بشر میں آئے و خلد سے نکل کے
جنت سے اپنے شامل حوا کو ساتھ لایا
لغزش ہوئی جب ان سے مدت رہی جدائی
حکمِ خدا سے ایک دن ایک دوسرے کو پایا
بعدِ وصال ان کو پیارے خلیل نے پھر
مرقد پہ ان کے آکے پہلا یہ گھر بنایا
کالا غلاف لے کر اسمٰعیل اس پہ ڈالے
آدم کی ہی انگوٹھی درِ کعبہ میں سجایا
مدت کے بعد اسود جب گر گیا زمیں پر
دست کرم سے اپنے آقا نے پھر لگایا
کرتا ہے طواف مظہرؔ دل کعبہ قبلہ ہر سو
ہم مقتدی ہیں ان کے و مقتدا سبھی کا

ختم شد شبھو پٹی

تاریخ ۲؍دسمبر ۲۰۱۳ء

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

"آئینہ"

آئینہ کون دکھائے گا کس کو فرصت ہے
نظر کو پھیرنا یہ آدمی کی فطرت ہے
کوئی قریب بھی آیا تو اپنے مطلب سے
زبان شیریں مگر دل میں دیکھا نفرت ہے
مطلبی یار پھر ملتے ہیں کیا قرینے سے
ہو گیا کام تو ملنے کی کہاں فرصت ہے
ادب کا خون زمانے میں ہو رہا ہر سُو
زباں پہ ورد خدا دل سدائے غفلت ہے
خدا کے ذکر سے غافل جو ہو گیا بندہ
زندگی تنگ ہوئی ہر جا پہ دیکھو ذلت ہے
جہاں میں چین سے جینا ہو یہ سبق سن لو
زباں سکوت ہو دل میں کسی کی الفت ہے
زبانِ حال سے کچھ کہہ رہا تھا میرا جنون
تمہارے واسطے مظہرؔ یہی نصیحت ہے

ختم شد شمبھو پٹی

تاریخ ۳ر اپریل ۲۰۰۷ء

"قوم مسلم"

غلام مصطفیٰ تو ہیں مگر کردار کیسے ہیں
ترازو لے کے ہم طولیں کے پھر حقدار کیسے ہیں
کبھی ہم نے نبی جیسا نہیں کردار دکھلایا
زبانِ دل سے ہی پوچھے کے یہ گفتار کیسے ہیں
زمانہ میری فطرت دیکھ کر ظالم ہی کہتا ہے
ذرا نم ہو کے پھر سونچے کے یہ رفتار کیسے ہیں
غلامِ مصطفیٰ نے دین کی خدمت کیا ایسا
جہاں والے یہی کہتے رہے دلدار کیسے ہیں
پڑھایا بت پرستوں کو یہاں اسلام کا کلمہ
فقط لفظوں سے ہی ظاہر ہوا کردار کیسے ہیں
جہالت چھوڑ کے نادان اب تو نیک بندہ بن
تمہارے دل کی تختی پر بڑا زنار کیسے ہیں
کرو مجبور اور لاچار کی خدمت سدا مظہؔر
عبادت میں نکل کر پوچھ لو بیمار کیسے ہیں

ختم شد

تاریخ ۲۷/جون ۲۰۰۶ء

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

"زندگی"

ہم نے مر کر حیات پائی ہے
میرے آقا تیری دو ہائی ہے
جب بھی دیکھا ہے تیری صورت کو
زندگی میں بہار آئی ہے
تیرے قربان جاؤں اے مرشد
تو نے ایسی دوا پلائی ہے
اب تو دنیا اور آخرت کا لفت
تیرے صدقے میں ہم نے پائی ہے
غمِ دنیا بھی دیکھتی ہے مجھے
کیا بھلی تیری آشنائی ہے
لاکھ آندھی بجھا نہیں پائی
شمع ایسی یہاں جلائی ہے
خدمتِ خلق بھی کرو مظہر
دین دنیا کی یہ کمائی ہے

ختم شد

تاریخ ۲۶؍جولائی ۲۰۱۲ء

مطابق ۵؍رمضان شریف بروز جمعرات

۱۴۳۳ھ شمبھوپٹی عرف شمیم پٹی

تیری رحمت کے تصدق پیری میں بھی یہ شباب
ان کی یادوں میں جلا کر دل ہوا اپنا کباب
ظالموں کے ظلم سے بھی بجھ سکا نہ یہ چراغ
لاکھ کانٹے ٹہنیوں میں پھر بھی کھلتا ہے گلاب
پتھروں کو توڑتا ہے سرد پانی کا اثر
موج دریا کی طلاطم میں ہوا پیدا حباب
ہے تکبر سے بھرا کیوں سر تیرا افلاک پر
خاک میں مل جاؤ گے یہ سوچ لو ایک دن جناب
کیسے کیسے فتنہ گر آکر یہاں سے چل بسے
قبر کالی کوٹھری میں ہیں پڑے لاکھوں نواب
چال بد ہو نیک ہو جیسا رہا جیسا بھی ہو
قبر میں لے لیں گے منکر آکے تیرا بھی حساب
دل تمہارا گر ہو بینا کشف کرکے دیکھ لے
ہو رہا ہے قبر میں ان پہ وہاں کیسا عذاب
سب کتابیں چھوڑ کر کرتے رہو دل میں حساب
عشقِ وحدت آخرت کی مظہر ہے پہلی کتاب

ختم شد

تاریخ ۵/اگست ۲۰۱۲ء

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

خوشبو کا ایک جھونکا ملا جب دیار سے
قلبِ جگر میں تازگی ہے بوئے یار سے
مجھ مست کو کیا مطلب لیل و نہار سے
لپٹا ہوا ہوں ان دنوں اپنے مزار سے
کس کو خبر ہے خاک میں بھی ہے وفا کی بو
پیدا ہوا ہے رزق اسی کی غبار سے
رکھا قدم کسی نے بھی اپنا غرور سے
جلتا رہے گا حشر تک ذلت کی نار سے
دو دن کی چاندنی رہی پھر اس کے بعد کیا
کیا خاک ہاتھ آئے گا فصلِ بہار سے
دل کی کدورتوں کو جو کرتے نہیں ہیں پاک
کیسے وہ منہ دکھائیں گے پروردگار سے
ویسے منافقوں سے تو بہتر ہے گھر کا سگ
لو کو لگائے بیٹھا ہے اجڑے دیار سے
مرنے سے پہلے بے بسوں کے کام آیئے
ایسی دعا تو مانگ لے پروردگار سے
کچھ جان کے سمجھ کے یہی سوچ لیا ہوں
مظہرؔ تو بھیک مانگ لا ان کے دیار سے

ختم شد

تاریخ ۱۳؍نومبر ۲۰۱۳ء

مطابق ۹؍محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

محمد لعل بابو اشرفی، دہلی

تیرے وجود میں ایسا مقام ہے مظہرؔ
حضرت حق کا یہیں پہ قیام ہے مظہرؔ
جن کے جلوے ہیں چار سو بکھرے
ان کی رحمتیں ہر شے پہ عام ہے مظہرؔ
کرم کی بھیک زمانے کو ملتی رہتی ہے
انہیں کے فضل سے یہ صبح شام ہے مظہرؔ
جدھر بھی دیکھئے ظاہر بھی اور باطن بھی
خدا کا عرش علیٰ پہ قیام ہے مظہرؔ
عطاء رب سے ہی ہر شے کو زندگی حاصل
سبھوں کو رزق عطا ان کا کام ہے مظہرؔ
خدا کا بندہ ہے اور عمر بھر رہا غافل
ایسے انساں پہ تو جنت حرام ہے مظہرؔ
میرے آقا دل مظہرؔ کو روشنی دے دے
تمہارے در کا یہ ادنا غلام ہے مظہرؔ

ختم شد

تاریخ ۲۹ر ستمبر ۲۰۱۴ء

ہوٹل عزیزیہ

مکہ معظمہ

دنیا میں سکوں ملتا ہے نہ دیر و حرم میں
ملتا ہے سکوں مجھ کو بس اپنے ہی دم میں
تحت الثریٰ سے عرش معلیٰ کی زینتیں
ہر راز عیاں ہوتا ہے بس تیرے کرم میں
دن رات رلاتی رہی ہے فرقتِ جاناں
جینا ہوا مرنا ہوا بس آپ کے غم میں
رکھا ہے قدم سونچ کے اس راہ طلب میں
ہم دل کو کیا نذر تیرے زور و ستم میں
حسرت بھرا دل لے کے کھڑا ہوں میں ازل سے
مقتل میں میرا سر بھی گرے تیرے قدم میں
جس جس پہ کرم تو نے کیا دار پہ ڈالا
کیا خوب نوازش ہے تیرے جودو کرم میں
منصور چڑھے سولی اناالحق کی صدا پہ
مظہر کو یہی ذوق تو ہوتا رہا دم میں

ختم شد عزیزیہ ہوٹل

مکہ معظمہ

تاریخ ۶ رمئی ۲۰۱۵ء

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

میرے آقا مجھے ہوا کیا ہے
آخر اس مرض کی دوا کیا ہے
نَحنُ اَقربُ بتا دیا تو نے
ڈھونڈ پایا نہیں پتہ کیا ہے
خاک ہستی کو کر لیا ہم نے
پھر بھی سمجھا نہیں خدا کیا ہے
ہر یک شے میں ترا جلوہ ہے
پھر یہ ہنگامۂ جہاں کیا ہے
نہیں ہلتا ہے ایک پتہ بھی
یہ سمجھ کو میرے ہوا کیا ہے
کون رہزن ہے کون رہبر ہے
تیرے ماتھے پہ یہ لکھا کیا ہے
نفس غالب رہا ہے سینے پہ
کون سمجھے گا پھر دعا کیا ہے
نفس کافر مٹا دے اے مظہرؔ
پھر سمجھ پائے گا خدا کیا ہے

ختم شد

تاریخ ۲۹ر جون ۲۰۱۵ء

الحاج محمد وسیم اشرفی پرستم بلڈنگ جموکشمیر

مطابق ۱۱ر رمضان شریف بروز پیر ۱۴۳۶ھ

ہماری موت پہ غم اہلِ اقربا نہ کر
گناہ گار ہوں عیبوں کا تذکرہ نہ کر

بڑے ادب سے جنازے کو میرے نہلاؤ
خطائیں کار کے میت کا مسخرہ نہ کر

جنازہ میرا کفن میں چھپا کے ہی رکھنا
رخِ سیاہ کو لوگوں میں اب عیاں نہ کر

لحد کی مٹی بھی راضی نہیں ہوئی مجھ سے
کہا کے ایسے کو داخل میرے خدا نہ کر

زمیں کو حکم ہوا رکھ لے میرا بندہ ہے
گناہگاروں کی مدفن پہ چوں چراں نہ کر

لحد میں رکھنا تھا منکر نکیر آ پہنچے
کیا سوال تو ہم نے کہا ابھی نہ کر

خدا کے سامنے سجدہ کیا تھا آدم کو
اسی کا بیٹا ہوں ان سے مجھے جدا نہ کر

قبر میں صورت محبوب جب نظر آئی
تیرے کرم نے کہا ایسے کو سزا نہ کر
تیری رحیمی پہ بیشک ہے ناز مظہؔر کو
خطا کے بعد پھر ہرگز کوئی خطا نہ کر

ختم شد سواس نگر جموکشمیر

تاریخ ۲۱ ر ستمبر ۲۰۱۵ء بروز بدھ

محمد افتخار برہریا سیوان بہار

ہے قبر کالی کوٹھری سب جانتا ہے آدمی
موت ہے سر پہ کھڑی پر ہنس رہا ہے آدمی
رات دن ایک جا کئے مال و متاع زندگی
ہوگا سوال قبر میں کیا سونچتا ہے آدمی
عالموں جیسی کیا ہر جا پہ اپنی گفتگو
ظلمتوں سے دل سیاہ تیرا ہوا ہے آدمی
قطرہء پانی سے اپنے جسم کو پاکی کیا
دل گناہوں سے تیرا گندا سدا ہے آدمی
دوسروں کے عیب پہ ہر دم نظر کرتا رہا
اپنے ہی ہر فیل سے غافل رہا ہے آدمی
تو اکیلا ہی رہے گا قبر میں صدیوں پڑا
سونچ لے کس زعم میں اب بھی پڑا ہے آدمی
جب اٹھایا جائے گا محشر کے دن مظہر تجھے
اپنی کرنی کی سزائیں پا رہا ہے آدمی

ختم شد برہریا سیوان بہار

تاریخ ۱۵ر جولائی ۲۰۱۵ء

مطابق ۲۷ر رمضان شریف ۱۴۳۶ھ

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

صد مبارک باد اے ماہِ صیام
تیری آمد سے ملا جنت مقام
صبر سے روزہ رکھا جس نے تمام
کر دیا حق نے عطا کوثر کا جام
صدق دل ہو اور زباں پاکیزہ ہو
دست پا سے لیجئے ہر نیک کام
فضل حق میں رات دن سجدہ سجود
نصف شب سے کر عبادت میں قیام
نور سے معمور سینہ کر لے تو
جو کیا ہر پل تمہارا احترام
روح میں ہو تازگی دل مین سرور
تجلیاتِ عشق کی ہے دھوم دھام
رونقیں چاروں طرف چھائی ہوئی
لفظ دل کو مل رہا ہے صبح شام

بندگی میں مست ہو جاؤ عزیز
حق تعالیٰ دے رہا سب کو انعام
نیک بندوں کی جہاں روداد ہو
ہو جنت الفردوس میں تیرا بھی نام
خواہشاتِ ترک دنیا جس نے کی
مرحبا صد مرحبا اے عالی مقام
جس نے توڑا نفس کی زنجیر کو
اس کا مظہر کر رہا صد احترام

ختم شد شبھو پٹی

تاریخ ۲۱؍جون بروز بدھ ۲۰۱۷ء

مطابق ۲۵؍رمضان شریف ۱۴۳۸ھ

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

رحمتوں کا خزینہ ہے ماہِ صیام
عرش والے کا زینہ ہے ماہِ صیام
قدم لرزیدہ ہو ذہن پاکیزہ ہو
دل بنا لو مدینہ ہے ماہ صیام
ہر گھڑی قلب رحمت سے معمور ہو
نعمتوں کا دفینہ ہے ماہ صیام
مومنوں کے لئے خاص تحفہ ہے یہ
خوبصورت نگینہ ہے ماہ صیام
جس مہینے میں شیطان باندھا گیا
آگیا و مہینہ ہے ماہ صیام
باب رحمت کھلا سر تو اپنا جھکا
مانگنے کا وسیلہ ہے ماہ صیام
ہر قدم نیکیوں میں ہی سر سار ہو
با ادب با قرینہ ہے ماہِ صیام
پار مجدھار مظہرؔ تو ہو جائے گا
آخرت کا سفینہ ہے ماہِ صیام

ختم شد شمبھو پٹی

تاریخ ۲۱/جولائی ۲۰۰۵

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

''حقیقت حال''

نہ تو صوفی نہ تو صافی نہ تو عالم ہے سعید
بارگاہِ اولیاء کے سگ کا خادم ہے سعید

رات دن ہوتی رہی مجھ سے خطاؤں پہ خطا
آہ اپنے فعلِ بد پہ اب تو نادم ہے سعید

کیوں ستمگر کی جفا سے کر رہا آہ و فغاں
کر دعائیں ان کے حق میں سب کا ہمدم ہے سعید

رب نے باندھا تھا خلافت جن کے سر روز ازل
میری ہستی دیکھ لے اولاد آدم ہے سعید

ہر گھڑی تیرا تصور دل پہ غالب ہو گیا
لذتِ عشقِ جنوں میں اب تو بے دم ہے سعید

دل کی دھڑکن کہہ رہی ہے تو زباں خاموش رکھ
اپنے ہی جلوؤں میں کھوکر اب تو گم سم ہے سعید

ان کی صورت میں فنا ہو کر کے پایا ہوں بقا
تجھ کو کیوں روز جزا کا ہو گیا ہے غم سعید

ختم شد شمبھو پٹی

تاریخ ۱۲/ جنوری ۱۹۹۹ء

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

"داستانِ غم"

بہت غم کے طوفان کو دیکھا ہے ہم نے
غمِ داستاں جب سنایا ہے ہم نے
زمانہ بھی سن کرکے رونے لگا تھا
مگر کیا کروں پھر ہنسایا ہے ہم نے
نصیبہ جب روکر میرا سو رہا تھا
ہر یک جا پہ اس کو جگایا ہے ہم نے
کہاں تک سناؤں گا روداد اپنی
ہر یک موڑ پہ چوٹ کھایا ہے ہم نے
غمِ زندگی سے جب گھبرا گیا تھا
تیرے در پہ سر کو جھکایا ہے ہم نے
سگ در کی خدمت سے خادم بنا ہوں
اسی حال میں دن گزارا ہے ہم نے
نہ سجدے سے واقف نہ تقویٰ طہارت
فقط روئے زیبا سجایا ہے ہم نے
ملا تجھ کو روحی مسرت جب مظہر
غمِ زندگی کو بھلایا ہے ہم نے

ختم شد شمبھو پٹی

تاریخ ۲۶/اکتوبر ۲۰۱۳ء

پھول باب اشرفی موضع قابل پور

عرف کبلپورا مہوا ویشالی

ناؤ میری بیچ بھنور میں کیسے ہوگی پار
لا الہٰ کو سمجھ لے مورکھ ہو جائے گی پار
لا الہٰ کا تانا بنالے الا اللہ کا بانا
پریم کا دھاگا بون لے پیارے ہوجائے گا پار
لا الہٰ کی نفی تو کرلے نام محمدؐ جاپ
مکتی تیری ہوگی داسی کیوں پڑا مجدھار
اللہ ہو کا ضرف لگا کرتار نفس کو چھیڑ
قلب حرارت میں آجائے پاس انفاس کی تار
ہفدم کا تو ذکر کیا کر منہ کو کرکے بند
دم بدم میں ذکر کر پیہم وہی طالب ہوشیار
مظہر اپنے دھن میں لگا رہ چھوڑ دے یہ بکواس
اپنی کشتی کے ہی سہارے سے سب کو کردے پار

ختم شد

تاریخ ۱۹/ مارچ ۲۰۱۳ء

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

''مفلسی''

کوئی صورت نہیں سبیل نہیں
زندگی میری خود کفیل نہیں
حال مفلس کا کوئی کیا جانے
مجھ سا رسوا کوئی ذلیل نہیں
سائل دیتا ہے جب صدا مجھ کو
میرے جیسا کوئی بخیل نہیں
رات دن بت بنا سا رہتا ہوں
کوئی فرصت نہیں تعطیل نہیں
حال دل کیا کسی کو بتلاؤں
اس میں حجّت نہیں دلیل نہیں
زہدُ تقویٰ کا دل نہیں قائل
تمہارے حکم کی تعمیل نہیں
تجھ سے ہر پل امید رکھتا ہوں
تیرے جیسا کوئی خلیل نہیں
جن کی صورت پہ مر مٹا مظہر
ان سے بہتر کوئی جمیل نہیں

ختم شد شمبھو پٹی

تاریخ ۲۲/جولائی ۲۰۰۴ء

محمد عین الحق اشرفی ستنا مدھ پردیش

(چنتن ہندی)

آؤ چنتن کریں بیچار
مکتی کے کیا ہیں آدھار
نارائن نر روپ بناکر
بسا دیا سارا سنسار
ہم میں کم میں سب میں
پربھو کا دیکھو چمتکار
مانب جاتی سونچ بچار
جیون تیرا بنا پہار
کیسے ہو مانب اُدھار
سارے دھرم کا یہی پکار
ملا مسجد میں آجائیں
برہمن جائے دھرم دوار
ہر دلے میں پیا بسے
جگ میں پری ہاہا کار
گرو کرپا کا مول سمجھ لے
بیسرنی ہو جائے پار
مظہر تیرے چرن کا داسی
کرپا کرو مورے اوتار

ختم شد

تاریخ ۵/دسمبر ۲۰۱۵ء

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

''اہل علم''

پریم کا دیپ جلاؤ کے امن ناز کرے
میری رفتار کو دیکھے تو پون ناز کرے
خون کو اپنے بہاؤ تم وطن کی خاطر
ایسے خدمات پہ کیوں کر نہ وطن ناز کرے
دل کو تو دل سے ملا کرکے امن پیدا کر
تیرے جذبات پہ کیوں کر نہ چلن ناز کرے
اپنی محنت کی بدولت ہم سجائیں گے بہار
جس کو پھر دیکھ کے یورپ کی دلہن ناز کرے
سر پہ پھر باندھ کفن لاج بچا لے سب کی
ایسے شہدا کے لئے کیوں کر نہ کفن ناز کرے
کشتی کو پار لگاؤ نہ ڈرو موجوں سے
ایسا کرمٹ ہو تو تلوے کا دھوں ناز کرے
مرتے دم جھوٹ کا دامن نہ پکڑنا مظہرؔ
ایسا انساں ہو تو پھر سارا چمن ناز کرے

ختم شد شمبھو پٹی

تاریخ ۵/دسمبر ۲۰۱۵ء

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

"اہل علم"

اہلِ علم اہل قلم لکھتا ہے کیا لکھتا ہے کیا
صد کتابوں میں اڑے الجھا ہے کیا الجھا ہے کیا
کھینچ کر انفاس کو ادراک پر ادراک پر
پھر سمجھ لے گا تیرا رتبہ ہے کیا رتبہ ہے کیا
ذات وحدت سے منور دل کو کر دل کو کر
شرک بدعت میں بھلا پھنستا ہے کیا پھنستا ہے کیا
ذکر حق تو یہ زباں کرتا رہا کرتا رہا
اے دلِ غافل تجھے ہو یا ہے کیا ہو یا ہے کیا
نفس غالب ہے دل پندار پہ پندار پہ
بندہ حق رات دن کرتا ہے کیا کرتا ہے کیا
اے دلِ نادان کر حق سے طلب حق سے طلب
اس جہاں فانی میں تو ہنستا ہے کیا ہنستا ہے کیا
فکر دنیا چھوڑ کے عقبےٰ کی کر عقبےٰ کی کر
قبر میں مظہر کبھی سویا ہے کیا سویا ہے کیا

ختم شد

تاریخ ۳۱ر دسمبر بروز جمعرات ۲۰۱۵ء

سفر بلیا یوپی سے گھر واپسی ٹرین میں

ترچھی نظر جلال میں دیکھا کسی نے آج
ہم کیا بتائیں کیسے پھر لوٹا کسی نے آج
ایمان جان و دل میرا پہلو سے چھین کر
انوکھی ادا سے اپنے لبھایا کسی نے آج
سمجھا کے کفر کافری سجدہ سجود کو
دیر و حرم کے جھگڑے مٹایا کسی نے آج
اس نے دکھایا روئے منور نقاب سے
حق کی حقیقتوں کو بنایا کسی نے آج
گل ہو شجر ہو برگ ہو فصلِ بہار ہو
ہر شے میں تیرا ذکر سنایا کسی نے آج
مستی میں فکر آخرت کی کچھ خبر نہیں
بھر بھر کے پھر شراب پلایا کسی نے آج
خاموش رہ کے اپنے اشارے سے کچھ کہا
بت میں خدا کا جلوہ دیکھایا کسی نے آج
اُس نے کہا کہ موت سے پہلے ہی مر سعید
خطبہ فنا بقا کا پڑھایا کسی نے آج
مظہر سمجھ مقام بشر وہ مقام ہے
تحث الثریٰ سے عرش دکھایا کسی نے آج

ختم شد

تاریخ ۱؍جنوری بروز اتوار ۳ بجے بھور میں ۲۰۱۴ء

میرے آقا مجھے بس اتنا ہنر ہو جائے
زندگی آپ کے قدموں میں بسر ہو جائے
فکر دنیا کی نہ عقبےٰ کا کوئی غم حاصل
آپ کی یاد میں ہر شام و سحر ہو جائے
جو میرے پیر کے تلوے میں چبھا ہے یارب
وہی کانٹا رگِ جاں میں اگر ہو جائے
ایک ہی سجدہ میں مل جائے بقا کا تحفہ
میرے محبوب کی جب مجھ پے نظر ہو جائے
خاک کے پتلے کو پہنایا خلافت کا تاج
قدمِ آدم میں جھکا جبریل کا سر ہو جائے
اس کی حکمت میں کسی کا بھی نہیں چوں و چرا
سیکڑوں سال نمازی بھلا وُ راندہء در ہو جائے
حضرت آدم کی نازش کو زمانے میں سرِ عام کیا
ان کے اس فعل سے ہر لعل و گہر ہو جائے
ایک ہی نطفہ سے پھیلی ہے یہ ساری دنیا
ایک ہی دانے میں ہر پھول و سحر ہو جائے
فلسفی آج بھی الجھے ہیں اسی مسئلہ میں
حق کا ہمراز بھلا کیسے بشر ہو جائے
اسی امید پہ کٹتی رہی مظہر کی عمر
منہ سے نکلی ہوئی ہر بات گہر ہو جائے

ختم شد

تاریخ ۴؍اپریل بروز منگل ۲۰۱۷ء

مطابق ۶؍رجب المرجب ۱۴۳۸ھ

خواجہ غریب نواز کی چھٹی شریف ۵ بجے بھوڑ میں ٹاٹا ہاؤس

متصل امام بارہ اجمیر شریف

سنبھالا دل کو ہر ممکن مگر یہ کچھ نہ سنتا ہے
بتِ کافر کے در جاکر ازل سے سجدہ کرتا ہے
نہ تقویٰ اور طہارت کا کبھی یہ نام لیتا ہے
اسی کے نقش پائے خاک کو ماتھے پہ ملتا ہے
حرم اور دیر کے فتنوں سے دل آزاد ہوکر کے
وظیفہ رات دن لیلیٰ تیرے ناموں کا پڑھتا ہے
تماشائی کی صورت میں تماشہ دیکھتا ہے یہ
چھپا جو حُسنُ اَقربُ میں بتوں میں دیکھ لیتا ہے
بتانِ عشق کے سجدوں سے اپنا قلب روشن ہے
مکاں میں رہ کے ہر پل لا مکاں کی سیر کرتا ہے
کبھی یہ موت کی آغوش کے سائے میں پلتا ہے
کبھی یہ موت کو بھی ٹھوکروں سے زندہ کرتا ہے
برہمن ماتھا ٹیکے ہے مسلماں سر جھکائے ہے
عجب بہروپیا کا رنگ مظہر نے بنایا ہے

ختم شد

تاریخ ۱۸ر ستمبر ۲۰۱۶ء

شمبھو پٹی وشیمیم پٹی

موم تھا دل میرا جانے کیسے پتھر ہو گیا
نفس باطل کے لئے ہر سانس خنجر ہو گیا
کون کہتا ہے خدا بت گر نہیں
پتلہء آدم بنا کر جلوہ گر پھر ہو گیا
بت میں سارے بھید ہیں رب کے نہاں
سجدہء عشقِ بتاں سے کیسے کافر ہو گیا
آج تک باقی تمہارے عشق کی ہے داستاں
بُوسہ گاہ حاجیوں کا دیکھو پتھر ہو گیا
ضرب اللہ سے ہل جاتے ہیں کون مکاں
نعرہء تکبیر سے فتح قلعہ خیبر ہو گیا
ایک سجدہ عمر بھر کرتا رہا جو عشق کا
با خدا اِس دہر میں کامل قلندر ہو گیا
کیوں نہ میں سجدہ کروں نقش پاء یار میں
سر میرا خم ازل سے ہی پائے دلبر ہو گیا
رات دن ظلم و ستم ہر گھڑی قتل و قتال
طالبًا دنیا کا انسان آج رہبر ہو گیا
ہے کہاں مظہرؔ ٹھکانہ یہ بتادے آج تو
ہوں پتہ میں لا پتہ اور سب سے کمتر ہو گیا

ختم شد

تاریخ ۵ / اپریل ۲۰۱۷ء

سفر اجمیر شریف سے واپسی ٹرین میں فیض آباد کے قریب

اے دوستوں اسی طرح سے زندگی گزار دے
چل کے ادب کے زینے سے بندگی گزار دے
زحمت کی راہ چھوڑ کے رحمت کے ہو جاؤ قریب
اخلاق کے ہی آئینے میں رہبری گزار دے
مخلوق حق سے تجھ کو حقیقی طلب رہی
اللہ کے ان بندوں میں آخری گزار دے
رحمت سے اپنے دل کو سجایا ہے جو بشر
حق کی رضا میں زندگی کی ہر کمی گزار دے
دل میں خیال وصل تمنا ہو ہر گھڑی
ہر لمحہ بندگی میں تو اپنی غمی گزار دے
ہر ایک غریب بھائی کا کرتے رہو خیال
مل کر پروسیوں سے تو اپنی خوشی گزار دے
بیخود رہے سرور رہے تازگی رہے
مظہر خیال وصل میں ہر گھڑی گزار دے

ختم شد

تاریخ ۲۴ر نومبر ۲۰۱۶ء

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

روشِ عشق کو انسان سمجھتا کیا ہے
حق پہ جو ہو گئے قربان سمجھتا کیا ہے
ذاتِ حق میں جو فنا کر گئے اپنی ہستی
ان سے جاری ہوا فیضان سمجھتا کیا ہے
رخِ پر نور سے روشن ہوئی ساری دنیا
وہی ہیں نعطقِ قرآن سمجھتا کیا ہے
دین حق پہ یہاں چلنا کوئی آسان نہیں
اپنے کو سمجھا مسلمان سمجھتا کیا ہے
رات دن غرق گناہوں میں شرابور رہا
بن گیا صاحبِ ایمان سمجھتا کیا ہے
دل کی دنیا کو سجا عشق خدا سے پہلے
آخرت کا ہے یہی سامان سمجھتا کیا ہے
ترک دنیا بھی کرے ہو کبھی دل سے مظہر
رب کا آیا یہی فرمان سمجھتا کیا ہے

ختم شد شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

تاریخ ۲۱ر جنوری ۲۰۱۸ء

ماسٹر محمد رفیع الدین صاحب عمر گنج بلیا، یوپی

''اخبار دیکھنے پر''

آج کے دور میں قیمت نہیں انسانوں کی
چہرے صفاف ہیں فطرت تو ہے شیطانوں کی
پڑھے لکھوں کی کمی آج نہیں دنیا میں
خصلتیں دیکھئے ان کی تو ہے حیوانوں کی
لوگ کہتے ہیں کے یہ دور ترقی کا ہے
آہ افسوس یہاں قدر نہ انسانوں کی
آج کے دور میں شیطان مسیحا بن کر
راستہ روک کے رکھا ہے صنم خانوں کی
ہر جگہ اپنا قدم سونچ کے رکھنا ہمدم
بھیڑ تو کم نہیں ہوگی کبھی بیمانوں کی
خود غرض دیکھ لے ملتے ہیں بڑی الفت سے
قہر کا راج ہے دنیا تو ہے مکاروں کی
اپنے ہی عیب پہ بس اپنی نظر رکھ مظہر
نہ کرو فکر کبھی اپنے یا بیگانوں کی

ختم شد

تاریخ ۲۶ را کتوبر ۲۰۱۳ء

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

''حال زیست''

بال بکھرے ہیں گال پچکے ہیں آنکھیں نم اور اُداس چہرے ہیں
حال دل کیا تجھے بتاؤں صنم شدتِ غم کے زخم گہرے ہیں
اب زباں آہ تک نہیں کرتی زیست بھی ہر کتیں نہیں کرتا
مرگ بسمل کا حال ہے ابتر دم نکالے نہیں نکلتے ہیں
نفس ظالم کا زور سینے میں اپنا سکہ جمانا چاہا تھا
ایک تیری یاد ہی کا صدقہ ہے مکر شیطاں سدا کچلتے ہیں
شادگی تازگی سے کیا مطلب فکر دنیا سے دل رہا غافل
مٹھی باندھے یہاں پہ آیا تھا ہاتھ کھولے یہاں سے جاتے ہیں
تیری یادوں میں سانس رک رک کے تیرا داستان سناتی ہے
تیری صورت بسی ہے آنکھوں میں قلب رہ رہ کے ہی مچلتے ہیں
تجھ سے ملنے کی آرزو پیہم روح بھی منتظر سی رہتی ہے
ایک لمحہ ادھر بھی آجاتے تیری چاہت میں دل تڑپتے ہیں
کرم کی بھیک مانگتا مظہر خیال باطل سے دل کرے توبہ
قلب میرا سدا رہے محفوظ قبر میں مردے جیسے سوتے ہیں

ختم شد شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

تاریخ ۲۶ را کتوبر ۲۰۱۳

تاریخ ۲؍ستمبر ۲۰۰۵ء

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

''علماء ظاہر''

عالیمانہ بھیس میں اور شریعتی گفتار میں
دیکھو شیطاں پھر رہا ہے جبہ اور دستار میں
لے کے مذہب کا طریقہ چھپ گیا ہے آڑ میں
چشم عریاں کر رہا ہے حسن کے بازار میں
مسجدوں میں ہے پڑھاتا پنجگانہ ہر نماز
دل کو گروی رکھ دیا ہے کونچۂ دلدار میں
ہاتھ میں تسبیح کا دانہ اور مصلیٰ بغل میں
بس دکھاوے کی ریاکاری ہے ہر کردار میں
مسندِ شیخی پہ بیٹھے شیخ جی یہ کہہ اٹھے
پارسائی دیکھ لو میری ہر ایک رفتار میں
شرک بدعت کا وظیفہ ہوٹلوں میں بیٹھ کر
دے رہا ہے درس ملا کیا حسیں گفتار میں
مسلکی جھگڑا لگاکر بانٹتا ہے ذات پات
یہ تو ہے ان کی حقیقت دیکھیے کردار میں
ہے ندامت سے جھکا سر حال ملا دیکھ کر
منہ دکھائے گا خدا کو کیا بھری دربار میں
حال سے بے حال منظر ہر طرف ظلم و ستم
قوم مسلم پھس رہی ہے ہر جگہ دشوار میں

ختم شد شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

تاریخ ۲۹/اگست ۲۰۱۳ء

جاوید اختر اشرفی دہرادون اتراکھنڈ

''ایک کتے کی فریاد''

ایک کتا رات دن کرتا تھا یہ آہ فغاں
اے خدا تو سامنے آ ہے کہاں جا کر چھپا
تو سراپا پاک ہے مجھ کو کیا ناپاک کیوں
راز ہستی کیا ہے میری آ کے تو مجھ کو بتا
غیب سے آئی ندا سمجھا نہیں رمز خدا
دیکھ تیری نسل کا جنت میں کتا جائے گا
پاک اور ناپاک کے جھگڑے میں کیوں الجھا ہے تو
یہ تو ملاؤں کے اندر کا رہا ہے مشغلہ
دیکھ لے مجذوب کو تا عمر تک عریاں رہا
یہ حقیقت اس کی ہے جو کہہ دیا وہ ہو گیا
مصلحت میں ڈال کر پیدا کیا ہر چیز کو
راز مخفی کوئی بھی سمجھے گا کب بندہ میرا
اپنی ہستی کو میرا بندہ سمجھ لے غور سے
نَحنُ اَقربُ ہی پتہ ہے لا پتہ کا یہ پتہ
مصلحت میری اگر تیرے سمجھ میں آ گئی

میں ہی ہر شے میں ہوا جلوہ عیاں
میری جنت کے ہزاروں بن گئے ہیں ٹھیکیدار
بھیجتے رہتے ہیں جنت اور جہنم میں سدا
وہ غرورِ نفس کا دن رات پروردہ رہا
جب کے ان کو آج تک اپنا پتہ نہ مل سکا
تیری مرضی ہے خدا جس کو تو چاہے بخش دے
ہے تیرا شرمندہ مظہر ہر گھڑی کرکے خطا

ختم شد دہرادون اترا کھنڈ

تاریخ ۵ر جون ۲۰۰۹ء حاجی پور

جناب الحاج محمد نظام الدین اشرفی مجلس پور ویشالی بہار

''انتقال کے روز کرامت''

مرتے دم تک رہا دل میں عشق ولی
جن کے قدموں سے مہکی یہاں کی گلی
ہر نصیحت وصیت کی ایک ایک کڑی
بات سچ ہو گئی اے نظام اشرفی
مجتبیٰ مل گئے کوئے اشرف ملا
جن کے قدموں میں ان کو یہ رتبہ ملا
دین و دنیا میلی اور عقبہ ملا
شاہِ سمناں کے صدقے ہوئے جنتی
بات سچ ہو گئی اے نظام اشرفی
دھوپ میں کفن اپنا سکھا کر گئے
پیر مرشد کا شجرہ دکھا کر گئے
و نشانِ لحد خود لگا کر گئے
کتنی انمول تھی آپ کی زندگی
بات سچ ہو گئی اے نظام اشرفی
مرتے دم اپنا جوہر دکھا کر گئے

حالِ دل اپنا سب کو سنا کر گئے
اپنا گرویدہ سب کو بنا کر گئے
ہر قدم عاجزی ہر گھڑی سادگی
بات سچ ہو گئی اے نظام اشرفی
پیر مرشد کا صدقہ ملا آپ کو
راہ حق کا پتہ مل گیا آپ کو
لاکے مظہر کہاں رکھ دیا آپ کو
اس طرح کٹ گئی آپ کی زندگی
بات سچ ہو گئی اے نظام اشرفی

ختم شد حاجی پور ۵ / جون ۲۰۰۹ء

تاریخ ۱؍اکتوبر ۲۰۱۷ء بروز اتوار

مطابق ۱۰؍محرم الحرام بروز اتوار، ۱؍بجے دن میں ۱۴۳۹ھ

یوم عاشورہ

ٹاٹا ہاؤس متصل امام بارہ اجمیر شریف

گردشیں دوراں مٹائے اس کی کیا اوقات ہے
موت کیا سب کو سلائے اس کی کیا اوقات ہے
روح زندہ ہے میری اور جسم نے پایا وصال
درمیاں میں کون آئے اس کی کیا اوقات ہے
ہوں حسین ابن علی کے جاں نثاروں کا مرید
کون جنت سے ہٹائے اس کی کیا اوقات ہے
صورتِ محبوب کے جلوؤں سے دل روشن ہوا
نفس باطل دل لگائے اس کی کیا اوقات ہے
سو گیا ہوں دامن محبوب کے سائے میں
شور محشر کیا جگائے اس کی کیا اوقات ہے
پاک کلیر کی فضاں میں نور سے معمور ہوں
کیا پتہ میرا لگائے اس کی کیا اوقات ہے
اشرف سمناں کے ٹکڑوں پہ پلی ہے زندگی

فتنہ گر شیطان آئے اس کی کیا اوقات ہے
میں غلامِ اولیاء ہوں قربِ سمنانی میں ہوں
پھر کوئی فتویٰ لگائے اس کی کیا اوقات ہے
جب عطائے مصطفیٰ کا فیض مظہر کو ملا
کون پھر آنکھیں دکھائے اس کی کیا اقات ہے

ختم شد ٹاٹا ہاؤس اجمیر شریف

۱/۱ اکتوبر ۲۰۱۷ء بروز اتوار

تاریخ ۱۰/۱ اکتوبر ۱۹۸۲ء

شہر کلکتہ، بنگال

مدتوں سے سن رہے تھے داستانِ کلکتہ
آج قسمت نے دکھایا خاک دانِ کلکتہ
موسم برسات کی آمد ابھی داخل ہوئی
کیچڑوں کا ڈھیر ہے یا پاسوانِ کلکتہ
ایسی حالت دیکھ کے دل میں میرے آہٹ ہوئی
کس طرح سے جی رہے ہیں خان دانِ کلکتہ
جیب کی ہے فکر ہر دم اور نگاہیں ہر طرف
درد سے بے درد ہیں یہ خادماں کلکتہ
ہر طرف اونچی عمارت گاڑیوں کی بھیڑ بھاڑ
دب دبا کر جی رہے ہیں برادرانِ کلکتہ
یہ سہانا شہر اس پہ ہر طرح کا چھل پہل
اب تو ظاہر ہو گیا مظہر پہ شان کلکتہ

ختم شد ذکریا اسٹریٹ
ٹرانس پورٹ نگر کلکتہ

تاریخ ۱۳؍ستمبر ۲۰۱۳ء

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

''داستان مچھر''

مچھر مچھر حقیقتوں کا نغمہ سنا رہا ہے
قدرت کی بانسری سے باجا بجا رہا ہے
دنیا کا کوئی خطہ خالی نہیں ہے اس سے
ننھی سی جان ہوکر سب کو ستا رہا ہے
ہمت ذرا تو دیکھو کتنا دلیر ہے یہ
باجا سنا سنا کر سب کو جگا رہا ہے
یہ ہوشیار کرکے ہوتا ہے پھر مخاطب
پیکر کے خون دم بھر سب کو رلا رہا ہے
عیاری اس کی دیکھو سر چڑھ کے بولتا ہے
دارا ہو یا سکندر تیور دکھا رہا ہے
قدرت نے کیا بنایا خون کھینچنے کا آلہ
ایسا انجکشن اب تک کہاں کوئی بنا رہا ہے
جاپان ہو امریکہ یا روس چائینا ہو
میرے نیڈیل کے آگے سب سر جھکا رہا ہے
مظہر سمجھ میں آیا قدرت کے یہ کرشمے
حکمت خدا کی مچھر سب کو بتا رہا ہے

ختم شد شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

تاریخ ۱۲ ستمبر ۲۰۱۷ء

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

مکّہ کے شہر میں ہی تو سرکار کا گھر ہے
کعبہ کی تجلی ہے یا آقا کی نظر ہے
دیکھو تو ذرا غور سے کعبہ کی فضا میں
مکہ تیرا دامن تو فرشتوں کا شہر ہے
ابراہیم خلیل اللہ و اسمٰعیل ذبیح اللہ
ان دونوں کی کاوش سے ہی کعبہ تیرا در ہے
منت جو کبھی مانی تھی اولاد کی خاطر
تکمیل دعاؤں سے ہی اسمٰعیل پسر ہے
دوڑیں تھیں جہاں حاجرہ پانی کے طلب میں
زمزم تیری تاثیر میں اینٹری کا اثر ہے
کعبہ کی حقیقت کو کہاں سمجھے گی دنیا
اس خاک میں پنہا تیرا پہلا ہی بشر ہے
کعبہ کی دیواریں ہیں بنی آج تک شاہد
آدم کی انگوٹھی کا نگینہ ہی حجر ہے
کعبہ کی طرف سجدے میں مظہر کا جھکا سر
دل تو ہی بتا دے کے تیرا سجدہ کدھر ہے

ختم شد شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

تاریخ ۱ر۱ اکتوبر بروز سنیچر ۲۰۱۷ء

مطابق ۱۰ر محرم الحرام ہوم عاشورہ ۱۴۳۹ھ

آٹھ ۸ر بجے اجمیر شریف

مٹائیں گے دل سے عداوت کی راہیں
دکھا دیں گے سب کو محبت کی راہیں
پرچم حق اٹھاکر کے کاندھے پہ اپنے
بتا دیں گے سب کو شجاعت کی راہیں
داستانِ الم کربلا کی سنا کر
چلائیں گے سب کو شہادت کی راہیں
یہی راستہ حق کی پہچان کا ہے
نبی نے دکھایا حقیقت کی راہیں
ملا سارے عالم کو پیغام وحدت
مصطفیٰ کو ملا رب سے رحمت کی راہیں
سنایا کسی نے جو غیبت کسی کی
مسلماں یہی ہے جہالت کی راہیں
جو پیغام حق دیرہا تجھ کو مظہرؔ
چلو تم ہمیشہ صداقت کی راہیں

ختم شد ٹاٹا ہاؤس

متصل امام بارہ اجمیر شریف

تاریخ ۲۰ ر اکتوبر بروز جمعہ ۲۰۱۷

عرس مقدس حضرت حاجی وارث علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ

دیوہ شریف، دروارث پاک

دعاؤں میں دعاؤں کا اثر میں لے کے بیٹھا ہوں
جہاں تقدیر بنتی ہے وہی در لے کے بیٹھا ہوں
بشکلِ ذات وحدت میں ہوئی تخلیق آدم کی
وہی قطرہ ہوں جو موج سمندر لے کے بیٹھا ہوں
سنا کرتا تھا واعظ سے ہمیشہ قصہء جنت
جہاں پہ حوریں رہتی ہیں وہی گھر لے کے بیٹھا ہوں
ہوئی تخلیق آدم جب فرشتوں کو ہوئی الجھن
بشر کی شکل میں تصویر دلبر لے کے بیٹھا ہوں
عبادت کے لئے جن و بشر کچھ کم نہیں تو تھے
وہی پتلہ وہی سجدہ وہی سر لے کے بیٹھا ہوں
ہماری حکمرانی کے لئے ہوئی تخلیق دو عالم
ہم اپنے دست میں ہر ایک ہنر کو لے کے بیٹھا ہوں
شہادت کے لئے دل مضطرب رہتا ہے سینے میں
ازل سے صورت محبوب اکبر لے کے بیٹھا ہوں
اجل کیوں رات دن حسرت سے مجھ کو دکھا کرتی ہے
ہم اپنے یار کی تصویر مظہر لے کے بیٹھا ہوں

ختم شد عرس مقدس حضرت وارث علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ

دیوہ شریف ۲۰ ر اکتوبر بروز جمعہ ۲۰۱۷ء

تاریخ ۲۲ر نومبر بروز بدھ ۲۰۱۷ء

ڈاکٹر محمد انوار الحق اشرفی فصاحت کا میدان پٹنہ سیٹی

لوحِ دل میں نقش رکھا صورتِ دل گیر کو
راز وحدت کا پتہ لکھا میری تصویر کو
لوح میں محفوظ کر کے دے دیا لوح و قلم
تو غلامِ مصطفیٰ ہے سب کی لکھ تقدیر کو
لکھ دیا روزِ ازل میں جو بھی لکھنا تھا مجھے
جو فنا فی الحق ہوا پھر سے مٹا تحریر کو
جو اندھیرے سے نکل کر اپنی ہستی خاک کی
پھر سمجھ لے گا وہی وحدت کی اس تنویر کو
ترک دنیا ترک عقبیٰ عشق کی منزل ہے یہ
کیا سمجھ پائے گا کوئی رتبہ منصور کو
ہے پتہ تجھ کو ابھی تک کس کا جلوہ ہے عیاں
نَحنُ اَقربُ پڑھ لیا سمجھا نہیں تفسیر کو
ایک اشارہ کرتے ہی سورج پلٹ کے آگیا
کیا سمجھ پائے گی دنیا شمس جیسے پیر کو
مار کر ٹھوکر سے اپنے مردہ زندہ کر دیا
دیکھ لے مظہرؔ ذرا تو شمس کی توقیر کو

ختم شد۔ فصاحت کا میدان پٹنہ سیٹی

۲۲ر نومبر بروز بدھ ۲۰۱۷ء

تاریخ ٦ ردسمبر بروز بدھ ٹاٹا ہاؤس متصل امام بارہ
مکان سید محمد صابر علی چشتی اشرفی اجمیر شریف

''منقبت''

میرے صابر کی عظمت کا جہاں میں بول بالا ہے
انہیں کے دم سے دیکھو آج کلیر میں اُجالا ہے
فرشتے رات دن در کی نگہبانی میں رہتے ہیں
تمہارا در تو صابر عرش کا ہی پہلا زینہ ہے
یہاں سے رات دن خیرات بٹتی ہے خدائی میں
تیرا رتبہ جہاں میں دیکھئے کیسا نرالا ہے
کوئی کیا خاک سمجھے گا عروج بندگی کیا ہے
بناکر خاکی پتلے میں و اپنا نور ڈالا ہے
فنا فی الشیخ ہو کر کے بقا کو کر دیا ظاہر
یہی تو عرش والا ہے یہی معراج والا ہے
کرامت معجزہ دونوں ہوئے انسان سے ظاہر
خدا کے بندوں سے ہی دہر میں ہر سو اُجالا ہے
در صابر سے مظہرؔ دل کی دنیا ہو گئی روشن
کرم سے تیرے صابر آج میرا بول بالا ہے

ختم شد

ٹاٹا ہاؤس متصل امام بارہ اجمیر شریف ٦ دسمبر ۲۰۱۷ء

تاریخ ۲ر دسمبر بروز سنیچر ۲۰۱۷ء

مطابق ۱۲ر ربیع الاول شریف ۱۴۳۹ھ

عرس مقدس کلیر شریف

جانے جاناں یہ کیسی ادا ہے رخ پہ پردہ ہے اور دل کھلا ہے

مہ لقا جب سے دیکھا ہے تجھ کو تیرا جلوہ ہی ہر سُو عیاں ہے

اثر باقی ہے کونُ مکاں میں کیسی دل آفریں ہے زباں میں

آئینہ حق کا گر دیکھنا ہو جلوہ حق ہی پیر مغاں ہے

ان کی صورت کا طالب بنا ہوں ان کی سیرت پہ ہر دم چلا ہوں

ایک دن ایسا آیا ہے ہر سو میرا ظالم بھی مجھ پہ فدا ہے

کیا سمجھ پائے گا تو بقا کو تو نے جانا نہ اب تک فنا کو

نہ سمجھ پائے گا راز وحدت تیری ہستی ہی حق آئینہ ہے

شرک بدعت نہیں ہے جہاں میں غیر ممکن نہیں آئینہ میں

تجھ کو دھوکا ہوا یہ سمجھ کر ہم کجا و کجا حق کجا ہے

کیا تماشہ دکھایا ہے تو نے تیرا جلوہ ہے ہر رنگ بو میں

تو ہی مطلوب ہے تو ہی طالب یہ حقیقت ہی ہے اور کیا ہے

حال مظہر کا کیا پوچھتے ہو دنیا والوں کدھر ڈھونتے ہو

بت بنا ہوں تصور میں تیرے تیری صورت ہی دل میں نہاں ہے

ختم شد کلیر شریف ۲ر دسمبر ۲۰۱۷ء

تاریخ ۳ر جنوری ۲۰۱۸ء

بروز منگل شمھو پٹی عرف شمیم پٹی

دلِ غافل تجھے ہوا ہے کیا
قرب حق کا تجھے پتہ ہے کیا
دلِ ناداں کر خدا سے طلب
راز ہستی کا مدعا ہے کیا
روح زندہ ہے بعد مدفن بھی
مردہ تن قبر میں پڑا ہے کیا
ایک قطرہ ملا جو دریا سے
اس کے بارے میں سوچتا ہے کیا
دل کی دنیا پہ رکھ نظر اپنی
ظلمت کفر میں پھنسا ہے کیا
جام وحدت کا لفظ پی کر دیکھ
ایک بندے کا مرتبہ ہے کیا
مئے عرفان جب ہوا حاصل
اپنی ہستی ہی پھر بقا ہے کیا
ذات مرشد سے دل لگا کر دیکھ
پھر سمجھ لے گا تو خدا ہے کیا

اپنی ہستی مٹایا ہے جس نے
ایسے بندے کا ہی جہاں ہے کیا
مظہرؔ ہستی بتا رہی ہے تیری
ان کے قدموں میں سر رکھا ہے کیا

ختم شد

۲۳رجنوری ۲۰۱۸ء

بروز منگل شمھوپٹی عرف شمیم پٹی

یہ تو ہے میری حقیقت سب کو آتا ہوں نظر
کس کی ہمت ہے کے آئے اور لے مجھ کو پکڑ
روئی سے بھی نرم ہوں اور بال سے باریک ہوں
سادے بستر میں ہوں لیکن رات سے تاریک ہوں
توپ اور بارُود بھی مجھ کو اُورا سکتا نہیں
چین اور جاپان بھی مجھ کو بھگا سکتا نہیں
ریل ہو بس ہو ٹرک ہو اور کوئی گاڑیاں
میرے آگے سب کی اڑ جاتی ہے دیکھو دھجّیاں
جنگلوں صحراؤں میں آکر کے مجھ کو دیکھ لے
ہے کہاں دنیا کی طاقت آکے مجھ کو روک لے
میرے آگے کوئی بھی آ سکتا نہیں ہے جوش میں
چاند اور سورج بھی چھپ جائے میری آغوش میں
برف کے مانند ٹھنڈا اور ہوا کے دوس پر
گھومتا رہتا ہوں ہر سو رات کی آغوش پر
کہرا میرا نام ہے اور سرد میری زندگی
نام میرا سنتے ہی آتی ہے سب کو کپ کپی

برف کی ٹھنڈی ہوا ہے حال مظہر کیا لکھوں
گرم کپڑا گرم بستر پھر کہاں جاکر چھپوں

ختم شد شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

کہرا آج ۲۲/ بائس روز سے ہے سورج دکھائی نہیں دے رہا ہے دن کے تین ۳/ بجے سورج کچھ دیکھائی بھی یتا ہے سردی اپنی جگہ موجود ہے، ۱۶/ جنوری بروز منگل ۲۰۱۸ء

تاریخ ۲۳ر جنوری بروز منگل ۲۰۱۸ء

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

''صحبت''

تیری صحبت میں ہوا پژمردہ دل میرا جواں
زندگی کا آئینہ ہے صورتِ عشقِ بتاں
جب ہوئی ان کی نوازش ہو گیا مجھ پہ کرم
بیخودی میں پا لیا ہے اپنی منزل کا نشاں
نور سے معمور سینہ جب ہوا انسان کا
ان کے قبضے میں خدائی اُن کا ہے سارا جہاں
فرش سے تحت الثریٰ تحت الثریٰ سے عرش تک
ان کی رحمت کا ہی ہے کون مکاں میں تذکرہ
تیری حکمت تیری صفت ہر جگہ پہ عام ہے
ذرے ذروں میں تجلی دیکھتا ہوں ہے عیاں
نور وحدت سے بنایا مصطفیؐ کے نور کو
جلوئے محبوب سے روشن ہوا سارا جہاں
اے جہاں والوں سنو پھرتے ہو تم ناکام کیوں
ہر گھڑی دیکھو وہاں ہے فیض کا دریا رواں
دامنِ امید کو اپنے ذرا پھیلا کے دیکھ

ان کے گھر میں دیر ہے اندھیر نہ ہرگز وہاں
دل کی دنیا ہر گھڑی مظہؔر تمہارا شاد کیوں
دیکھتی ہیں میری نظریں جلوۂ جانان جاں

ختم شد صبح ۸؍بجے ۳؍جنوری ۲۰۱۸ء

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

تاریخ ۳۱ ؍ جنوری بروز منگل ۲۰۱۸ء

اجیت ٹاور روم نمبر ۲۱۱ کوسہ قبرستان ممبرا

ضلع تھانے بمبئی مہاراسٹر

محمد پرویز خاں اشرفی

راز وحدت کا سبق جب سے پڑھایا آپ نے
عبد اور معبود کے جھگڑے مٹایا آپ نے
بندہء خاکی کی عظمت کا بتایا راز جب
نَحنُ اَقربُ کا پتہ دل میں بنایا آپ نے
ہے مکاں میں و مکیں اس کا ہی جلوہ چار سو
اَنفُسِکُم کی جب حقیقت کو سنایا آپ نے
رات دن میں دیکھتا ہوں بُت بنا رہتا ہے وہ
ٹھوکروں سے مار کر مردہ جلایا آپ نے
جو زبان حق سے نکلی بات و ہوکر رہی
حق ہی حق کا دم بدم مژدہ دکھایا آپ نے
آپ نے اپنی حقیقت کا پتہ اس دم دیا
آپ ہی اپنا جنازہ خود پڑھایا آپ نے
اس لئے تاجِ خلافت سر بشر کے باندھ کر
پھر فرشتوں سے کبھی سجدہ کرایا آپ نے
راز ہستی کچھ سمجھ میں آگیا مظہر تجھے
مُوت اِنتْ قبل کا لذت چکھایا آپ نے

ختم شد ۳۱ ؍ جنوری بروز منگل ممبرا بمبئی

تاریخ ۲رفروری ۲۰۱۸ء

مصرح طرح۔خیال وخواب کا بس دائرہ بنانا ہے

بھیونڈی ضلع تھانہ مہاراسٹرا بمبئی

حبابِ بحر میں میرا بھی آشیانہ ہے
ہوا کے دُوش پہ چلنا یہ کارخانہ ہے
متاعِ بے بہا کا بھوت سر پہ آ بیٹھا
ہُوش کی فکر میں پلتا ہوا زمانہ ہے
سکون قلب نہیں جسم کو آرام نہیں
خیال و خواب کا بس دائرہ بنانا ہے
خدا کے بندوں کا اخلاق دیکھتے جائیں
بدن تو ستھرا ہے تہذیب وحشیانہ ہے
مفاد پھیلا ہے ہر دوڑ میں عروج کے ساتھ
دغا فریب پہ پلتا ہوا گھرانہ ہے
مرنے والے کو ہر روز دیکھتے ہیں ہم
ہمارے جسم کو آغوش خاک جانا ہے
ہمیں تو فکر ہی رات دن رلاتی ہے
گنہگاروں کا آخر کہاں ٹھکانہ ہے
ہر ایک قدم پہ چلتا سنبھل کے اے مظہر
تو جس کے بندے ہو اس کو تو منہ دکھانا ہے

ختم شد کوسہ قبرستان ممبرا ضلع تھانہ مہاراسٹرا

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

عکس ٹوٹے آئینہ کا کون دیکھے گا یہاں
جو بکھر جائے زمیں پہ کون پوچھے گا یہاں
گوہر نایاب کو جو پوجتا ہے رات دن
ایسے بندے کو بھلا امداد سوجھے گا یہاں
ذرے ذروں کی حقیقت جن سے روشن ہو گئی
معرفت کا و خزینہ کون سمجھے گا یہاں
آج تک نہ مل سکا ہے ان کے سجدے کا جواب
راہِ حق میں کون گردن کو کٹائے گا یہاں
رائی سے بھی کم تھا لیکن دل میرا گرویدہ تھا
فضلِ حق سے ہی کوئی رتبے کو پائے گا یہاں
عرش کے پائے کے سائے سے لپٹ کر سو گیا
کیا قیامت میں فرشتے ڈھونڈ لائے گا یہاں
آئینہ میں حق ہی حق جب ہو گیا ہے جلوہ گر
پھر تیری ہستی کو مظہر کون سمجھے گا یہاں

ختم شد شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

تاریخ ۸؍ مارچ بروز جمعہ ۸؍ بجے رات مین ۲۰۱۸ء

شبھو پٹی عرف شمیم پٹی

''نغمۂ اشرف''

نغمۂ اشرف سنا دو دل میرا بیچین ہے
ان کے در کی خاک لادو دل میرا بیچین ہے
کیوں دوا دیتے ہو مجھ کو ایسے طبیبوں ہے پتہ
جام اشرف کا پلادو دل میرا بیچین ہے
اب سکونِ قلب کو ملتا نہیں ہے اطمنان
اپنی صورت کو دکھا دو دل میرا بیچین ہے
اپنے عاشق کے لئے تدبیر تو کچھ کیجئے
مر کے بھی جینا سکھا دو دل میرا بیچین ہے
تیری صورت دیکھ کر کے ہم نے ہستی خاک کی
خاک کو کندن بنا دو دل میرا بیچین ہے
چہرۂ انور دکھایا تھا کبھی جو رات میں
پھر وہی جلوہ دکھا دو دل میرا بیچین ہے
اپنے در کی خاک سے مظہر کو کچھ خیرات دیں
قطرہ کو دریا بنا دو دل میرا بیچین ہے

ختم شد

تاریخ ۳ر اکتوبر بروز بدھ ۲۰۱۸ء

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

دستِ کرم بڑھا دیئے ہم نے بھی سر جھکا دیا
تحت الثریٰ کی خاک کو عرش سے جا ملا دیا
قلب کو تازگی ملی روح کو روشنی ملی
جامِ شراب یار نے جب سے مجھے پلا دیا
دنیا کی فکر مٹ گئی عقبےٰ سمٹ کے سو گئی
عشقِ بتاں کے عشق نے بیخود مجھے بنا دیا
کُن سے بنی ہے کائنات ان کا ہی جلوہ چار سو
نوری بشر کے نور سے سارا جہاں سجا دیا
ان کے حقیقی راز کا اس دم مجھے پتہ چلا
پردہ پڑا تھا روئی کا آنکھوں سے جب ہٹا دیا
تیرا نہ کوئی غیر ہے تیرے سوا نہ ہے کوئی
ہر شے میں تو نہاں ہوا ہر شے سے تو عیاں ہوا
شکلِ بشر کو دیکھ لے تیرا ہی شکل ہے عیاں
ہم نے نشان بتادیئے ہم نے پتہ بتا دیا
تیرے کرم کے فیض نے ادنا سے اعلیٰ کردیا

خاکی بشر کی شکل میں مشکل کشا بنا دیا
سب کچھ لٹا کے دیکھا ہم ہستی مٹا کے دیکھا جب
رائی کی شکل میں مجھے سارا جہاں دیکھا دیا
دیکھا جو ایک نظر تجھے ہوش و حواس اُڑ گئے
تیری ادا پہ جان و دل مظہرؔ نے سب لٹا دیا

ختم شد ۳ ر اکتوبر بروز بدھ ۲۰۱۸
شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

تاریخ ۱۲؍ستمبر بروز منگل ۲۰۱۸ء

مطابق ۱؍محرم الحرام کی شب ۱۴۴۰ھ

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

''منقبت'' تعزیہ شریف

نبیؐ کے نواسوں کے در کا ہوں سائل
ہوا جن کی الفت میں دل میرا مائل
نہ شکوہ کسی سے نہ فتویٰ دلائل
حسینی ہوں میں تعزیت کا ہوں قائل
تیری تعزیت میں بنا تعزیہ ہے
بہتر۷۲ شہیدوں کا یہ تعزیہ ہے
نبی نے چڑھایا ہے کاندھے پہ اپنے
لگاتے رہے ان کو سینے سے اپنے
و کھاتے نہیں تھے کھلانے سے پہلے
لگا تعزیہ کو پھر کاندھے سے اپنے
تیری تعزیت میں بنا تعزیہ ہے
بہتر۷۲ شہیدوں کا یہ تعزیہ ہے
مزار مقدس کا نقشہ بنا کر

سبھی نے عقیدت سے اس کو سجا کر
چوما لبوں سے اور کاندھا لگا کر
حسین ابن حیدر کا نعرہ لگا کر
عبادت کی خاطر بنا تعزیہ ہے
بہتر۷۲ شہیدوں کا یہ تعزیہ ہے
ابو بکر آئے صداقت بتانے
عمر آ گئے ہیں عدالت دکھانے
غنی آ گئے ہیں غنایت لٹانے
حسین آ گئے دین احمد بچانے
شہادت میں تیری بنا تعزیہ ہے
بہتر۷۲ شہیدوں کا یہ تعزیہ ہے
خدا کی رضا اور نبی کی ادا پر
کٹایا ہے سر اپنا سجدے میں جا کر
مقامِ شہادت کا رتبہ بنا کر
جامِ شہادت سبھی کو پلا کر
شجاعت میں تیری بنا تعزیہ ہے
بہتر۷۲ شہیدوں کا یہ تعزیہ ہے
کربلا تیری عظمت پہ قربان جاؤں

تیری خاک کو اپنے ماتھے لگاؤں
تیری یاد میں رو رو آنسو بہاؤں
میرا دل یہ کہتا ہے قربان جاؤں
محبت میں تیری بنا تعزیہ ہے
بہتر۷۲ شہیدوں کا یہ تعزیہ ہے
حسین ابنِ حیدر نے سب کو سنایا
سبھی کو صداقت فضیلت دکھایا
نبیؐ اور علی کی حقیقت بتایا
مگر کوفیوں کو سمجھ میں نہ آیا
تیری معرفت میں بنا تعزیہ ہے
بہتر۷۲ شہیدوں کا یہ تعزیہ ہے
بہتر شہیدوں کے ظلم و ستم مین
حسینی ہوں آنسو بہاتا ہوں غم میں
میرا مرنا جینا ہے تیرے کرم میں
پڑے رہ گئے جو ابھی تک وہم میں
زیارت کی خاطر بنا تعزیہ ہے
بہتر۷۲ شہیدوں کا یہ تعزیہ ہے
تعزیت کی حقیقت سمجھنے میں ان پڑھ

چلے آتے ہیں مرنے والے کے گھر پر
شریک ہوتے ہیں غم میں آنسو بہا کر
کوئی جا رہا اپنا دامن بچا کر
صداقت میں تیری بنا تعزیہ ہے
بہتر۷۲ شہیدوں کا یہ تعزیہ ہے
بنایا ہے جس نے یہاں فرقہ بندی
سمجھ ہو گئی ظالموں سے بھی گندی
یہ بغض عداوت ہوئی کتنی سستی
رحمتوں کے سفینے میں یہ قوم رہتی
حقیقت میں تیری بنا تعزیہ ہے
بہتر۷۲ شہیدوں کا یہ تعزیہ ہے
نہ لُو نام ہرگز کبھی بے وفا کا
وہ ملعون ہے دیکھو سارے جہاں کا
رہے ورد ہردم شہہ کربلا کا
لٹا قافلہ جب حبیب خدا کا
بہانے کو آنسو بنا تعزیہ ہے
بہتر۷۲ شہیدوں کا یہ تعزیہ ہے
زباں کی طہارت ختم ہوگئی کیوں

یہ شیریں لطافت ختم ہوگئی کیوں
تمہاری صداقت ختم ہوگئی کیوں
حسینی شجاعت ختم ہوگئی کیوں
مٹانے کو ظلمت بنا تعزیہ ہے
بہتر۷۲ شہیدوں کا یہ تعزیہ ہے
قافلہ دین احمد کا کربل میں جاکر
بہا خون سب کا خدا کی رضا پر
ہوئے سرخرو دین احمد بچاکر
یہی دے رہا ہے صدا تیرا مظہر
کرامت سے تیری بنا تعزیہ ہے
بہتر۷۲ شہیدوں کا یہ تعزیہ ہے

ختم شد ۱۲ رستمبر بروز منگل ۲۰۱۸ء
شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

تاریخ ۱۶/۱ اکتوبر ۲۰۱۸ء

جاوید اختر اشرفی دہرادون اتراکھنڈ

تیرا ثانی نہیں ملتا ہے کوئی پارسائی میں
بڑھا عشقِ جنوں میرا تمہاری آشنائی میں

رہا میں عمر بھر آسودہ ہوکر اس زمانے میں
ملا جو ایک ٹھکڑا تھا تیرے در کی صفائی میں

سکونِ قلب کی لذت سے دل مسرور رہتا ہے
مجھے جو لفت حاصل ہو رہا ہے دل لگائی میں

تیری صحبت کا مجھ کو اس گھڑی احساس ہو پایا
ہوا جب لا پتہ کا علم تیری رہنمائی میں

تمہاری ایک نظر نے میری ہستی ہی بدل ڈالی
بقا ہوکر رہوں گا جلوہ گر ساری خدائی میں

کہاں بندہ کہاں مولا عروج ارتقا کیسا
یہ سارے بھید کھلتے ہیں تیرے در کی گدائی میں

نگاہِ یار سے بہتر کوئی سودا نہیں مظہرؔ
مجھے تو موت بہتر ہے تیری پل کی جدائی میں

ختم شد ۱۶/۱ اکتوبر ۲۰۱۸ء

دہرادون اتراکھنڈ

تاریخ ۲۱ر اکتوبر بروز اتوار ۲۰۱۸ء

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

''منقبت''

جبریل لائے مٹی دکھانے کے واسطے
آئے حسین سر کو کٹانے کے واسطے

قرآن میں خدا نے کیا ذکر شہیداں
شہدا کی داستان سنانے کے واسطے

سرکار دوجہاں نے کیا خوب احترام
کاندھے پہ ہیں حسین گھمانے کے واسطے

بنیاد لا الہ کی ذات حسین ہیں
نانا کے دین حق کو بچانے کے واسطے

دینِ محمدی کو فنا سے بقا ملی
سجدے میں سر کو رکھا کٹانے کے واسطے

خونِ حسین سے ملی امت کو ہے نجات
بخشش ہم عاصیوں کی کرانے کے واسطے

اللہ راضی ہوتا ہے ذکر حسین سے
داستانِ حسین سن لو سنانے کے واسطے

رونے سے ہی نجات کے لائق بنا دیا

ہم عاصیوں کو خوب رلانے کے واسطے
اپنے لہو سے دین کو زندہ کیئے حسین
دینِ محمدی کو سجانے کے واسطے
میدان کربلا میں بہتر کو لے گئے
جامِ شہادت سب کو پلانے کے واسطے
عزمِ حسین کو سدا دنیا کرے سلام
یہ درس مل گیا ہے زمانے کے واسطے
حُبِ علی و فاطمہ حسن و حسین سے
مظہرؔ پتہ ہے خلد میں جانے کے واسطے

ختم شد

تاریخ ۱۱؍اکتوبر بروز جمعرات

دہرادون اتراکھنڈ جاوید اختر اشرفی

عمر رفتہ کی میرے آج تک اتنی کہانی ہے
بتا میں عشق کے مرکز کا میرا دل نشانی ہے
چراغِ معرفت ہر دوڑ میں روشن ہوا لیکن
دلِ ماتم میں میرے دیکھئے آئی ویرانی ہے
نہ سمجھا آج تک تقویٰ طہارت پارسائی کو
درِ میخانہ پہ جا کر جھکی میری پیشانی ہے
سنا جب میرا افسانہ ہوئی غیروں کو الجھن پھر
رہا خاموش لب میرا تجھے کیوں کر حیرانی ہے
اگر دیکھا ہے تو نے دیر کعبہ کے حسین جلوے
ذرا ذروں کو بھی دیکھو میرے رب کی نشانی ہے
نہ سونچا آج تک ہم نے نہ سمجھا آج تک ان کو
کے جن کے بندے سارے ہیں انہیں کی حکمرانی ہے
مقامِ آدمیت سے بھی بہتر ہے کوئی رتبہ
دیا رب نے خلافت تاج یہ جھوٹی کہانی ہے
پتہ تجھ کو نہیں ملتا ہے مظہر نحن اقرب کا
کوئی بندہ نہیں کہتا یہ حکمِ قرآنی ہے

فقط شد

تاریخ ۲۱/نومبر ۲۰۱۸ء

مطابق ۱۲/ربیع الاول شریف ۱۴۴۰ھ

مکان ڈاکٹر محمد انوار الحق اشرفی

فصاحت کا میدان پٹنہ سیٹی

ازل سے بن کے آیا ہوں بتانِ عشق کا بندہ
بتوں میں تو نظر آیا بتا سجدہ کدھر کرتا
تمہارے مصحفِ رخ کی زیارت دل کو ہوتی ہے
یہی نعمت ہے جس کو سینے میں تا عمر ہے پالا
یہ سارے آج فتنہ ختم ہیں میری نگاہوں میں
تمہاری ہی تجلی ہے جہاں دیکھا جدھر دیکھا
میری تقدیر کا نقشہ نمایا کر دیا تونے
بنا بندے کا بندہ جب فنا ہستی کو کر ڈالا
جو قطرے آنکھوں سے ٹپکے تھے میرے تیری صورت پہ
وہی نقشہ میرے دل پہ قیامت تک بنا ہوتا
صنم کی جستجو میں دیر کعبہ سے الگ ہوکر
تیری الفت نے مجھ کو در بدر دیوانہ کر ڈالا
تیری تقدیر میں لکھا ہے مظہر کو بکو پھرنا
غبارِ عشق بن کرکے جہاں چاہوں وہاں رہنا

ختم شد فصاحت کا میدان پٹنہ سیٹی

تاریخ ۲۱ رنومبر ۲۰۱۸ء

حضرتِ داغ کیا سمجھتے ہیں
چند سکوں پہ کیا اُچھلتے ہیں
فخر شاہی کی زندگی پاکر
موت کو کچھ نہیں سمجھتے ہیں
جب کبھی ایک ٹھیس لگتی ہے
در بدر مارے مارے پھرتے ہیں
پھر بھی عبرت نہیں ہوئی ان کو
دیکھ اللہ کے ایسے بندے ہیں
موت بر حق ہے پھر بھی فکر نہیں
رات دن زر کے پیچھے پھرتے ہیں
جب کے فانی ہے یہ جہاں فانی
پھر بھی نادان کس پہ مرتے ہیں
چھوڑ دنیا کے سب جھمیلے کو
مٹھی باندھے ہی راہ چلتے ہیں
کیوں رہے فکر آخرت مظہرؔ
قبر سارا جہاں سمجھتے ہیں

ختم شد ۵ رجنوری بروز جمعرات ۲۰۱۹ء

محمد شکیل اشرفی سندرگڑھ اُڑیسہ

تاریخ ۷/ جنوری ۲۰۱۹ء

محمد ادریس اشرفی

محلہ ہیراڈیہ ضلع پورلیا ویسٹ بنگال

نہ جانے تیرے عشق نے کیا کیا عطا کیا
سجدہ کیا تو سجدوں میں لذت عطا کیا
کیف و سرور عشق کی مستی عطا کیا
تحت الثریٰ کی خاک کو رفعت عطا کیا
جن کی نظر میں پنہا ہے حق کی حقیقتیں
جس سمت اٹھ گئی نظر رحمت عطا کیا
جومس ہوئے تھے خاک تیرے نقشِ قدم سے
ان ذروں کو بھی عرش کی زینت عطا کیا
جن کے کرم کا فیض ازل سے رواں ہوا
بے ڈھنگ زندگی کو شرافت عطا کیا
جنت کی خاطر لوگ بھٹکتے ہیں رات دن
جس کو بھی چاہا پل میں ہی جنت عطا کیا
بندہ خدا کا ہوکے بھی سمجھا نہ بندگی
ایسے ہی بے مراد کو لعنت عطا کیا
مظہر عروج زندگی کا راز عشق ہے
تیرے کرم نے ہر گھڑی حکمت عطا کیا

ختم شد

تاریخ ۷/ جنوری ۲۰۱۹ء ویسٹ بنگال

تاریخ ۹؍جنوری ۲۰۱۹ء

درگاپور بنگال

''فقیر کی صحبت''

اپنی یہ زندگی رہی بربادیوں کے ساتھ
عمرِ دراز گزری ہے ناکامیوں کے ساتھ
ہر ایک قدم پہ ٹھوکروں سے دم نکل گئی
ایسی گھڑی بھی آئی ہے مایوسیوں کے ساتھ
جس جا قدم کو رکھا زمیں یہ کھسک گئی
سر پہ پہاڑ ٹوٹا ہے بدنامیوں کے ساتھ
تلوے میں خار چبھ گئے مخمل زمین پر
ایسی گھڑی بھی آئی ہے میرے جنوں کے ساتھ
کشتی میری بھوڑ میں ہی جاکر پھسی رہی
الجھی ہے زندگی میری ہر آندھیوں کے ساتھ
ایک روز ایک فقیر نے ہنس کر کہا مجھے
کیوں در بدر تو پھرتا ہے مایوسیوں کے ساتھ
میرے قریب بیٹھ جا دنیا کو چھوڑ کے
آہ و فغاں کو چھوڑ دے خاموشیوں کے ساتھ
مردے فقیر جب ملا میری دنیا بدل گئی
ہر نعمتیں عطا ہوئی مظہرؔ سکوں کے ساتھ

ختم شد ۹؍جنوری بروز بدھ

درگاہ پور بنگال

تاریخ ۱۳؍ستمبر بروز جمعہ ۲۰۱۹ء

مطابق ۱۲؍محرم الحرام ۱۴۴۱ھ

اجمیر شریف سے واپسی جے پور راجستھان

التجا بارگاہ خواجہ نواز میں

عطا غریب کو کچھ کیجئے غریب نواز
ہمارا کاسہء دل بھر دیجئے غریب نواز
بڑا غریب ہوں لاچار ہوں میں
اپنے در سے نہیں ٹالئے غریب نواز
زمانہ آپ کی چوکھٹ سے فیض پاتا ہے
میرے لئے بھی ذرا سوچئے غریب نواز
تمہارے در کا گدا تاجور سے بہتر ہے
مجھ سے خدمت بھی ذرا لیجئے غریب نواز
مجھے تو تیری گدائی پہ ناز ہے آقا
خطا سے دور ہی کر دیجئے غریب نواز
کمینہ نفس میرے دل پہ ہو رہا غالب
حوس سے پاک بنا دیجئے غریب نواز
زمینِ ہند میں آئے ہیں معجزہ لے کر
نبی کا صدقہ عطا کیجئے غریب نواز

روح پژمردہ رہی ذوق طلب میں میری
بھیک روحانیت کی دیجیے غریب نواز
تشنگی میری بھی مٹ جائے ایک لمحہ میں
نقاب رخ سے مٹا دیجیے غریب نواز
دل سیاہ پہ مظہرؔ کے کچھ کرم تو ہو
میری نگاہوں میں بس جائیے غریب نواز

ختم شد ۱۲ر ستمبر ۲۰۱۹ء

ٹرین پٹنہ پورنا

تاریخ ۲۳؍دسمبر بروز پیر ۲۰۱۹ء

جبل پور اور اٹاری کے درمیان

عرس مقدس تاج الاولیاء ناگپور

''منقبت''

عطا کیجئے کچھ عطا کیجئے میرے تاج والے عطا کیجئے
شرابِ محبت پلا دیجئے میرے تاج والے پلا دیجئے
طلب راہِ حق میں بھٹکتا ہوں کب سے بھٹکتا ہوں کب سے
دکھا دیجئے اب دکھا دیجئے میرے تاج والے دکھا دیجئے
زمانے کی شہرت دلوں سے مٹا کر دلوں سے مٹا کر
مجھے ذات حق میں فنا کیجئے میرے تاج والے فنا کیجئے
تیرے در سے نعمت سدا بٹ رہی ہے سدا بٹ رہی ہے
گداؤں کی جھولی بھرا کیجئے میرے تاج والے بھرا کیجئے
نہیں تختِ شاہی نہ تخت سلیماں نہ تختِ سلیماں
مجھے گردپا اب بنا لیجئے میرے تاج والے بنا لیجئے
یہاں آکے بنتی ہے تقدیر سب کی تقدیر سب کی
یہ پھوٹی مقدر بنا دیجئے میرے تاج والے بنا دیجئے
ملے بھیک مجھ کو بھی روحانیت کی روحانیت کی

دلوں کی سیاہی مٹا دیجئے میرے تاج والے مٹا دیجئے

تیرے در کا خادم ہے مظہر ازل سے مظہر ازل سے

وہی پھر کرامت دکھا دیجئے میرے تاج والے دکھا دیجئے

ختم شد

تاریخ ۳۱/ستمبر ۲۰۱۹ء

ناگپور سے کچھوچھہ شریف

''منقبت''

فقیروں میں ایسی فقیری کیا ہے
جسے حق نے سب کچھ عطا کر دیا ہے
نہ ٹوپی نہ جبہ نہ دستار سر پہ
جہاں تاجداروں کا سر جھک گیا ہے
جہاں چاہو جس دم طلب کر کے دیکھو
خدائی میں ان کا بڑا مرتبہ ہے
میرے تاج والے کی یہ ہے کرامت
سبھی کے دلوں پہ حکومت کیا ہے
زمیں ناگپور کی ہے گلزار کتنی
یہ تیرے کرم سے یہاں ہو رہا ہے
ہر ایک بھول کو اپنے دھاگے میں باندھا
انہیں ایسا رتبہ جہاں میں ملا ہے
کوئی غیر ان کی نظر میں نہیں ہے
ہر ایک کے لئے اپنا در دے دیا ہے
یہاں فیض دن رات ہی بٹ رہی ہے

طلب سے بھی زیادہ انہیں مل رہا ہے
مجھے اپنی الفت کی مستی عطا کی
تیرے در پہ آکر کے مظہر کھڑا ہے

ختم شد

کچھوچھہ شریف ۲۷/دسمبر ۲۰۱۹ء

تاریخ ۳/اکتوبر بروز جمعرات ۲۰۱۹ء

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

میرے دل کا جب آئینہ دیکھ لینا
بتوں میں بھی اپنا خدا دیکھ لینا
بنا کر کے پتلہ خلیفہ کا اپنے
پھر آدم کا سجدہ روا دیکھ لینا
کیا جس نے انکار حکم خدا سے
یہ نعلت کا تمغہ پڑا دیکھ لینا
عبادت پہ مغرور کیوں ہو گیا ہے
دلوں کے بتوں کو ذرا دیکھ لینا
ریاکار بندہ نہ بن بندگی میں
خدائی میں جلوہ نما دیکھ لینا
ہر ایک شے میں پاؤ گے وحدت کے جلوے
فنا ہو کے خود کو بقا دیکھ لینا
کرو ذکر ہر دم تو نار نفس میں
پھر اپنے سے شیطاں جدا دیکھ لینا
مٹا اپنی ہستی کو وحدت میں مظہر
دو عالم کا پھر آئینہ دیکھ لینا

ختم شد

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

تاریخ ۱۴/۱۰/اکتوبر ۲۰۱۹ء بروز پیر

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

تشنگی میرے دل کی مٹا ساقیا
شرابِ محبت پلا ساقیا
تیری ایک نظر کا طلب گار ہوں
قیامت کا منظر دکھا ساقیا
سنا ہے وہاں سب پریشان ہوں گے
ہے رحمت تمہاری کہاں ساقیا
تیرے سارے بندے جھلتے رہے
ہے تیری ذات کو کیا روا ساقیا
متقی ہو کوئی یا گنہگار ہو
سبھی کو تو پیدا کیا ساقیا
تیرے فضل سے رزق پاتا رہا
تیرے حکم پہ سب چلا ساقیا
جسے چاہا منصب عطا کر دیا
پھر شہرت جہاں میں دیا ساقیا
محبت کی لذت سے ہر جسم کو

ہوا دوسرے پہ فدا ساقیا
جہاں اس کا محبوب نہ مل سکا
دیا زندگی کو مٹا ساقیا
تیری ہر نظر سب پہ یکساں رہی
مجھے راز مخفی بنا ساقیا
عجب حال ملاؤں کا ہو گیا
جہنم کا فتویٰ دیا ساقیا
تیرا مظہر تجھ سے جدا کب رہا
تیری ذات ہی ہے بقا ساقیا

ختم شد

تاریخ ۱۴/۱۰/ اکتوبر بروز پیر ۲۰۱۹ء

تاریخ ۳۱ر اکتوبر ۲۰۱۹ء

دہرادون اترا کھنڈ

سب میں تیرا ہی جلوہ ہے رازوں میں راز ہے
تیری ذات لا شریک ہے اور بے نیاز ہے
گل ہو شجر ہو برگ ہو دریا ہو یا پہاڑ
ہر شے میں تیرا نغمہ ہر شے میں ساز ہے
تو لا شریک ہوکے بھی سب میں ہوا شریک
تو ہے نیاز مند کبھی بے نیاز ہے
تو نے بشر کی شکل میں مولا بنا دیا
ہم عاصیوں کو ایسی خلافت پہ ناز ہے
تخلیق کائنات کی کنجی عطا ہوئی
سیرت میں و فقیر ہے گیسو دراز ہے
اس راز کو سمجھ نہ سکا کوئی فلسفی
بندوں کا بندہ ہوکے بھی بندہ نواز ہے
شاہوں گدا کو ملتی ہے خیرات بھیک کی
جو در پہ تیرے آیا وہی سرفراز ہے
اے طالبانِ حق تو ذرا خاک پائے بن
یہ کون سی کتاب ہے کس کی آواز ہے
جو قرب حق میں چل کے فنا سے بقا ہوئے
مظہر انہیں کے صدقے میں روزہ نماز ہے

ختم شد

دہرادون اترا کھنڈ

تاریخ ۲۸ر اکتوبر ۲۰۱۹ء

زیارت حضور جمال الدین الاولیاء رحمتہ اللہ علیہ

شہر دہرادون اترا کھنڈ

''منقبت''

اہلِ حق میں آپ کا رتبہ رہا ہے با کمال
ہے جمالِ اولیاء کا ہر طرف چھایا جمال
فیض کا تحفہ ہمیشہ بٹ رہا ہے رات دن
شہر دہرادون میں ہستی ہے ان کی بے مثال
ہر جگہ دستور ہے آداب ہے قانون ہے
بے ادب تو با ادب کا رکھ ذرا دل میں خیال
آسماں پہ چاند اور سورج کی ہے تابانیاں
ہے زمیں پہ جلوہ گر محبوب کے رخ کا جمال
آسماں کا چاند تو ڈوبا کبھی نکلا کبھی
شہر دہرادون میں روشن ہوا سب کا ہلال
آنکھ والے دیکھتے ہیں رات دن جلوہ تیرا
مرقدِ انور سے ظاہر ہو رہا ہر پل جلال
ہر مریضوں کو شفا ملتی تیرے دربار سے
رنج و غم سے دور ہیں دل میں نہیں کوئی ملال

تیرے در کا ہر گدا شاداب ہے ہوشیار ہے
ہے کہاں ظالم میں ہمت ہے کہاں کس میں مجال
اب تو مظہرؔ پہ کرم فرمایئے میرے حضور
آپ کی فرقت میں مٹ جائے ذہن سے قیل و قال

ختم شد

شہر دہرادون اترا کھنڈ

۲۸/ اکتوبر ۲۰۱۹ء

تاریخ ۲۷؍اکتوبر ۲۰۱۹ء

مطابق ۱؍ربیع الاول ۱۴۴۱ھ

ٹرین مورد بج حاجی پور سے سہارن پور

عرس مقدس حضور مخدوم علاء الدین علی صابر رحمۃ اللہ علیہ

"کلیر شریف"

بلاوا آگیا ہے میرا بھی دربار کلیر سے
زیارت ہو ہی جائے گی میری سرکار کلیر سے
ملے گی بھیک مجھ کو روح کی روحانیت کا جب
مہک جائے گی روح میری گلِ گلزار کلیر سے
یہاں سے راز وحدت کا پتہ پایا ہے مستوں نے
کھلا جنت کا دروازہ ملا باراز کلیر سے
یہاں پہ ہر گھڑی گنجِ شکر کا فیض بٹتا ہے
ہزاروں فیض پاتے ہیں سدا بیمار کلیر سے
میرا بگڑا مقدر لوح میں محفوظ تھا لیکن
بدل جاتی ہیں تقدیریں میرے سرکار کلیر سے
پلاکر جام وحدت کا مجھے مسرور کر ڈالا
ہوئی جب سے عقیدت مجھ کو بھی دربار کلیر سے

نگاہوں میں تیری صورت ہمیشہ پھرتی رہتی ہے
ہوا ہے آپ کا جب سے مجھے دیدار کلیر سے
تجھے کیوں کر پتہ ملتا نہیں ہے فتنہ گر واعظ
قلندر بنتے رہتے ہیں سدا بازار کلیر سے
تمہارے دل میں جو شعلہ بھڑکتا ہے کبھی مظہر
تیرے دل کو جو الفت ہو گئی ہے خار کلیر سے

ختم شد کلیر شریف

۲۷ر اکتوبر ۲۰۱۹ء

۱۲ر ربیع الاول عرس مقدس

جلاد نے پوچھا کہ اس میں کیا ہے آخر ماجرا

تاریخ ۳۰ راکتوبر بروز بدھ ۲۰۱۹ء

عرس مقدس حضور صابر علی کلیری رحمتہ اللہ علیہ

کلیر شریف

جب میری تخلیق کا سہرا بندھا
میں بنا محبوب و محبت بنا

روح کی تشکیل ایک پل میں ہوئی
میرا رب مجھ سے مخاطب ہوگیا

اَلَستُ بِرَبِّکُم کی صدائیں آگئیں
دیکھ کر پہچان کر قابُو کیا

خاک کو گوندھا بنایا دست پا
روح ڈالی اور آدم ہو گیا

اپنی صورت اور سیرت کے لئے
خاک کے پتلے میں جلوہ گر ہوا

پھر فرشتوں نے کیا سجدہ سجود
حکم رب سے ہو گیا سجدہ روا

ایک معلم نے کیا انکار جب
طوق لعنت اس کی گردن میں پڑا

تب نکالا و گیا دروار سے
ایک عبادت گار شیطان بن گیا

اس نے ہی رب سے کہا تھا اس گھڑی
مت کرو تخلیق ہو جائے گا و ظالم بڑا

رب نے اس کو ڈانٹ کر ٹھنڈا کیا
علم پہ مغرور تھا تادم نہیں ٹھنڈا ہوا

قُم بِاِذنِی جب کہا تبریز نے
مردہ زندہ ایک ٹھوکر میں ہوا

اس کی فطرت اس طرح ظاہر ہوئی
شمس تبریزی پہ فتویٰ دے دیا

کھال کھنچوایا سر بازار میں
شمس نے بھی شمس کو بلوا لیا

یہ تماشہ اہلِ حق کا دیکھ کر
اہل دنیا ان کا گرویدہ ہوا

ہے انا الحق کی صدائیں چار سو
حضرت منصور نے جس دم کیا

دار پہ چڑھوا دیا منصور کو
دار بھی خطبہ انا الحق کا پڑھا

پھر جلایا ان کے جسم پاک کو
خاک نے خطبہ پڑھا منصور کا

پانی میں ڈالا گیا اس خاک کو
موج دریا میں انا الحق کی صدا

سن کے دنیا والے حیراں ہو گئے
یہ کرامت دیکھ کر منصور کا

حضرت سرمد کا سن لو ماجرا
لا الٰہ کا ورد کرتے تھے سدا

سارے ملاؤں نے پوچھا یہ بتا
اس کے آگے پڑھ کے تو مجھ کو بتا

اس گھڑی سرمد نے ان سے یہ کہا
اس کے آگے کچھ نہیں ہوگا روا

پھر تو فتویٰ ان پہ صادر کر دیا
دیکھتے ہی دیکھتے جلاد حاضر ہو گیا

حضر سرمد نے دیکھا جس گھڑی
ہاتھ میں تلوار لے کر لب سے بوسہ لے لیا

جلاد نے پوچھا کے مجھ کو کچھ بتا دے ماجرا
مسکرا کر حضرتِ سرمد نے ان سے یہ کہا

جس گھڑی سر میرا تن سے ہو جدا
قرب حق میں ہو گیا سرمد فنا

رنگ لائے گی شہادت اس گھڑی
میری ہستی پائے گی ابدی بقا

قتل سرمد کو کیا جلاد نے
خون کے قطرے سے آئی یہ صدا

سن لو ملاؤں ذرا تم غور سے
ہے لا الٰہ کے بعد محبوب خدا

ہاتھ میں سرمد نے اپنا سر لیا
جامع مسجد کے دینے چڑھ گیا

پیر کامل آکے سرمد سے کہا
اس جگہ ہی لیٹ جا مرد خدا

ہو مبارک آپ کو سرمد شہید
خلد میں ہی آپ کا روضہ بنا

ہے حدیث قدسی میں روشن دلیل
میرا جلوہ جس کو حاصل ہو گیا

ۇ زبانِ حق ہی ہے میری زباں　　جس زباں سے میرے بندے نے کہا
جب طلب حد سے ہماری بڑھ گئی　　محبوب پھر مطلوب کا طالب بنا
اشرف المخلوقات کا پہنا کے تاج　　یہ بشر کمتر کبھی اعلیٰ بنا
جس نے مظہر ترک کی دنیا کی چاہ　　قرب حق میں ہو گیا جلوہ نما

ختم شد

تاریخ ۳؍نومبر ۲۰۱۹ء

عرس مقدس کلیر شریف

تاریخ ۹/دسمبر ۲۰۱۹ء

دہرادون اتراکھنڈ

میری آنکھوں میں فقط جلوہ تمہارا ہوگا
فرش سے عرش کا ایک پل میں نظارہ ہوگا
تیری الفت نے جو بخشی ہے سرورِ مستی
بیخودی تجھ کو انا الحق ہی گوارہ ہوگا
سارے عالم میں تیرا غیر کہاں ہے موجود
یہ غلط سونچ کیوں تمہارا یا ہمارا ہوگا
ذرے ذروں میں تجلیات تیری ہے موجود
مصلحتِ حق سے بکہاں کون کنارا ہوگا
ہم نے تفریق سے سمجھا ہے ہر ایک چیز جدا
ورنہ ہر شے میں فقط جلوہ تمہارا ہوگا
خاک کے پتلے میں گو آئی کہاں سے آئی
بڑی شفقت سے ہی اپنے خلیفہ کو سنوارا ہوگا
خیالِ جبریل میں آیا نہیں ہوگا کبھی ایسا منظر
کس کو میں سجدہ کروں کس کو گوارہ ہوگا
تیرے ہی حسن کا بکھرا ہے تماشہ ہر سو
ورنہ مظہر تو ذرا دیکھ کہاں غیر تمہارا ہوگا

ختم شد

تاریخ ۱۶ر فروری بروز اتوار ۲۰۲۰ء

سفر حاجی پور سے بلیا یوپی

ٹرین گوندیا اکسپریس

طبیبِ شفا ہوں شفا بانٹتا ہوں
مریضِ جہاں کو دعا بانٹتا ہوں
جو روحیں بھٹکتی رہی روشنی کو
انہیں معرفت کی ضیا بانٹتا ہوں
جو روشن ضمیری سے واقف نہیں تھے
زمانے کو روحی غذا بانٹتا ہوں
فقیری کو میری نہ مرمر کے دیکھو
فنا ہوکے خود بقا بانٹتا ہوں
جو ذرہ ملا تھا تیرے نقش پا سے
زمانے کو نقشِ وفا بانٹتا ہوں
ملا تھا جو قطرہ تیرے در سے مجھ کو
سمندر کو موج رواں بانٹتا ہوں
سمجھ میں نہ آئے جسے نحن اقرب
دلوں میں اسی کی دوا بانٹتا ہوں
یہ مخلوق تیری یہ مظہر بھی تیرا
بس تیرے کرم سے ثنا بانٹتا ہوں

ختم شد

۱۶ر فروری عمر گنج بلیا یوپی

قطعات

شاہ چشت است معین الدین
بادشاہ ہند است معین الدین
دین حق است معین الدین
جلوہ گاہ است معین الدین

شہہ سمناں کے جو دامن سے لپٹ جاتا ہے
اس کی تقدیر کا تختہ ہی پلٹ جاتا ہے
نام اشرف میں ہے و راز حقیقت پنہا
جس کو سنتے ہی شیطان بھی سمٹ جاتا ہے

پیشِ نظر ہے آقائے نعمت کی زندگی
جرأت کہاں غلام کی بھولے و بندگی
ہر ایک ادا پہ ان کے سو قربانیاں جو دے
مکمل اسی کی ہو گئی یارب یہ زندگی

قطعات

فقیری یہ نہیں کے بوجھ بن کر دُور ہے اہلِ عقیدت میں
گزر جائے جو ماضی میں رہے وہ ذہن شدت میں
کبھی ڈھوتا نہیں ہے فکر فقراء حال عقبہ کا
لوٹا دیتا ہے اپنے آپ کو راہے محبت میں

چراغِ عشق بتاں جب جلا کے دیکھا ہے
اُسی کے نام پہ سب کچھ لٹا کے دیکھا ہے
تمہارے عشق کی کیف و سرور کی مستی
اِسی مقام سے مردے جلا کے دیکھا ہے

تاریخ ۲۸ محرم الحرام ۱۴۲۹ء

کچھوچھہ شریف

ندامت کے آنسو چھلکنے لگے ہیں
با طلان نفس سب جلسنے لگے ہیں
حال ماضی کے جتنے تھے روداد دل
آنسوؤں کے سہارے نکلے لگے ہیں

منزل ہی میری لا پتہ اور لا پتہ ہوں میں
میں میں بھی کوئی میں ہے جس کا پتہ ہوں میں
اے نفس آرزو تیری منزل ہی لا وجود
رُوزِ ازل کے پنوں پہ دیکھو نشاں ہوں میں

زندگی ہے بندگی اور بندگی ہے زندگی
ایک جادو نوں ہوئی مل گئی ساری خوشی
یار کے جلوے سے دل جس کا منور ہو گیا
دین دنیا دونوں میں اس کی حکومت ہو گئی

قطعات

جلا کے خون پسینہ ہوا محبت میں
تڑپ تڑپ کے بھی جینا ہوا محبت میں
لگا کے آگ و بیٹھا رہا درِ پردہ
جگر کا خون بھی پینا پڑا محبت میں

میری روح نہ بے وفا تو بن
یہی ہے التجا میری کے باوفا تو بن
درِ حبیب پہ سجدہ میں سر رہے میرا
پھر زندگی شوق سے فضا تو بن

موزوں ئے سخن بن گیا ہے میرا ترانہ
غلطی ہماری دیکھ کر ہنستے رہیں گے لوگ
اصلاح نفس کے لئے پڑھئے میرا کلام
بات آئیگی سمجھ میں جب رونے لگیں گے لوگ

دورانِ حج

مکہ معظمہ

پتھر نے نقشِ پائے نبیؐ چوم چوم کر
دیکھا نصیبہ اوج پہ پھر جھوم جھوم کر
اے زائرین کعبہ اِدھر آ میرے قریب
امت نبی کی دیکھ لے اب گھوم گھوم کر

مکتبِ عشق میں جب نام ہو گیا میرا
بے زباں ہوکے بھی سب کام ہوگیا میرا
فکر دنیا کی رہی اور نہ غم عقبہ کا
تمہاری ذات پہ قصہ تمام ہو گیا میرا

سچ کہہ دوں تم کو واعظ گر تو برا نہ مانے
تیرے عمل سے اپنے بھی ہو گئے بیگانے
مسلک کے نام پر اپنوں کو بانٹ رکھا
اللہ ایسے ملّا سے ہر ایک کو بچائے

قطعات

میرے لباس سے ہی میری حقیقت سمجھو
یہی پستی سمجھو یہی رفعت سمجھو
منزلِ عشق کا کیا حال بتاؤں تم کو
اہلِ دل آؤ یہاں پہلے محبت سمجھو

تمہارا دل کبھی کہتا نہیں ہے اللہ
فقط زباں سے کہا لاالہٰ اللہ للہ
گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے تیرا
کہاں سے آئے صدا کا لا الہٰ اللہ للہ

خدا کی معرفت دن رات سنتا ہے اذانوں میں
تیرا دل ہر گھڑی الجھا رہا اپنے خیالوں میں
نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کے گنبد پر
تو شاہین ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں

قطعات

خرد کی بزم میں وحدت کا جام پیدا کر
خمار بیخودی ہر صبح شام پیدا کر
میرا طریق امیری نہیں فقیری ہے
خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر

میرے آقا مجھے محفوظ رکھنا ہر بلا سے
ذہن پاکیزہ رکھنا میرا ہر ایک خطا سے
روح میں روحانیت صبر میں دے پختگی
بیخودی ہر دم رہے دونوں جہاں سے

کل راستے میں ایک ٹرک بس سے لڑ گئی
بچے جوان بوڑھے کچھ خواتین مر گئیں
سنتے ہی واقعات چکا چوندھ ہو گیا
دو دن رہی بہار چمن پھر اُجڑ گئی

خانہ کعبہ کا گلاف کالا ہے
میرے دل میں بھی ایک مالا ہے
زیست میں سانس آتی جاتی ہے
ہر ایک سانس میں دیکھا اللہ تعالیٰ ہے

تاریخ ۱۴ر اگست ۲۰۲۰ء
شبھوپٹی ۱۵ر اگست
۱۶ر اگست کو میری طبیعت علیل ہوگئی تھی
صوفی سعید مظہر اشرفی

ہم نے عروج و زوال دیکھا ہے
زندگی موت کے رشتے کا حال دیکھا ہے
عبد معبود میں کیسا محال دیکھا ہے
خاک کے پتلے میں تیرا جمال دیکھا ہے
میرے معبود کو دنیا کا جب خیال ہوا
عشق وحدت میں ایسا اُبال دیکھا ہے
بشر کو اپنا خلیفہ بنا کے ہی رکھا
رب کعبہ کا بھی ایسا خیال دیکھا ہے
جھکا دیا ہے فرشتوں کو قدمِ آدم پہ
سجدہ عشق میں کیا کیا کمال دیکھا ہے
ہو گئے حضرت موسیٰ بھی اس گھڑی بیہوش
تمہاری ذات میں قہر و جلال دیکھا ہے
زمانہ لاکھ ستم پہ ستم کیا لیکن

نبی کے عشق میں حالِ بلال دیکھا ہے

پڑھا کے اپنا جنازہ دکھا دیا سب کو
سب نے صابر کا بھی ایسا وصال دیکھا ہے

زمانہ آج تک سمجھا نہیں فقیری کو
چھپا فقیروں کی گدری میں لعل دیکھا ہے

سنبھل کے رہنا تو مظہر ادب کے زینے پر
ہزاروں آدمی ہم پائمال دیکھا ہے

ختم شد

۱۵/اگست ۲۰۲۰ء

در دولت ماسٹر محمد رفیع الدین صاحب

عمر گنج بلیا یو پی

تاریخ ۱۱/ اکتوبر بروز بدھ ۲۰۲۰ء

پہلوئے کرم سے لپٹا ہوا ہمدم ہونا
یہ تعجب نہیں انسان کا بے دم ہونا
دم میں دم ہو کے بھی آپ میں بے دم ہونا
فکر دنیا کی نہ عقبیٰ کا کوئی غم ہونا
ہوش میں ہو کے اپنے میں ہی گم سم ہونا
صورت یار کے جلووں میں سدا گم ہونا
تیری الفت نے دکھائی مجھے ایسی منزل
یہی کیا کم ہے میرے دل کو تیرا غم ہونا
منزلِ عشق کا دستور عجب دیکھا ہے
یار کی یاد میں آنکھوں کا سدا نم ہونا
تیری تخلیق سے فرشتوں کو ہوئی تھی الجھن
صورت حق کا پتہ ہے تیرا آدم ہوتا
نفس کا بندہ بنا جو بھی خدا کا بندہ
اس کی قسمت میں لکھا نارِ جہنم ہونا
عبد معبود کا رشتہ جو بندھا ہے مظہرؔ
یاد توحید ہے ہر سانس میں پیہم ہونا

ختم شد عمر گنج بلیا یو پی

تاریخ ۱۱/ اکتوبر ۲۰۲۰ء

تاریخ ۶ر اپریل ۲۰۲۰ء

ماسٹر رفیع الدین عمر گنج بلیا یو پی

حکم مانا نہیں جس نے قرآن کا
راستہ مل گیا اس کو شیطان کا
تیری عظمت سے انکار کرنے لگے
قہر کھولا گیا ہے دبستان کا
ظلم ظالم کرونا جب ظاہر ہوا
ہر بشر چھپکے بیٹھا ہے رحمٰن کا
جن کو پالا تھا ہم نے لہو بیچ کر
کچھ نہ بدلا دیا اس نے احسان کا
خلق میں بڑھ گئی ہے ستم ریزیاں
فکر کچھ بھی نہیں رب کے فرمان کا
لوگ چلتے رہے بھوکے مرتے رہے
کوئی قیمت نہیں آج انسان کا
ہر گھڑی صبر مظہر تو کرتے رہو
بس حفاظت کرو اپنے ایمان کا

ختم شد

تاریخ ۲۵ر فروری ۲۰۲۱ء شمبھو پٹی

آدم کی نسل سے ہی سب آدمی بنا ہے
حوا کی گود میں ہی پل کر جواں ہوا ہے
کافر ہو یا منافق مرتد ہو یا مسلماں
سب بندہ خدا ہے لیکن سبھی جدا ہے
ہر ایک نبی نے اپنا ایک راستہ بنایا
عالم کے ہیں جو رحمت و ذات مصطفیٰؐ ہے
جو مرضیء خدا ہے خلقت ہیں ان کے تابع
محبوب کی ہی خاطر سارا جہاں سجا ہے
بندہ خدا کا ہوکر سمجھا نہ بندگی کو
حرص و حوش کا پتلہ دنیا میں بن گیا ہے
مظہر تو کر قنایت پتھر کو باندھ کر کے
یہی حال مصطفیٰؐ کے شکم کا سدا رہا ہے

ختم شد

تاریخ ۲۳؍اپریل بروز جمعہ ۲۰۲۱ء

صرف ان کی محبت میں دنیا یہ بنائی ہے
اس دامن رحمت میں ہر ایک کی بھلائی ہے
کیوں جائیں کسی در پہ کیوں بات سنے سب کی
یہ بات حقیقت ہے ہر جا پہ ان کی رسائی ہے
میرا ایمان یہی کہتا مجھے قرآن یہی کہتا ہے
بس ان کے ہی قبضے میں یہ ساری خدائی ہے
محتاج زمانے کی ہر پل میں بھڑی جھولی
پھر ان کے غلاموں کی ہر جا پہ برائی ہے
جب دیکھا زوبیدہ نے دانا بہلول سے یہ پوچھا
کیا کرتے ہیں اے حضرت یہاں کیا چیز بنائی ہے
محلوں کا شہر ہم تو جنت میں بناتے ہیں
کیا تیری خواہش کی بھی امید برآئی ہے
مجھ کو بھی عنایت ہو ایک چھوٹا محل داتا
ایک درہم مجھے دینا یہ تو میری کمائی ہے
بن دیکھے زبیدہ نے تسلیم کیا سب کچھ
ہو سچی عقیدت تو ہر جا پہ بھلائی ہے
کیا خوف تجھے مظہر جینے کا اور مرنے کا
تو نے صورتِ مرشد میں ہستی کو مٹائی ہے

ختم شد

تاریخ ۲۱ / اپریل بروز بدھ

مطابق ۸ / رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ

یا حسین ابن حیدر کو میرا سلام
ننھیں جاں پیاسے اصغر کو میرا سلام
دین احمد جہاں میں بقا پا گئی
اُن شہیداں بہتر کو میرا سلام
بھوک اور پیاس سے حق کو راضی کیئے
ایسے صبر و مظفر کو میرا سلام
جس نے چڑھتی جوانی کی قربانی دی
نوجواں پیارے اکبر کو میرا سلام
سر کو سجدہ میں رکھا خدا کے لئے
کربلا کے مسافر کو میرا سلام
جن کو کاندھے پہ آقا گھماتے رہے
مصطفیٰ کے ان دلبر کو میرا سلام
لے کے عباس کربل میں لہرا دیئے
پرچم حق دلاور کو میرا سلام
آنکھیں نم تیرا مظہر رہا ہر گھڑی
اہلِ بیت پیمبر کو میرا سلام

ختم شد شمبھو پٹی

تاریخ ۲۱ / اپریل بروز بدھ

مطابق ۸ / رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ

تاریخ ۱۹ مئی ۲۰۲۱ء بروز بدھ شھو پٹی

رب نے دنیا بنائی نبی کے لئے
ہر نبی آ رہے تھے نبی کے لئے

ان کے قدموں میں یہ جان قربان ہو
مصطفیٰ آگئے ہیں سبھی کے لئے

عرش اعظم کے مہمان و ہو گئے
عرش اعظم سجا ہے نبیؐ کے لئے

رب کے محبوب ہیں حق کے مطلوب ہیں
پھر چھپا کیا ہے میرے نبیؐ کے لئے

ہر کتابوں سے ظاہر ہوا واقعہ
آئے جبریل ہیں رہبری کے لئے

سات طبقات کو پھر قلم بند کیا
یہ طریقہ ملا ہے وحی کے لئے

آ کے قرآن کو وہ پڑھاتے رہے
علم لدنی آیا سبھی کے لئے

پانی لے کر کے جبریل حاضر ہوئے
ہے وضو کا طریقہ نبیؐ کے لئے

مصطفیٰ کی امامت کریں جبریل
انبیاء کی امامت نبیؐ کے لئے

ایک فرشتے کے محتاج ہیں کیا نبی
کیسی توہین ہے پھر نبیؐ کے لئے

رب مخاطب ہوا موسیٰ بلاواسطہ
طور حاضر رہا ہر گھڑی کے لئے

ہر ولی قرب حق میں فنا ہوگئے
ایسا رہبر ملا بندگی کے لئے

جتنے اصحاب ہیں ان پہ قربان ہیں
صرف مولا کہا تھا علی کے لئے

ہر ولی کی ولایت کی تکمیل ہو
پھر علی کو بنایا ولی کے لئے

حق کی ہر معرفت کا پتہ دے دیا
یہ سبق مل گیا آدمی کے لئے

ہر نبی و ولی کی یہ تھی زندگی
وہ آتے گئے رہبری کے لئے

توبہ ہر سانس مظہر تو کرتا رہے
یہ وظیفہ ملا ہر گھڑی کے لئے

تاریخ ۲۱ رمئی ۲۰۲۱ء شمبھو پٹی

ازل سے روح نے لائی تھی آرزوئے رسولؐ
بنا پھرا ہوں تیرے در کا میں گدائے رسولؐ
جذبۂ عشق جنوں یہ کر دیجئے عطا مجھ کو
تمہاری یاد میں دل جاں ہو فدائے رسولؐ
میری جبیں کو ملے خاک پاک طیبہ کی
ہماری آنکھوں کو مل جائے خاک پائے رسولؐ
تمہارے نور سے معمور سارا عالم ہے
گنہگاروں کو مل جائے کاش بوئے رسولؐ
کبھی تو خواب میں آقا تیری زیارت ہو
ایسا لمحات کبھی زندگی میں آئے رسولؐ
تمنا دل کی ہے تا حشر میں پڑا رہتا
میرا خمیر بھی مل جائے جا کے کوئے رسولؐ
سراپا عیب کا پتلہ جہاں میں ہے مظہرؔ
میں کس طرح سے ہو پاؤں روبروئے رسولؐ

ختم شد

سفر اجمیر شریف سے واپسی ٹرین میں

تاریخ ۲۲ راگست ۲۰۲۱ء

نگاہوں میں قائم ہوا جب تصور
میرا دل اندھیرے میں بھی ہے منور
میرا حال بیحال جب ہو گیا تھا
دیکھاتا رہا ہر گھڑی اپنا جوہر
دلوں سے نکل کر زباں تک جب آئی
دکھایا سبھی کو مقام قلندر
جب موج رواں توڑتا ہے جبل کو
بنا آج قطرہ زمیں پہ سمندر
جدھر دیکھتا ہوں ہے رحمت کی بارش
صداقت میں انساں بنا سب کا دلبر
جو باطل کے جذبات کو توڑ ڈالے
ملے قوم کو ہر جواں ساز رہبر
فقیری کی دنیا جسے راس آئی
زمانے کا وہ بن گیا ہے سکندر
ملا تجھ کو مظہر ہے غیبی خزانہ
لٹاتے رہو پھر زمانے میں گوہر

ختم شد

تاریخ ۱۰ ستمبر ۲۰۲۱ء شبھو پٹی

میرے دل میں تشریف لائے ہوئے ہیں
نگاہوں میں جنت سجائے ہوئے ہیں
قیامت سے پہلے یہ شور قیامت
میرا دل عدم سے لوبھائے ہوئے ہیں
میرا دل یہ کہتا ہے قربان جاؤں
جگر زخم رہرہ کے کھائے ہوئے ہیں
انہیں روز محشر کا کیا خوف ہوگا
جسے آپ دل میں چھپائے ہوئے ہیں
سناؤ نہ واعظ یہ روداد جنت
یہاں مدتوں بار آئے ہوئے ہیں
فنا کرکے ہستی کو جب ہم نے دیکھا
بقا بن کے منزل کو پائے ہوئے ہیں
جسے ہم نے دیکھا تھا شکلِ بشر میں
وہی دل میں مظہر سمائے ہوئے ہیں

ختم شد

تاریخ ۲۳ ؍مارچ ۲۰۰۷ء

مطابق ۵ ؍ربیع الاول ۱۴۲۸ھ

شہر بنگلور کرناٹکا

"نعت شریف"

جہاں جہاں میرے آقا کا جسم جاں پہنچا
وہاں وہاں یہی قرآن با خدا پہنچا
سراپا نور لباس بشر میں پنہا ہے
جمالِ کبریا خیر البشر میں آ پہنچا
جہاں پہنچنے سے جبریل کے پڑ جلتے ہیں
میرا رسولؐ تو عرش خدا پہ جا پہنچا
انہیں کے نور سے تخلیق سارا عالم ہے
قمر و شمس میں جب نور مصطفیٰؐ پہنچا
مناؤ شوق سے خوشیاں مناؤ اے لوگوں
بشر کی شکل میں محبوب کبریا پہنچا
ملی نجات زمانے کو تیری قربت سے
تمہارے فیض کا تحفہ جہاں جہاں پہنچا
عطا حسین کا صدقہ ہو اپنے مظہر کو
پسارے ہاتھ کھڑا در پہ تیرے آ پہنچا

ختم شد

تاریخ ۲۱ ربیع الاول ۱۴۳۷ھ

مطابق ۲۳ نومبر ۲۰۱۶ء

حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں

''سلام''

نبیوں کے تاجدار پہ ہر پل میرا سلام
خلقت کے پالن ہار پہ ہر پل میرا سلام
اللہ خود فدا ہوا اپنے حبیب پر
محبوب کردگار پہ ہر پل میرا سلام
تیرے کرم نے ڈھانک دی امت کے عیب کو
بخشے گنہگار پہ ہر پل میرا سلام
بے بس ہو یا ضعیف ہوں یا ناتواں کوئی
پائی شفا بیمار پہ ہر پل میرا سلام
شفقت نبیؐ کی دیکھئے بیوہ ہو یا یتیم
ہوتے رہے نثار پہ ہر پر میرا سلام
امت کی خاطر رات دن روتے رہے نبیؐ
ہر لمحہ بیقرار پہ ہر پل میرا سلام
اپنی خوشی کو چھوڑ کر غیروں کے غم رہے شریک

ایسی انوکھی پیار پہ ہر پل میرا سلام

تیری حقیقتوں کو کب سمجھے گا یہ بشر کبھی
خلقت کے رازدار پہ ہر پل میرا سلام

پائے نبی سے آج تک ذرات مست ہیں
غارِ حرا پہاڑ پہ ہر پل میرا سلام

پتھر پہاڑ کانٹوں کی رعنائیاں نہ پوچھ
دلکش حسیں بہار پہ ہر پل میرا سلام

دستِ کرم سے جان درختوں میں آگئی
کھجوروں کی ان قطار پہ ہر پل میرا سلام

جان و جگر ایمان کو قدموں میں ڈال کر
ایسے ہوئے نثار پہ ہر پل میرا سلام

منکر نکیر آکے کیوں ٹھہرے ہیں دیر سے
مظہرؔ کے انتظار پہ ہر پل میرا سلام

ختم شد

تاریخ ۱۰/ مئی ۲۰۰۶ء

جناب ڈاکٹر انوار الحق اشرفی

فصاحت کا میدان پٹنہ سیٹی

عارفانہ کلام

بارگاہِ عشق میں جس نے جگہ اپنا لیا
دیکھتے ہی دیکھتے اپنا پتہ وہ پا لیا
عالمِ لاحوت میں اس کی رسائی ہوگئی
ذات وحدت میں فنا ہوکر بقا کو پا لیا
ایسے مستوں کی حقیقت پوچھتے ہو مجھ سے کیا
قُم بِاذنِی کہہ کے جب مردہ کو زندہ کر دیا
وُ زبانِ سیف ہیں جن کو حقیقت مل گئی
جو ہو گیا سو کہہ دیا جو کہہ دیا وہ ہو گیا
جو گدا بن کر کے پہنچا بارگاہِ عشق میں
قطرۂ بے جان تھا لیکن و دریا ہو گیا
جو فنا فی الشیخ ہیں ان کی حقیقت جان لو
وہ بقا بِی اللہ ہیں بندے کا مولا ہوگیا
ایسے رندوں کو بھلا محشر کا کیوں کر خوف ہو
جامِ وحدت پیکے مظہر کیا سے اب کیا ہو گیا

ختم شد پٹنہ سیٹی

تاریخ ۱ر مئی ۲۰۱۳ء

سفر اجمیر شریف سے کوٹا راجستھان

میں حریم قدس کے رازوں کا رازدار ہوں
خاکی بشر کی شکل میں خلقت کا تاجدار ہوں
دیر و حرم سے دہر میں فتنے ہزاروں ہو رہے
کینے سے پاک دل رہا طالبِ دیدار ہوں
واعظ صدائیں دیتا ہے پڑھتا نہیں نماز کیوں
قسمت میں ہے لکھا نہیں ایسے شغل سے پار ہوں
سجدہ سجود کیا قعود سمجھا نہیں جناب نے
دل میں ازل سے جو مکیں اس پہ ہی میں نثار ہوں
جامِ شراب پی کے میں تیری گلی سے آ گیا
عقبہ کی فکر مٹ گئی پیشِ نظر میں یار ہوں
تجھ کو ہے کیا خبر میری ظاہر پرست مولوی
آ پی لے شراب معرفت تو بھی کہے ہوشیار ہوں
لوح میں محفوظ ہے میری جبیں کی داستاں
وحدت کا جام پیکے میں فصلِ جہاں بہار ہوں
تیری گلی کی خاک سے مظہر لپٹ کے سو گیا
تیرے کرم سے ہی کریم زلفِ اسیر یار ہوں

ختم شد

تاریخ ۲۶/دسمبر بروز اتوار ۲۰۲۱ء

پھلواری شریف، پٹنہ

حوالہ دیکے آقا کا لکھی جاتی ہیں تفسیریں
اسی کو پڑھ کے واعظ کر رہے ہیں آج تقریریں
صحیح کیا ہے غلط کیا ہے نہ آیا کچھ سمجھ ان کو
فلاں ابن فلاں کی دیکھتے رہتے ہیں تحریریں
سراپا رحمتِ عالم وُ ہر عالم کے رحمت ہیں
کے جن کی ذات اقدس میں غلط لکھی ہیں توہینیں
میاں اپنی حقیقت دیکھ لو دل کی کتابوں میں
یہی ایک آئینہ جس میں حقیقت کی ہے تصویریں
اسی تصویر کے طالب بنو تم مٹاکر اپنی ہستی کو
عقیناً ٹوٹ جائینگی غلامی کی ہر ایک زنجیریں
بشر خیر البشر کا مرتبہ دیکھو زمانے میں
جن کو دیکھ لینے سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
سنا کرتے ہو واعظ سے ہمیشہ قصۂ یوسف
اسی لفظِ محبت میں سمٹ جاتی ہیں تنویریں
خدا کا بندہ ہوکر بھی سمجھ پایا نہ ہستی کو
مٹا ڈالو تو اپنے دل سے مظؔہر ساری تفریقیں

ختم شد

تاریخ ۲۹ر دسمبر ۲۰۲۱ء

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

آخری وقت ہے زندگی کا ان کی نسبت لیئے جا رہا ہوں
سانس میں آ رہی روحی خوشبو ایسی نعمت لیئے جا رہا ہوں
جن کو دل میں بسایا ہے، ہم نے ان کی یادوں میں ہم کھو گئے ہیں
وہ نگاہوں میں میری بسے ہیں ان کی صورت لیئے جا رہا ہوں
جب تصور میں آئے وُ میرے جن کو دیکھا خدا یاد آیا
ایسی صورت پہ قربان جاؤں ان کی سیرت لیئے جا رہا ہوں
روح میں ہے طرب ان کی باقی جسم میں آخری سانس جاری
دل کی دنیا میں پاتا ہوں ان کو ان کی الفت لیئے جا رہا ہوں
جس نے تحت الثریٰ سے بقا تک یہ زمیں ہو فلک سدرۃ المنتہیٰ تک
مجھ پہ ہوتی رہی ہے نوازش ایسی رفعت لیئے جا رہا ہوں
قلب مومن کا عرشِ بریں ہے جس پہ جلوہ نما حق مکیں ہے
وہ مکیں ہے مکاں میں ہمارے ایسی شوکت لیئے جا رہا ہوں
بندۂ حق جہاں جلوہ گر ہیں عرش اعظم وہیں پہ سجا ہے
ایسی ہستی پہ قربان جاؤں ان کی صحبت لیئے جا رہا ہوں
خاک سے میں بنایا گیا تھا خاک میں رہ کے پھر میں اٹھونگا
کوئی جا کر لحد سے یہ کہدے تیری عظمت لیئے آ رہا ہوں
عرش اعظم کہاں ہے کدھر ہے کچھ سمجھ تجھ کو آیا ہے مظہر
سب میں دیکھو حقیقت کا جلوہ یہ وصیت کیئے جا رہا ہوں

ختم شد شمبھو پٹی

تاریخ ۳۰ر جنوری بروز اتوار ۲۰۲۲ء

شمبھو پٹی عرف شمیم پٹی

وحدت کی حقیقت کا پہچان بنا ہوں
بندہ ہوں مگر صورت رحمٰن بنا ہوں
ہر صفت حق سے ہے مزین میری ہستی
بشکلِ محمد میں ہی قرآن بنا ہوں
جب تاجِ خلافت سے نوازہ گیا مجھ کو
مسجدوں کے لئے مرکزِ ایمان بنا ہوں
آکر کے فرشتوں نے جب سجدہ کیا مجھ کو
مخلوق خدا میں بڑا ذیشان بنا ہوں
تخلیق دو عالم میری خاطر میں ہوئی ہے
اس بزم حقیقت کا میں مہمان بنا ہوں
جنت کے فرشتے میری خدمت میں لگے ہیں
کیا آن ہے کیا بان ہے کیا شان بنا ہوں
جو فتنہ فسادو میں جنازے میں ہیں الجھے
بس ان کی ہدایت کا سامان بنا ہوں
جو بندہ سمجھ پایا ہے بندوں کی حقیقت
ہر اہل عقیدت کے لئے جان بنا ہوں
مظہر تیری ہستی کا پتہ مل گیا مجھ کو
مخفی ہوں مگر صاحب سلطان بنا ہوں

ختم شد

۸ر فروری ۲۰۲۲ء مطابق ولادت مصطفیٰ ۱۴۹۵ء ۶ر رجب المرجب ۱۴۴۳ھ

تحفۂ رحمت

نعرۂ تکبیر۔اللہ اکبر۔نعرۂ رسالت۔یارسول اللہ۔نعرۂ حیدری۔یاعلی۔نعرۂ سردار جنت۔یاحسین

نعرۂ غوث۔یاغوث۔

نعرۂ۔حق۔ یامعین۔یامعین۔یامعین

نعرۂ۔خواجہ۔ " " "

نعرۂ۔شاہ۔ " " "

نعرۂ۔قبلہ۔ " " "

نعرۂ۔کعبہ۔ " " "

نعرۂ۔عرش۔ " " "

نعرۂ۔فرش۔ " " "

نعرۂ۔آقا۔ " " "

نعرۂ۔داتا۔ " " "

نعرۂ۔مولا۔ " " "

نعرۂ۔دل۔ " " "

نعرۂ۔جاں۔ " " "

صوفی سعید اشرفی " " "

حق معین " " "

چھٹی شریف " " "

زندہ باد زندہ باد زندہ باد

ختم شد

منقبت

ہر قوم چلی آتی ہے دربار ولی میں
خیرات کی برسات ہے خواجہ کی گلی میں

ہر شخص طلب کرتا ہے چاہت کے مطابق
بھرتی ہے سبھی جھولیاں سخی ابن سخی میں

جس جا پہ فرشتوں کی بارات سجی ہو
تکمیل دعا ہوتی ہے دربار ولی میں

کیوں صبر نہیں کرتے ہو غم اور خوشی میں
مل جائیگا بندے کو خدا تیری خودی میں

ولیوں کی ولایت کو ذرا غور سے سمجھو
احسان بکا کرتے ہیں بازار ولی میں

ہم اہل محبت کا تو ایمان یہی ہے
ہر جا پہ مسافر ہیں مگر خوشی میں

بن مانگے ہی ملتا ہے اگر صبر یقین ہو
کیا چیز نہیں ہے مرے اللہ کے ولی میں

فیضان کا سیلاب جو بہتا ہے نبی سے
تقسیم ولایت ہوئی ہے مولا علی میں

وحدت کے گلستاں میں ذرا جا کر دیکھو
حسن و حسین خوشبو ہیں زہرا کی کلی میں

منظور و مکین روح میں ہیں روز ازل سے
یہ ان کی ہی رونق ہے مرے لب کی ہنسی میں

ختم شد اجمیر شریف
۸ فروری [illegible] بروز منگل چشتی شریف
صوفی [illegible]



बारगाहे इश्क में जिसने जगह अपना लिया
देखते ही देखते अपना पता वो पा लिया



उनकी उल्फत लिए जा रहा हु
आखिरी वक्त है जिंदगी का

सास में आ रही ऐसी खुशबू
ऐसी नैमत लिए जा रहा हु

Maslak-E-Sufiya


रूह की आवाज
चाहत कहा जिंदगी के लिए
मुझको वो लाया वो अपनी खुशी के लिए


तुम्हारी जात से मजहर का दिल♥ मनवर है
तुम्हारी जात पे सब कुछ निसार हो जाये

